مختصر سوانح حیات

و

افکار و عقائد عاشق رسول ﷺ

فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد امین باباجیؒ

تالیف

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی

تحقیق و نظر ثانی

صاحبزادہ محمد شفیق امینی

ناشر:

ادارہ نشر و اشاعت (الناجیہ) اہلسنت یوتھ فورس خیبر پختونخواہ

مختصر سوانح حیات

و

افکار و عقائد عاشق رسول ﷺ

فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد امین باباجیؒ

تالیف

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی

تحقیق و نظر ثانی

صاحبزادہ محمد شفیق امینی

ناشر:

ادارہ نشر و اشاعت (الناجیہ) اہلسنت یوتھ فورس خیبر پختونخواہ

سپاس تشکر

میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے محترم بھائی اشتیاق فاروقی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے جدامجد عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد امین باباجیؒ کی سوانح حیات، آپؒ کی دینی وروحانی خدمات کو لکھتے ہوئے تاریخی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے حق وسچ لکھنے کا حق ادا کردیا ہے۔

چند ناعاقبت اندیش لوگوں نے قبلہ باباجیؒ صاحب کو ایسے مخصوص نظریات جو قبلہ باباجیؒ کے افکار ونظریات سے بالکل متصادم ہیں سے باندھتے ہوئے اپنی سیاسی مفاد کیلئے استعمال کرنے کی ناکام کوششیں کی جن کی وجہ سے باباجیؒ صاحب کے عقیدتمندوں میں شکوک وشبہات پیدا ہورہے تھے لہذا ایسی کتاب کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی جو حقائق کو واضح کردے لہذا اس مختصر کتاب میں جامع انداز سے ان شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

اللہ جل جلالہ ان کے اس سعی کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں ۔ اوردارین کی سعادتیں نصیب فرمائیں۔ آمین

صاحبزادہ محمد شفیق امینی

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

(اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو برصغیر پاک وہند میں کوئی مسلمان باقی نہ بچتا)

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا اخوند عبدالغفور قادری صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ (سیدو شریف)

کے نام

(جس نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور پختون خطے میں فتنہ وہابیت کے آگے بند باندھا)

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری حنفی افغانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

(اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو برصغیر پاک وہند میں کوئی سنی حنفی نہ ہوتا)

عاشقِ صادقِ مجاہدِ کبیر فخرِ کشمیر حضرت مولانا الحاج محمد آمین باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

(جو کفار سے مقابلے کیلئے عملی طور پر میدان میں اترے جہاد کیا، اپنے کلام سے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کی اور پختون خطے میں عید میلاد النبی کی تجدید فرمائی۔)

کرتا ہوں

غلام از غلامانِ اولیاء اللہ

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارحمۃ اللعالمین

عرضِ فقیر

برصغیر پاک وہند میں علماء ومشائخ اہلسنت نے دین اسلام کی تبلیغ اوراشاعت کیلئے جوخدمات انجام دیئے وہ محتاج بیان نہیں۔یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے علومِ اسلامیہ کی ترویج، کتاب وسنت کی اشاعت، اسلام کی سربلندی، ناموسِ رسالت، اولیاء اللہ کی عظمت، شعائرِ اسلامیہ واقدارِدینیہ کے تحفظ، اورملت کی صحیح رہنمائی کی خاطر اپنی زندگی کووقف کئے رکھا اورمسلمانوں کے ایمان وعمل کوعشقِ مصطفیٰ ﷺ سے قوت اورتازگی بخشی اندھیروں میں علم وعرفان کے چراغ روشن کئے۔اسلام کی صداقت اور ہمہ گیری کودلائل وبرہان سے مزین کرکے پیش کیا۔انہی اسلاف کے طریقوں پر چل کرہمیں کامیابی مل سکتی ہے،اوران اولیاء کے تذکروں سے دلوں کوسکون ملتا ہے۔

ہردور میں طالبانِ حق نے اپنی زندگی سنوارنے کیلئے اولیاء اللہ کے احوال کا مطالعہ کرنا ضروری سمجھا ہے۔اور ہردور میں اولیاء اللہ کے تذکروں پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔فقیر فاروقی کوشروع ہی سے اولیاء اللہ کے حالات وواقعات پڑھنے کا شوق رہا ہے۔مجلّہ ''جامِ کوثر'' کے ایڈیٹر انصار الابرار صاحب نے فقیر کی توجہ اس طرف دلائی کہ ''مجلّہ جامِ کوثر'' میں خیبر پختونخواہ کے علماء اہلسنت پر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے، جس میں اولیاءِ خیبر پختون خواہ کے تذکرے شامل ہوں۔فقیر فاروقی نے اسی مقصد کیلئے مجلّہ ''جامِ کوثر'' میں ''یادِ رفتگاں'' کے نام سے مضامین لکھنے شروع کئے۔مجلّہ ''جامِ کوثر'' کوغالباً یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ امامِ مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں صوبہ خیبر پختونخواہ کا پہلا رسالہ ہے۔فقیر فاروقی نے جامِ کوثر کے تیسرے شمارے میں عاشقِ صادق مجاہد کبیر فخرِ کشمیر الحاج مولانا محمد آمین باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے احوال پر مضمون لکھا۔مضمون لکھنے کے دوران جب باباجی مبارک قدس سرہ کے حالات پر کتابیں پڑھیں تو دل کو ایک عجیب تسکین نصیب ہوئی۔باباجی مبارک کی شاعری میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی مستی کو دیکھ کر وجد کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ باباجی مبارک کی شاعری میں حدائقِ بخشش کا رنگ نمایاں نظر آنے لگا گویا کہ میں حدائقِ بخشش اور امام مجدد اعلیٰ

حضرت مبارک کے عقائد ونظریات کا پشتو ترجمہ پڑھ رہا ہوں۔اس وقت دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ باباجی مبارک قدس سرہ کے کلام اورامام مجدد اعلیٰ حضرت کے عقائد ونظریات کوملا کر پیش کیا جائے۔تاکہ ان کی یگانت، مناسبت، ہم آہنگی وہم عقیدگی ظاہر ہو جائے۔اس ارادے کا اظہار فقیر فاروقی نے اپنے مضمون ''یادِ رفتگاں'' (جامِ کوثر شمارہ ۳ ص ۵۲) میں بھی کیا۔مگر باباجی مبارک کے چند تصانیف کی عدم دستیابی کی وجہ سے اپنی خواہش کی تکمیل نہ کرسکا۔حضرت علامہ صاحبزادہ محمد شفیق امینی قادری دامت برکاتہم عالیہ نے فقیر فاروقی سے رابطہ کیا اورآپ نے خواہش ظاہر کی کہ باباجی مبارک کا مختصر مگر جامع تذکرہ لکھوں۔اس مقصد کیلئے صاحبزادہ صاحب خود تشریف لائے اور باباجی مبارک کے چند نایاب تصانیف بھی مرحمت فرمائے۔اورفرمایا کہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچادوں تاکہ باباجی مبارک کے عرس مبارک (جو ۹ فروری کو منعقد ہو رہا ہے) سے پہلے شائع کیا جائے۔اوریوں اس فقیر کو باباجی مبارک سے عقیدت کے اظہار کا ایک سنہرا موقع مل گیا۔فقیر اس قابل نہیں کہ اس عظیم کام کو انجام دیں مگر یہ باباجی مبارک اورامام مجدد اعلیٰ حضرت کا ہی نظرِ کرم ہے کہ فقیر کو اس کام کیلئے منتخب کیا گیا۔اللہ عزوجل میری اس کوشش کو قبول فرمائے آمین۔

غلام از غلامانِ اولیاء اللہ

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون الذین امنو ا و کانو یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الأخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔(القرآن)

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں۔ ''اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو ان کے دیدار کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے'' پھر لکھتے ہیں ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عرض کی گئی : یارسول اللہ ﷺ اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے'' ۔(تفسیر درمنثور مترجم۔ص ۹۳۸ جلد ۳)۔

حضرت خواجہ محمد حسن فاروقی مجددی قدس سرہ فرماتے ہیں ''صالحین کے ذکر خیر سے رحمت الٰہی جل شانہ کا نزول ہوتا ہے'' (تذکرۃ الصلحاء فی بیان الاتقیاء ص ۶)

ابتدائی حالات

عاشقِ صادق حضرت حاجی محمد آمین صاحب باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ولایت اور عشقِ رسول میں مستی پر زمانہ گواہ ہے۔ آئیے باباجی مبارک کے تذکرے سے برکت حاصل کریں تاکہ یہ ہمارے لئے باعث نجات ہو۔ حضرت باباجی مبارک کے اباؤ اجداد کا تعلق لواڑگی سے تھا۔ آپ کے داداجان ولی خان بابا قدس سرہ کو دین سے کافی لگاؤ تھا۔ آپ اکثر یادالٰہی کیلئے پہاڑوں کا رخ فرماتے اور وہاں قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ اور اکثر اپنے صاحبزادے سعد خان صاحب قدس سرہ کو نصیحت فرماتے کہ بیٹے دنیا میں کبھی کوئی غلط کام مت کرنا اور بیہودہ محفلوں سے دور رہنا کیونکہ دنیا کی عیش وعشرت کا انجام زوال ہی ہے۔ آپ کے دادا ولی خان باباجی قدس سرہ نے ذاتی دشمنی کی وجہ لواڑگی کو چھوڑ کر سلیمان خیل میں سکونت اختیار فرمائی۔ عاشقِ صادق مجاہد کبیر ولی کامل غوث الزماں حضرت حاجی محمد آمین باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ خان خیل میں بمقام سلیمان خیل جناب اسعد خان کے گھر پیدا ہوئے۔ باباجی مبارک کا پاسپورٹ جو کہ ۱۹۵۱ء کا بنا ہوا ہے کے مطابق اس وقت آپ کی عمر

۵۰ سال تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس دنیا میں ۱۹۰۱ کو جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے خاندان کا تعلق لنڈی کوتل کے معروف قبیلے شیخ محمد خیل کے ذیلی شاخ عالم خان سے تھا۔ باباجی مبارک بچپن ہی سے دینی علوم کی طرف راغب تھے اور بچپن ہی سے دینی وروحانی علوم کیلئے بے چین رہتے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کی چار جماعتیں شیخ محمدی کے پرائمری سکول سے پڑھیں مگر آپ کی فطرت میں دنیاوی وانگریزی علوم کا میلان نہیں تھا بلکہ دینی اور روحانی علوم کا پیاس دل میں موجزن تھا۔ آپ نے دینی علوم کی ابتداء اپنے محلے کی مسجد میں مولانا محمد اعظم صاحب عرف کوٹے ملا سے کی۔ باباجی مبارک نے ان سے خلاصہ اور پنج گنج کتب کی تعلیم شروع کی۔ بچپن ہی سے آپ شرین بیان اور خوش الحان تھے۔ پنج گنج کے اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سرور پاتے۔ آپکے استاد محترم آپ کے شیرین بیانی سن کر کافی خوش ہوتے۔ انتہائی کم عمری میں آپ نے قرآن مجید اور دوسرے علوم پر عبور حاصل کیا۔ کم عمری ہی سے آپ عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے زہد تقویٰ پرہیزگاری کی طرف فطرتی لگاؤ رکھتے۔ دینی علوم کی پیاس بجھانے کیلئے دوردراز کا سفر بھی فرمایا۔ کیمبل پور، اتمانزئی، بڈھ بیر میں دینی علوم حاصل کئے۔ چونکہ بچپن سے آپکو روحانی علوم سے لگاؤ تھا اسی لئے پیر کامل کی تلاش بھی جاری تھی۔ کیونکہ طریقت ہی ایسا راستہ جس سے شریعت پر چلنے کی رہنمائی ملتی ہے، شریعت راہ ہے اور طریقت اس راہ پر چلنے کی شمع ہے۔ روحانیت طریقت اور تصوف کے علوم سے دل کے زنگ صاف ہو جاتے ہیں اور آلائشیں دور ہو جاتی ہیں۔ طریقت کے علوم جنہیں علوم تصوف سے یاد کیا جاتا ہے اور اس راہ پر چلنے والوں کو صوفی کہا جاتا ہے۔ یہی وہ راہ ہے جن کو موجودہ زمانے میں پیری ومریدی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی راہ کے اپنانے والوں کو برصغیر پاک وہند میں بریلوی نام سے یاد کیا جاتا ہے اور عرب میں انہیں صوفیاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تصوف کیا ہے؟

''انہیں ان کے باطن کی صفائی اور باطن کے آثار کی پاکیزگی کی وجہ سے صوفیہ کہا گیا۔ بشر بن الحارث فرماتے ہیں صوفی وہ ہے جس کا دل اللہ کی خاطر پاک وصاف ہو۔ ایک اور صوفی کہتا ہے صوفی وہ ہے جس کا معاملہ اللہ کی خاطر صاف ہو پھر اللہ کی طرف سے اسے یہ انعام ملا ہو کہ اللہ کے ہاں اس کی بزرگی بھی پاکیزہ ہو۔ ایک اور گروہ کا کہنا ہے کہ انہیں صوفی اس لئے کہا گیا کہ یہ اللہ عزوجل کے حضور میں

پہلی صف میں ہے اس لئے ان کی ہمتیں بلند ہو کر اللہ کی طرف چلی جاتی ہیں اور یہ اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اللہ کے حضور میں اپنے باطن کے ساتھ پیش ہوتے ہیں ایک اور گروہ کہتا ہے کہ ان کا صوفی نام اس لئے پڑا کہ ان کے اوصاف ان اہل صفہ کے اوصاف سے ملتے جلتے ہیں جو عہد رسالت میں تھے۔ ”(کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم ص ۳۷)

”سہل بن عبداللہ تستری سے کسی نے پوچھا صوفی کون ہے تو فرمایا جو (ہر قسم کی) میل کچیل سے پاک ہو، ہمہ تن غور وفکر ہو، مخلوق کو چھوڑ کر اللہ ہی کا ہو گیا ہو، اور اس کے نزدیک سونا اور مٹی کا ڈھیلہ یکساں ہو۔ (کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم ص ۴۳)

”جنید سے تصوف کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: مخلوق کی موافقت کرنے سے دل کو پاک رکھنا، طبعی اخلاق سے علیحدگی اختیار کرنا، بشری صفات کو بجھا دینا، نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا، روحانی نفوس سے میل جول رکھنا، علوم حقیقی سے تعلق رکھنا اور ہر لحظہ ایسے امور کا کرنا جو اولیٰ اور افضل ہوں، تمام امت محمدیہ کی خیر خواہی کرنا، حقیقی طور پر اللہ سے وفا کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنا ہے“

(کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم ص ۴۴)

”ابن عطا کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار رہنے کا نام تصوف ہے۔ ابو یعقوب سوسی فرماتے ہیں صوفی وہ ہے جو کسی چیز کے چھن جانے سے بے قرار نہ ہو اور نہ کسی چیز کی تلاش میں اپنے آپ کو ٹھکانے کسی نے جنید سے پوچھا تصوف کیا ہے؟ فرمایا باطن کا حق تعالیٰ سے پیوست ہو جانا اور یہ کیفیت صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نفس روح کی قوت اور حق کے ساتھ قائم رہنے کی وجہ سے اسباب سے بے تعلق ہو چکا ہو۔

(کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم ص ۱۳۸)

اسی کتاب تعرف کے بارے میں امام مجدد اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں۔ ”اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ کتاب تعرف نہ ہوتی تو تصوف نہ پہچانا جاتا“

”جناب رویم بن احمد نے ماہیت تصوف پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے: اپنے نفس کو اللہ کی مرضی کے مطابق رکھنا ہی تصوف ہے“

(کتاب اللمع فی التصوف ص ۵۶)

”ابو محمد جریری نے کہا ہر بری اور خسیس عادت کو چھوڑ کر پاکیزہ عادات اپنا لینا تصوف ہے۔ عمرو بن عثمان مکی کے نزدیک تصوف یہ کہ بندہ ہر وقت عمل صالح اختیار کرنے کا خواہاں رہے۔ علی بن عبدالرحیم قناد معنی تصوف یوں بیان کرتے ہیں: اپنے مقام و مرتبہ کو محبتِ الٰہی کے جذبے میں گم کر کے فنا سے کنارہ کش ہو کر دوام سے واصل ہونا حقیقت تصوف ہے صوفیہ کرام کی کیا تعریف ہے اور وہ کون ہیں اس سوال کا جواب عبدالواحد بن زید یوں دیتے ہیں۔ صوفیہ وہ ہیں جو اپنی عقلوں اور قلوب کو مصائب و آلام کے باوجود ثابت قدم رکھتے ہیں اور نفس کے ہر شعلہ شر انگیز کو مرشد کامل کی اتباع سے سرد کر دیتے ہیں۔ ذوالنون مصری کہتے ہیں: جسے طلب تھکا نہ سکے اور سبب بے قرار نہ کرے وہ صوفی ہے اور صوفیہ ان لوگوں کا طائفہ ہے جنہوں نے ہر شے پر اللہ ہی کو غالب جانا، یہی وجہ ہے اللہ نے انہیں ہر چیز پر غلبہ عطا کیا “(کتاب اللمع فی التصوف ص ۵۶-۵۷)

”ابوالحسن قناد کہتے ہیں: صوفی صفا سے مشتق ہے اور صفا سے مراد اللہ کیلئے ہمہ وقت بشرطِ وفاداری قیام میں رہنا ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف ص ۵۶-۵۷)

تصوف کے بارے میں امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری افغانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ”تصوف تین وصفوں کا نام ہے، ایک یہ کہ اس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر سنت کے خلاف ہو، تیسرے یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائیں“۔ ””تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی کریم ﷺ کی پیروی ہو“۔ تصوف نام ہے ”شریعت میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع“۔ تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب وسنت کو لازم پکڑے ”علم تصوف چشمہ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے“۔ ”شریعت حضور ﷺ کے اقوال ہیں۔ اور طریقت حضور ﷺ کے افعال، اور حقیقت حضور ﷺ کے احوال، اور معرفت حضور ﷺ کے علوم بے مثال“۔ ”صوفی وہ ہے کہ اپنے ہویٰ کو تابع شرع کرے نہ وہ کہ ہویٰ کی خاطر شرع سے دست بردار ہو۔ شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی۔ شریعت آئینہ اور طریقت نظر۔ آنکھ پھوٹ کر نظر رہنا غیر

متصور"۔(ماخوذ: فتاویٰ رضویہ۔اعتقادالاحباب)

تصوف باطن کی صفائی ہے،تصوف دل کو دنیاوی اور مادی آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔اسی لئے سالکین اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور طریقت اپناتے ہیں تاکہ شریعت پر عمل کرنے میں نفسانی خواہش رکاوٹ نہ بنے۔اور دل میں نبی کریم ﷺ کی سچی محبت پیدا ہو اور اطاعت مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا ہو۔اسی لئے تصوف حضور ﷺ کے عشق و محبت میں فنا ہو جانے کا نام ہے۔شریعت کو جاننا اور ہے اور شریعت پر عمل پیرا ہونا اور ہے۔شریعت کو اپنانے اور اس پر عمل کیلئے ضروری ہے کہ حضور ﷺ سے سچی محبت ہو۔اور فرمان مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرنا ہی نجات سمجھے،اور یہ تب ہی ممکن ہے جب عشق مصطفیٰ ﷺ ہی کو محور سمجھا جائے۔

بیعت وخلافت

باباجی مبارک توحید الٰہی میں مست اور عشق رسول ﷺ سے سرشار تھے،کم عمری ہی میں قرآن شریف اور دوسرے دینی علوم پر عبور حاصل کیا تھا۔علوم ظاہری کے ساتھ دل میں روحانی علوم کی شمع بھی روشن تھی۔روحانی علوم کی تڑپ دل میں ایسی موجزن تھی کہ اولیاء اللہ کے آستانوں کا بھی سفر کیا۔تصوف کی راہ پر چلتے ہوئے باقاعدہ فیوض حاصل کرتے رہے۔اسی مقصد کے حصول کیلئے اکوڑہ خٹک کے معروف روحانی شخصیت کے دربار پر حاضری دی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سید مہربان علی شاہ صاحب بن سید حبیب شاہ بخاری سے باقاعدہ بیعت ہوئے۔وہاں آپ کی پیاس نہ بجھی بعد ازاں سید مہربان علی شاہ صاحب سے رخصتی کی اجازت چاہی انہوں نے آپ کو بخوشی اجازت عطا فرمائی۔طریقت وتصوف کے علوم کو حاصل کرنے کیلئے کامل مرشد کی تلاش بے چین رہے۔

مرشد کی تلاش میں کربوغہ شریف کی حاضری

"مبلغ اسلام مداح نبی ﷺ مجاہد اعظم حاجی محمد آمین صاحب بالآخر صاحب مبارک کربوغہ شریف کے پاس تشریف لاکر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور کربوغہ شریف میں تین سال گزار کر صاحبزادہ فضل منان صاحب سے علم نحو اور صاحبزادہ عبدالجلیل صاحب سے منطق وغیرہ فنون میں علم حاصل کیا۔حاجی محمد آمین صاحب حسب ارشاد کربوغہ صاحب انگریزوں کے خلاف جہاد میں

مشغول تھے"۔

(تذکرہ صاحب مبارک گل اباصاحب،ص ۱۱۳)

مرشد حضرت محمد عمر شاہ صاحب مبارک قدس سرہ

ضلع کوہاٹ کے علاقہ دوآبہ کے مشہور معروف صوفی عالم محمد عمر شاہ (المتوفی ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ) کی "ولادت باسعادت میانجی خیل میں ہوئی تھی۔صاحب کا اصلی نام محمد عمر شاہ اور والد کا نام محمد کلیم شاہ تھا وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۱۱۰ سال تھی۔اس لحاظ سے تاریخ ولادت ۱۲۳۹ ہجری بمطابق ۱۸۱۹ء ہوتی ہے۔صاحب کے اباؤ اجداد میانجی خیل ایک گاؤں علاقہ خٹک میں رہتے تھے۔صاحب مبارک ابھی چھوٹے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا تو ابتداء سے ان کی تربیت و پرورش ان کے چچا علیم شاہ نے کی۔" (صاحب مبارک وگل اباصاحب،ص ۲۵)

ابتدائی تعلیم قاضی صاحب میانجی خیل سے شروع کی۔۔۔قاضی صاحب سے قرآن مجید و ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد ضلع بنوں کے ایک گاؤں حسنی کلے میں ایک عالم مشہور بہ (حسو ملا) سے حاصل کیا۔چند سال کربوغہ شریف سے مشرق میں واقعہ گاؤں درشئی میں درشئی ملا سے تعلیم حاصل کی۔۔۔پھر اس کے بعد حصول علم کیلئے کئی سفر فرمائے۔۔۔اور تقریباً ۳۷ بار سوات پیدل گئے اور باقی علوم کی تکمیل سوات صاحب سے حاصل کیں اور پورے ۱۳ سال سوات صاحب کی خدمت میں گزارے اور وہاں سند حاصل کی۔(ماخوذ: صاحب مبارک وگل اباصاحب،ص ۲۵،۲۶)

بچپن ہی سے سوات باباجی شیخ الاسلام غوث زماں عبدالغفور باباجی قدس سرہ سے عقیدت تھی۔اور بچپن ہی سے آپ پر سوات باباجی مبارک کا نظر کرم تھا۔جیسا کہ آپ کے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے صاحب "تذکرہ صاحب مبارک وگل اباصاحب" لکھتے ہیں!

"میاں گان صاحبان کا قافلہ صاحب مبارک کے پاس سے گزرا۔صاحب نے پوچھا کہ لوگو کہاں جارہے ہو انہوں نے کہا کہ سوات سیدو باباجیؒ کے پاس جارہے ہیں۔صاحب نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے جاؤ۔وہ انکار میں بولے کہ آپ بہت چھوٹے ہیں بہت لمبا سفر ہے اسوقت سواری کا بھی کوئی بندوبست نہ تھا لیکن صاحب مبارک نے اپنے دل میں پکا ارادہ کیا تھا کہ میں ضرور جاؤں گا۔اور جو اللہ کو منظور تھا،اسطرح

ہوا کہ ان کے پیچھے خفیہ طور روانہ ہوئے، جب قافلہ ظاہر ہوتا تو صاحب ان چھپ جاتے، تا کہ قافلہ والے ان کو نہ دیکھ سکیں۔ چلتے چلتے یہاں تک کہ جس جگہ قافلہ والوں نے رات گزارنی تھی اس جگہ صاحب مبارک پہنچ گئے۔ جب انہوں نے دیکھا تو مجبوراً اپنے ساتھ لے کر حفاظت کا ذمہ لیا، کیونکہ صاحب مبارک چھوٹے تھے۔ صاحب نے ساتھیوں کے ساتھ تمام سفر پیدل کیا لیکن اف تک بھی نہ کی۔ آخر کا سوات پہنچ گئے میاں گان صاحبان خود تو سیدو شریف کے دربار میں داخل ہوئے اور ان کو باہر دروازے پر چھوڑ دیا، سوات صاحب نے ان کو بطریقہ کشف دیکھا تھا۔ جب ان کے ساتھ مصافحہ کیا تو پھر سوات صاحب نے پوچھا کہ آپ کے ہمراہ جو لڑکا تھا وہ کدھر گیا میاں گان صاحبان شرمندہ ہو کر بولے کہ لڑکا باہر دروازے میں کھڑا ہے سوات صاحب نے فرمایا کہ ان کو جلدی لے آئیں جب لڑکا حاضر کیا گیا۔ تو سوات صاحب نے بچے کو گلے لگا کر ان کے ساتھ بہت پیار کیا۔"

(تذکرہ صاحب مبارک وگل ابا صاحب، ص ۲۷، ۲۸)

"صاحب مبارک نے قادریہ نقشبندیہ کے تمام اسباق سوات بابا جی صاحب سے مکمل کئے تھے۔ جب عبدالغفور صاحب سوات قریب الوصال ہو گئے اس وقت تیراہ ملا صاحب یعنی ولی اللہ صاحب ان کے ہاں حاضر تھے۔ تیراہ ملا صاحب کو وصیت کی کہ میری طرف سے آپ کربوغے صاحب کو ماذون کریں۔ لہٰذا سوات صاحب کی وفات کے بعد ولی اللہ صاحب نے کربوغے صاحب کو خلافت سے نوازا۔

(تذکرہ صاحب مبارک وگل ابا صاحب، ص ۳۹، ۴۰)

کربوغہ بابا جی نے راہ طریقت کے سالکین کو سلوک کی راہ دکھائی اور طالبان حق کی روحانی تربیت فرمائی۔ تمام عمر امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دینی واصلاحی کارنامے انجام دیئے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ آپ صاحب تصرف وصاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ نے ۵ جمادی الثانی بوقت عشاء ۱۳۴۹ھجری بمطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

عاشق صادق حاجی محمد بابا جی مبارک نے اسی آستانے میں تجدید بیعت کی اور مرشد کامل سے باطنی فیض حاصل کر کے تصوف کی روحانی تسکین حاصل کی اپنے مرشد کے وصال کے بعد حضرت بابا جی قدس سرہ نے مجاہد اعظم حضرت حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی بابا جی سے ارادت قائم کی۔

مجاہد کبیر شیخ المشائخ حضرت حاجی فضل واحد صاحب المعروف ترنگزئی بابا جی مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام اسم گرامی فضل واحد لقب فخر المجاہدین، شیخ الافاغنہ اور مشہور بہ حاجی ترنگزئی بابا جی ہیں۔ آپ ترنگزئی میں ۱۸۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی علوم کے بعد علاقہ آزاد قبائل کے مشہور و معروف مجاہد کبیر عالم اجل، صاحب استقامت وکرامت حضرت نجم الدین صاحب المعروف "ہڈہ ملا صاحب" کی خدمت میں بمقام چمر کنڈ حاضر ہوئے اور مرید ہوئے۔ کافی عرصہ مرشد عالی مقام کی خدمت میں مصروف رہے۔ جناب مجاہد اعظم "ملا ہڈہ بابا جی مبارک" کی وفات کے بعد سلسلہ مبارکہ کے باقی اسباق اپنے پیر و مرشد کے خلیفہ مجاز جناب حضرت صوفی صاحب نور اللہ مرقدہ سے مکمل کر کے صاحب مجاز اور معنعن ہوئے۔ صاحب مجاز ہونے کے بعد ارشاد و تبلیغ شروع کر دی، اور اپنے گاؤں ترنگزئی میں سلسلہ عالیہ قادریہ کا "لنگر" جاری کر دیا۔ آپ اپنے گاؤں میں بیٹھے نہیں بلکہ اصلاح اعمال اور تہذیب نفوس کیلئے گاؤں گاؤں پھرے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آ کر داخلِ بیعت ہوئے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے اپنے مشائخ کرام (رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقہ پر چلتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ غیر اسلامی مراسم کی بیخ کنی کی۔۔۔ لوگوں کے جھگڑے اور تنازعات شریعت، محمدیہ کے مطابق فیصلے کرواتے۔۔۔ آپ نے مختلف مقامات پر دینی مدارس قائم کئے۔۔۔ ایک تعلیمی بورڈ بنایا جو کہ پچاس مدارس اور ایک مرکزی دار العلوم (جوگدر (ضلع صوابی) کے مقام پر تھا) کی مکمل نگرانی کرتا۔۔۔ ان مدارس میں نصابِ تعلیم اردو، فارسی، حساب، جغرافیہ، تاریخ، دینیات، طبیعات، اور انگریزی تھا، مذہبی تعلیم لازمی مضمون تھا۔ یہ سلسلہ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۳ء تک جاری رہا۔ جب آپ نے ہجرت فرمائی تو یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔۔۔ آپ کی ان سرگرمیوں کو فرنگیوں نے بہت ہی مشکوک نظروں سے دیکھا اور ۱۹۱۰ء میں آپ کو بمع رفقا گرفتار کر لیا۔ پھر آپ کو رہا کیا گیا۔۔۔ ان تکالیف کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش پیدا نہیں ہوئی۔۔۔ ۱۹۱۳ء میں جب صاحبزادہ عبدالقیوم خان نے صوبہ سرحد میں ایک کالج کھولنے کا انتظام وانصرام کیا تو صاحبزادہ صاحب بمع مقتدر حضرات کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا کہ "ہم صوابی سرحد میں ایک اسلامی دار العلوم بنانا چاہتے ہیں اس لئے آپ بنفس نفیس اس دار العلوم کی سنگ بنیاد رکھیں" وفد کے بے حد اصرار پر آپ نے دعوت قبول فرمائی۔۔۔ تاریخ مقررہ پر آپ بمعہ اپنے رفقا کے پہنچ گئے۔ مگر انگریزی تعلیم

کے مقابلہ میں دینی تعلیم کے نہ ہونے پر آپ نے سنگ بنیاد رکھنے سے انکار فرمایا۔ اور بھرے مجمعے میں بمعہ متعلقین کے اٹھ کے چلے گئے۔۔۔ آپ نے مختلف مقامات پر دینی دعوت وارشاد کا کام جاری رکھا ۔۔۔ اور ساتھ ساتھ انگریزی حکومت کے خلاف بھی جہاد جاری رکھا۔۔۔ بونیر کے مقام پر انگریزی فوج سے لڑائی کی اور انگریزی فوج کو شکست سے دوچار کیا۔ اسی طرح انگریزی افواج کے خلاف مختلف مقامات پر جہاد کر کے انگریزی افواج کو شکست سے دوچار کیا۔۔۔ آخر کار یہ افلاک کی وسعتوں میں مسلسل تکبیریں بلند کرنے والا مجاہد اعظم غوث وقت شیخ المشائخ، شیخ الافاغنہ ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء بروز منگل ظہر اور عصر کے درمیان بمقام غازی آباد واصل بحق ہوئے۔ (ماخوذ تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد اول ص ۲۰۷ تا ۲۱۸)

ترنگزئی باباجی قدس سرہ کے مرشد حضرت مولانا نجم الدین صاحب ہڈہ باباجی قدس سرہ

”مجاہد کبیر حضرت مولانا نجم الدین صاحب غزنی کے قریب ایک گاؤں شیلگر کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد غزنی، کابل اور جلال آباد میں دینی علوم کی تکمیل کی، اور آخر میں جلال آباد کے قریب ہڈہ نامی گاؤں میں مستقل سکونت اختیار کی۔ اور یہیں درس وتدریس شروع کردی چنانچہ آپ کے اس مشہور نام ”ہڈہ ملا صاحب“ نے آپ کے اصلی نام کی جگہ لے لی، آپ بہت ہی بڑے عالم فاضل اور ہمت واستقلال کا نمونہ تھے۔ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حافظ عبدالغفور باباجی یعنی سیدو باباجیؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہر چار سلاسل میں بیعت تھے۔ صاحب مجاز اور ماذون ہو کر آپ کے اکابر خلفاء سے ہوئے اور آپ کی معیت میں نیز آپ کے بعد بھی جہاد بالسیف میں مصروف رہے۔ اپنی تمام تر زندگی انگریزوں کے خلاف لڑتے ہوئے گزاری۔ حضرت سیدو باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے جتنی جنگیں لڑیں ان سب میں لشکر اسلام کا علم آپ اٹھائے رکھتے تھے آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ اور نقشبندیہ کی اپنے مشائخ کی روش پر چلتے ہوئے خوب اشاعت کی۔ جس طرح روحانی فیضان سے اپنے تمام مریدین کو سیراب کیا کرتے اسی طرح علوم اسلامیہ کی تعلیم وتدریس سے ہر ایک کو مالا مال کرتے تھے۔ آپ کے لنگر سے سینکڑوں کی تعداد میں اللہ کی مخلوق روزانہ سیر ہوتی۔ ہزار افراد نے آپ سے برکات حاصل کیں۔ آپ کی وفات ۱۹۰۲ء میں ہوئی، آپ کا مزار ”ہڈہ“ میں مرجع عوام وخواص ہے۔“

(تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، جلد دوم۔ ۴۱، ۴۰)

آپ کے خلفاء نے دین کی سربلندی کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دے کر پرچم اسلام اونچا رکھا۔ آپ عاشق صادق حضرت محمد امین باباجی مبارک کے طریقت میں دادا پیر ومرشد تھے۔

حضرت مولانا نجم الدین قدس سرہ کے مرشد شیخ الاسلام حضرت عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ

”امام المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا اخوند عبدالغفور صاحب قادری سیدو باباجیؒ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۴ھ ۱۷۷۰ء میں پیدا ہوئے ابتدائی علوم اپنے علاقے کے علماء سے پڑھیں، بعد ازاں پشاور کے مشہورِ زمانہ فاضل حضرت حافظ محمد عظیم پشاوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۷۵ھ ۱۸۵۸ء کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کتبِ متداولہ کی تحصیل وتکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ باکمال استاد کی صحبت سے تزکیہ نفس کا جذبہ پیدا ہوا اور شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری باباجی قدس سرہ صاحب ”مرآۃ الاولیاء“ کے دست اقدس پر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے ایک عرصہ دریائے کابل اور دریا سوات کے جنگلوں میں محو عبادت وریاضتر ہے اور سلاسل اربعہ میں ماذون ومجاز ہوئے۔“

(تذکرہ اکابر اہلسنت، ص ۲۴۶)

”صاحب مجاز ہونے کے بعد آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع کردیا آپ گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو اتباع سنت اور امر الٰہی کی مطابعت کی تبلیغ کرتے۔ عقد بیوگان کرواتے لوگوں کی شرعی احکام کے مطابق عمل کرواتے اور ان کے تمام جھگڑے شریعت کے مطابق فیصلہ کرواتے۔ بدعات ورسومِ بد سے لوگوں کو باز رکھتے۔ لنگر دیتے، جہاں جس سے ہزارہا لوگ روٹی، کپڑا، زاد راہ حاصل کرتے۔ آپ کی للّٰہیت اور خلوص دیکھ کر جوق در جوق عوام آپ سے بیعت ہوئے اور آپ پر پروانہ وار قربان ہوتے تھے۔ غرضیکہ آپ نے اس سلسلہ مبارکہ کی بہت اشاعت کی۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ آپ کے نام سے موسوم ہو کر قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کا ایک خانوادہ مشہور ہو گیا اب آپ کا سلسلہ صرف صوبہ سرحد ہی نہیں، بلکہ کابل، ہرات، غزنی، ہندوستان اور عرب تک پھیل چکا تھا اور ہر جگہ آپ کے خلفاء مصروفِ تبلیغ تھے، اور اشاعت سنت نبوی ﷺ کر رہے تھے۔ آپ نے اس زہد وتقویٰ، مشاہدہ ومراقبہ، ذکر وفکر امر بالمعروف نہی عن المنکر، اور اشاعت سلسلہ کے ساتھ ساتھ ”جہاد بالسیف“ بھی کیا نہایت ہی شجاعت ہمت اور استقلال کے ساتھ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔“

(تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، جلد ۱، ص ۱۵۱)

سیدو باباجیؒ مبارک نے سکھوں کے خلاف جہاد کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ فرقوں کی بھی خوب تردید کی جب سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب انگریزوں کی ایما پر سکھوں کے خلاف لڑنے پشاور آگئے تو سوات باباجی نے سکھوں کی مخالفت میں ان کا بھرپور ساتھ دیا اور سکھوں کو شکست سے دوچار کیا مگر جب ان حضرات کے عقائد کے متعلق معلوم ہوا تو ان حضرات کا بھی بھرپور رد کیا۔ جیسا کہ شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی قدس سرہ لکھتے ہیں!

جب سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی جماعت کے ساتھ پشاور کا رخ کیا تو حضرت اخوند سیدو باباجیؒ نے سکھوں کو پشاور سے نکالنے اور مسلمانوں کو ان کے جبر واستبداد سے نجات دلانے کیلئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ پشاور فتح ہونے کے بعد مذکورہ جماعت نے اپنے عقائد واعمال کو عملی طور پر نافذ کرنا شروع کیا۔ جہاں تک غیر شرعی رسوم اور منکرات کے انسداد کا تعلق تھا وہاں تک حضرت اخون پیش پیش رہے کیونکہ یہ تو آپ کا مشن تھا جسے آپ پہلے سے جاری کئے ہوئے تھے لیکن جب عقائد کا معاملہ آیا تو نہ صرف آپ مذکورہ جماعت سے الگ ہو گئے بلکہ ان کے عقائد کی بھی کھلم کھلا مخالفت کی جو مسلکِ اہلسنت کے خلاف تھے اور آپ کے ایما پر آپ خلفا افاضل نے ان عقائد کے رد میں مستقل کتابیں لکھیں، ان میں مولانا محی الدین نوشہروی اور پشاور کے فاضل مولانا میاں نصیر احمد المعروف میاں صاحب قصہ خوانی قدس سرہما کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۴۶، ۲۴۷)

حضرت مولانا محمد امیر شاہ قادری المعروف مولوی جی قدس سرہ لکھتے ہیں!

''اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے محدثین کی اس تحریک کے سرگرم رکن جناب حضرت مولوی سید امیر صاحب المعروف ''کوٹہ ملا صاحب'' اور ان کے متبعین پر وہابی کا حکم صادر کیا۔ مصنف یوسف زئی پٹھان بھی اپنی کتاب ''یوسف زئی پٹھان'' کے صفحہ ۳۸۰ پر لکھتا ہے۔ '' آخر میں یہ درج کر دینا بھی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا کہ جس وقت حضرت اخوند صاحب سوات تحریک مجاہدین کی اس کے مذہبی عقائد کی وجہ سے مخالفت کر رہے تھے۔ اس وقت علاقہ صوابی کے موضع کوٹہ کے مشہور مذہبی رہنما حضرت سید امیر المعروف کوٹہ ملا صاحب اس تحریک کی حمایت میں تھے۔۔۔ حضرت میاں صاحب قصہ خوانی نے تقویۃ الایمان مصنفہ شاہ اسمٰعیل صاحب کا رد بنام ''احقاق حق'' عربی میں لکھا جس میں ان تمام

عقائد کا رد ہے جو کہ اہل سنت و جماعت کے عقائدِ حقہ کے خلاف ہیں۔''

(تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، جلد اول، ص ۱۵۲)

سید احمد تحریک کے بارے میں جو لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ تحریک خالص سکھوں کے خلاف تھی یہ بھی حقیقت کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ تحریک وہابی عقائد پھیلانے کیلئے ہی بنائی گئی تھی جیسا کہ وہابی مورخ لکھتے ہیں۔!

''بعض بندہ غرض مصنفوں نے پوشیدہ اغراض سے اس کے مذہبی پہلو کے دکھانے میں بالقصد مبالغہ اور غلو سے کام لیا۔ اس تحریک کے متعلق جو غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ خالص مذہبی تحریک تھی اور خالصۃً سکھوں کے خلاف چلائی گئی تھی۔ یہ اس کی تمام تاریخ کے درخت کو حد سے زیادہ کاٹ چھانٹ کر ننگا کر دینا ہی نہیں بلکہ اس کے اصلی اغراض ومقاصد کا جان بوجھ کر حلیہ بگاڑ دینا ہے۔''

(ہندوستان میں وہابی تحریک، ص ۳۴۷)

''سید احمد غیر خدا کے پرستار اور منافق وریاکار مسلمانوں کی مذمت میں بہت بے باک تھے۔ حقیقۃً سکھوں کی مخالفت سے زیادہ وہ ایسے مسلمانوں کی مخالفت پر زیادہ صرف کرتے تھے۔''

(ہندوستان میں وہابی تحریک، ص ۳۵۱)

''پوری تحریک کو مذہبی اور صرف سکھوں کے خلاف قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ ایسے رائے قائم کرنا جرح ودلائل کے مقابلے میں تحریک کی پوری تاریخ سے آنکھیں بند کر لینا ہے۔''

(ہندوستان میں وہابی تحریک، ص ۳۵۱)

''قرآن کو براہ راست خود سمجھنے اور درمیانی علماء سے جن کے پھیلائے ہوئے رسم ورواج کے خلاف یہ تحریک شروع کی گئی تھی، آزاد اور بے نیاز ہو جانے پر زور دیا جاتا تھا۔''

(ہندوستان میں وہابی تحریک، ص ۱۳۷)

معلوم ہوا کہ یہ تحریک صرف اور صرف وہابیت کے پرچار کیلئے بنی گئی تھی جہاں ان کیلئے ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد خیالات اور نظریات کی ترویج ان کی اولین ترجیح تھی۔ جیسا کہ اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں!

"وہ پیارا شہید تھا جس نے ہندوستان میں عبدالوہاب کی طرح شریعت محمدی کا ٹھنڈا خوشگوار شربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا۔" (حیات طیبہ، ص ۲۸۵)

یہی وجہ تھی سیدو باباجیؒ مبارک اور ان کے خلفاء نے وہابیت کی بیخ کنی میں اہم کردار ادا کیا۔

سیدو باباجیؒ کے خلفاء میاں نصیرالدین صاحب مولانا محی الدین نوشہروی صاحب کے کتب کا ذکر اوپر ہوچکا جس میں اسمٰعیل دہلوی کے افکار ونظریات کا مکمل رد ہے اس کے علاوہ سیدو باباجیؒ کے خلیفہ احمد علی بن محمد نعمان یوسف زئی حنفی ماتریدی نے "برھان المؤمنین علیٰ عقائد المضلین" کے نام سے کتاب لکھ کر اسمٰعیل دہلوی اور ملا کوٹہ کا رد لکھا۔ جس پر علماء عرب کے علاوہ پشاور، نوشہرہ، مردان، تیراہ، سربند، تورو، معیار، خویشگی، کالو خان، تورڈھیر، کنڈ، زیدہ، اتمان زئی، ہنڈ، ہوتی، مرغز، شموزئی، توتالئی، بام خیل، جلبئی، شاہ منصور، کافورڈھیرئی، عمرزئی، وغیرہ کے ۱۲۵ علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ ملا کوٹہ کے خلیفہ مولوی صفی اللہ نے ملا کوٹہ کی طرف سے صفائی میں "نظم الدرر فی سلک السیر" فارسی میں لکھی جس کا اردو ترجمہ عبدالرازق کوثر نے "در اسرار" کے نام سے کیا ہے جو دستیاب ہے۔ اسی "در اسرار" میں مولوی صفی اللہ صاحب ان تمام عقائد سے اتفاق کیا ہے جن کو اسمٰعیل دہلوی اور ان کے متعلقین شرک وبدعت کہتے آرہے ہیں۔ مولوی صفی اللہ صاحب کے پاس بھی اہلسنت کے عقائد ماننے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں تھا لہٰذا وہابیت سے بری ہونے کیلئے انہوں نے ان تمام عقائد کو عین ایمان اور عقائد اہلسنت جانا اور مانا ہے جن پر آج کل دیوبندی وہابی شرک وبدعت کے فتوے دینے میں ذرا سا بھی عار محسوس نہیں کرتے۔ تفصیل کیلئے "در اسرار" کا مطالعہ ضروری ہے تاکہ معلوم پڑ جائے کہ حق پر کون ہیں۔ سوات باباجی کے خلفاء نے تقریری وتحریری ہر طرح سے وہابیت کا رد کیا ہے بلکہ مناظرے بھی کئے جس میں پنجتار کا مناظرہ کافی مشہور ہوا جہاں اسمٰعیل دہلوی کو تائب ہونا پڑا۔ جیسا کہ وحید احمد مسعود صاحب حقیقت سامنے لاتے ہوئے لکھتے ہیں!

"سید صاحب کا ایک خط سوانح احمدی کے ضمیمہ میں موجود ومحفوظ ہے جو انہوں نے علمائے سرحد کے اعتراضوں کے جواب میں شاہ اسمٰعیل سے لکھوایا ہے۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ "یہ فقیر اور اس کا خاندان ہندوستان میں گمنام نہیں ہے۔ اس فقیر کو اور اس کے بزرگوں کو سب جانتے ہیں کہ اس کا آبائی مذہب حنفی ہے اور اس زمانہ میں بھی اس فقیر کے تمام اقوال وافعال حنفی اصول وقوانین اور ان کے

ہی آئین وقواعد پر منطبق ہیں۔ ایک بھی اصول مذکورہ سے خارج نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ جو ان اصحاب سے غفلت اور بھول چوک میں صادر ہوجاتا ہے وہ اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں اور مطلع ہوجانے پر راہ راست پر آجاتے ہیں۔" اس تحریر پر دو امور ہیں ایک یہ کہ اپنے متعلق حنفی ہونے کا یقین دلایا ہے دوسرے یہ کہ الا ماشاء اللہ لکھ کر اپنے اصحاب کی غلطی کا اعتراف کرکے معذرت کی ہے۔ یہ معذرت اس غلط وعظ کے متعلق ہے جو انکار تقلید کے جواز میں شاہ اسمٰعیل نے پنجتار کے جلسہ علماء میں دیا تھا۔ جس کو سن کر علمائے سرحد برگشتہ ہوگئے تھے اور خادی خان بھی اپنے مرشد (حضرت اخون عبدالغفور صاحب سیدو) کے اتباع میں سید صاحب سے منحرف ہوگیا تھا اور خود سید صاحب نے اس وقت سب کے سامنے شاہ اسمٰعیل کو ڈانٹ بتائی تھی کہ تمہیں ایسی لغو بات نہیں کہنا چاہئے تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ اسمٰعیل ہر مرتبہ اپنے عقائد کے اظہار پر معافی طلب کیا کرتے تھے، مگر اپنی توبہ پر قائم نہیں رہتے تھے۔"

(سید احمد شہید کی صحیح تصویر ۱۷۷، ۱۷۸)

اسمٰعیل دہلوی صاحب کے توبہ کے بارے میں "تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین" (علماء دیوبند کے نزدیک مستند کتاب ہے) میں لکھتے ہیں۔

"انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ علماء حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا"

غیر مقلدین کے متعلق عرب وعجم کے فتوے (تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین) ص ۵۶ مطبوعہ نعمان اکیڈمی کی مسجد گجرانوالہ۔ (ہدایۃ الصالحین برحاشیہ توقیر الحق۔ ص ۸۷) مطبوعہ احمدی لاہور

نوٹ: (یہ کتب میرے دوست میثم عباس رضوی قادری اڈیٹر "کلمہ حق" لاہور کے پاس موجود ہیں۔)

اسمٰعیل دہلوی کا اپنے عقائد سے رجوع ہونا مشہور ہوگیا تھا یہی وجہ تھی امام مجدد اعلیٰ حضرت نے تقویۃ الایمان کا رد لکھ کر ان کے عقائد کا محاسبہ کیا مگر شاہ اسمٰعیل پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا اس لئے امام مجدد احمد رضا خان صاحب کفر کے فتوے دینے میں بڑے محتاط تھے اور اسمٰعیل دہلوی کے توبہ کے بارے میں معلوم ہونے کے بعد امام اعلیٰ حضرت نے ان کے کفر پر خاموشی اختیار کی۔ امام اعلیٰ حضرت نے دیوبندی حضرات کے جس اکابر پر بھی خود کفر کا فتویٰ دینے میں پہل نہیں کی بلکہ علمائے حرمین شریفین کے سامنے ان کے عبارات رکھ کر فتویٰ لیا۔ اس سے بڑی احتیاط اور کیا ہوگی آج کل لوگ امام اعلیٰ حضرت کے بارے میں یہ غلط بیانی کرتے ہوئے واویلا کرتے ہیں کہ امام صاحب نے احتیاط نہیں کی حالانکہ یہی لوگ خود دیا تو

بے خبر ہیں یا دشمنی اور عناد میں حقیقت سے آنکھیں چراتے ہیں۔ جس طرح ہندوستان میں امام المجاہدین امام فضل حق خیر آبادی قدس سرہ اور السیف المسلول شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ نے وہابی فتنے کی بیخ کنی میں اہم کردار ادا کیا اسی طرح خیبر پختونخواہ (سرحد) میں سوات بابا جی اور انکے خلفاء نے وہابیت کے فتنے سے مسلمانوں کو نہ صرف آگاہ کیا بلکہ ان کے خلاف آواز حق کی بھی اٹھائی۔

برصغیر کے علماء نے تقویۃ الایمان کے رد میں کافی کتب لکھے ہیں جن کے نام لکھنے کیلئے بھی ایک الگ تصنیف کی ضرورت ہے جس میں تقویۃ الایمان کا رد کرنے والے علماء کا صرف نام اور کتاب کا نام لکھا جائے تو بھی ایک ضخیم جلد بن جائے گی۔ مفتی سید عبدالفتاح حسینی القادری گلشن آبادی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں "جامع الفتاویٰ جلد دوم ۱۳۰۴ھ" وہابیہ کے رد میں لکھے گئے ۱۲۵ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے جامع الفتاویٰ جلد دوم باب سوم صفحہ ۶۱ تا ۷۵۔ گلشن آبادی صاحب نے تو ان کتب کا ذکر کیا ہے جن کو وہ بطور گواہ لائے ہیں مطلب یہ ہوا کہ ان کتب سے گلشن آبادی صاحب استفادہ کیا ہے وہابیہ کے رد میں ایسے کتب بھی اس وقت موجود ہونگے جن کا ذکر اس فتاویٰ میں نہیں ہوا ہوگا اور اس کے بعد کتنے کتب لکھے گئے ان کی صحیح تعداد معلوم کرنے کیلئے خود ایک تحقیقی ادارے کی ضرورت ہے۔ خود علماء دیوبند کے کتب میں تقویۃ الایمان کا رد موجود ہے، یہاں تفصیل بیان کرنے سے مضمون طویل ہو جانے کا خدشہ ہے۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ وہابیہ کے رد میں صرف سیدو باباجیؒ کے خلفاء یا بدایوں، خیر آباد کے علماء پیش پیش نہیں تھے بلکہ پورے عرب وعجم کے علماء اور محققین نے اس فتنے کی روک تھام کیلئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔

بدعقیدہ فتنوں کی بیخ کنی کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا، شرف ملت فرماتے ہیں!

"حالات دن بدن ناگفتہ بہ صورت اختیار کرتے گئے اس لئے آپ نے تبلیغی کوششوں کا مرکز سوات کو بنالیا، ادھر انگریزوں نے اپنی شیطانی چالوں سے پشاور پر قبضہ کر لیا حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کی دور بین نگاہوں نے محسوس کر لیا کہ اگر سوات میں کوئی تنظیم نہ ہوئی، کسی کو امیر نہ بنایا گیا تو فرنگی یلغار کا مقابلہ کسی طرح بھی نہ ہو سکے گا چنانچہ آپ کی شبانہ روز محنت کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں نے حضرت غوثِ خراساں سید علی ترمذی قدس سرہ کی اولاد میں سے سید اکبر شاہ (م ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء) کو اپنا امیر تسلیم کر لیا، آپ نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی، حضرت اخوند کو شیخ الاسلام تسلیم کر لیا گیا اور تمام مقدمات کے فیصلے

شریعت اسلامیہ کے مطابق ہونے لگے۔ سید اکبر شاہ کی وفات کے بعد ایک بار پھر سوات اور بونیر خانہ جنگی کی زد میں آگئے، انگریز نے اس اختلاف وانتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوات کا رخ کیا، حضرت شیخ الاسلام اخوند نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور مریدین و متعلقین میں شوق شہادت کی روح پھونک دی۔ مجاہدین سربکف میدان میں نکل آئے اور نہایت بے جگری سے انگریزی افواج کا مقابلہ کیا۔ معاملہ دست بدست لڑائی تک پہنچا اور فرنگیوں کو پسپا ہونا پڑا، یہ معرکہ جہاد امبیلہ کے نام سے مشہور ہے۔"

(تذکرہ اکابر اہلسنت، ص ۲۴۷)

جس طرح امام المجاہدین فضل حق خیر آبادی قدس سرہ نے ہندوستان میں انگریز کے خلاف جہاد علم بلند کر کے جیل کی سلاخوں میں اپنی زندگی کاٹی اور جیل ہی میں شہادت کا جام نوش کیا۔ اسی طرح سرحد میں سیدو باباجیؒ نے سرحد میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بلند رکھا اور انگریزوں سے کئی معرکے لڑے۔ اس کے برعکس سید احمد رائے بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کی جماعت ہمیشہ سے انگریز کی وفادار رہی جیسا کہ اسمٰعیل دہلوی کے متعلقین نے اپنے تصانیف میں اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

"مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ اعلان دے دیا تھا، سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے۔ نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔"

(حیات طیبہ، ص ۲۳۱)

انہوں نے (سرسید احمد خان) ثابت کیا ہے کہ وہابی نہ انگریزوں کے خلاف ہیں نہ حکومت کے۔ انہوں نے اس نکتے پر زور دیا کہ وہابی تحریک خالصۃً سکھوں کے خلاف چلائی گئی تھی۔ تحریک پر ان کی بعض رائیں قابل توجہ ہیں۔ شاہ اسماعیل کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ اس مبلغ نے اپنی زندگی میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکالا ہے جسے اس کے ہم مشربوں کو انگریزوں کے خلاف اکسانے سے تعبیر کیا جاسکے۔ ایک اور مقام پر انہوں نے کہا تھا کہ انگریزی حکومت میں مسلمانوں پر کوئی ظلم نہیں ہوتا۔"

(ہندوستان میں وہابی تحریک، ص ۳۵۲، ۳۵۳)

"ابتدائے عملداری سرکار سے وہابیوں سے قتل انگریزی تو درکنار کبھی خلاف تہذیب بھی سرزد نہیں ہوئی"۔ (تواریخ عجیب، ص ۸۳، ۸۴)

"عین بغاوت ۱۸۵۷ء کے عام فتنہ کے وقت بجائے بغاوت اور فساد کے وہابیوں نے

انگریزوں کی میم اور بچوں کو باغیوں کے ہاتھ سے بچا کر اپنے گھروں میں چھپا رکھا۔"

(تواریخ عجیب، ص،۸۴)

"یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لے جاتے تھے، کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھوں سے جہاد کرنے کو جاتے ہیں، انگریز جو اس ملک پر حاکم ہے، وہ دین اسلام سے کیا منکر نہیں ہے۔ گھر کے گھر میں ان سے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو۔ یہاں لاکھوں آدمی آپ کا شریک اور مددگار ہو جائے گا۔ سید صاحب نے جواب دیا، کہ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے۔ سکھوں سے جہاد کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے ہیں اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنے سے مزاحم ہوتے ہیں۔۔۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم وتعدی نہیں کرتی، نہ ان کو اداءِ عبادت سے روکتی ہے۔"

(علماء ہند کا شاندار ماضی، حصہ دوم، ص ۵۳۹)

"مجاہدین خدا کا شکر ادا کرتے کہ ان کا دشمن ختم ہوا اور انگریزوں کا پرچم لہرانے لگا۔ بقول منشی محمد جعفر صاحب "جب سید صاحب نے اعلان کیا تھا کہ وہ انگریزوں کی رعایا اور انگریزی حکومت کے وفادار ہیں۔"

(علماء ہند کا شاندار ماضی، حصہ دوم، ص ۵۴۱)

وہابیہ کی انگریز دوستی پر خود وہابیہ کے مستند کتب شاہد ہیں اور اس موضوع پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں یہاں اختصار کے طور حقیقت واضح کرنے کیلئے یہ چند حوالے دیئے ہیں تا کہ مضمون طویل نہ ہو جائے ورنہ اگر ایسے دلائل جمع کئے جائیں تو ایک الگ ضخیم کتاب بن جائے۔ ایسے مسائل کا لکھنا اس لئے ضروری تھا کہ باباجی محمد امین قادری قدس سرہ کے حالات بیان کرنے میں ان حقائق کو بھی سامنے لایا جائے جن کو آج کل لوگ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ بات واضح ہو جائے باباجی مبارک کو طریقت کے وراثت میں جو امور ملے تھے۔ ان میں انگریز سے نفرت اور انگریز کے خلاف جہاد باباجی مبارک نے تمام عمر اپنے اکابر کے اس مشن کو جاری رکھا، دوسرا مشن یہ تھا کہ بدعقیدہ وہابیوں کا رد ہو جائے باباجی مبارک نے تمام عمر عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں گزار کر حضور ﷺ کی مدح فرما کر بدعقیدہ وہابی فتنے پر ضرب کاری لگائی۔

"عرب وعجم میں آپ (سیدو باباجیؒ) کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں کابل علاقہ آزاد قبائل اور صوبہ سرحد کا تو تمام علاقہ آپ ہی کے سلسلہ سے منسلک ہے۔ اور آج جو طریقہ اس علاقہ میں اسلام کا نظر آ رہا ہے یہ سب آپ ہی کی کوششوں اور مساعی جمیلہ کا مرہون منت ہے۔ تقریباً آپ کے ساڑھے چار سو کے قریب خلفاء تھے جو صاحبِ علم وعمل اور صاحب تلوار بھی تھے۔ آپ کے وہ خلفاء جو آزاد قبائل میں رہتے تھے تمام عمر جہاد کرتے رہے۔" (تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، جلد اول۔ ص ۱۵۵،۱۵۶)

"آپ کے مکشوفات اور کرامات بے حد و بے حساب ہیں۔ چونکہ آپ مقامِ غوثیت پر فائز تھے اس لئے آپ سے کرامات کا صدور امر واقعی تھا۔ اگر آپ کی کرامات اور مکشوفات کو جمع کیا جائے تو اس کیلئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ تبرکاً آپ کی ایک کرامت درج کرتا ہوں ورنہ آپ کی کرامات کا اس جگہ ذکر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ جبکہ آپ کا وجود مبارک ایک زندہ کرامت تھا اور اس وقت بھی سالکانِ طریقت کیلئے مشعل راہ ہدایت ہے۔ جناب شیخ دین محمد صاحب المعروف شیخ صاحب، شکر پورہ فرماتے تھے کہ مجھے میرے شیخ یعنی حضرت ہڈہ ملا صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک بار آپ سے پوچھا گیا۔ کہ "غوث" کی کیا شناخت ہے۔ حضرت اخون صاحب سوات نے فرمایا کہ اس کوٹھے کی چھت میں جو لکڑیاں پڑی ہوئی ہیں اگر غوث کہہ دے کہ یہ ایک لکڑی سونے کی ہے اور ایک لکڑی چاندی کی تو ایسے ہی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ہڈہ ملا صاحب نے فرمایا کہ جب ہم نے چھت کی طرف دیکھا تو ایسے ہی تھا یعنی ایک لکڑی سونے کی تھی اور ایک چاندی کی، مگر فوراً آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ کہہ دے کہ یہ لکڑیاں ہی ہیں تو وہ لکڑیاں ہوتی ہیں۔ ہڈہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہم نے دیکھا تو وہ لکڑیاں ہی تھیں۔ جناب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم سمجھ گئے کہ آنجناب مقام غوثیت پر فائز ہیں۔ حضرت اخون صاحب سوات کے دو فرزند بنام عبدالحنان میاں گل اور عبدالخالق میاں گل تھے، موجودہ بادشاہ سوات عبدالخالق میاں گل صاحب کے فرزند ارجمند عالی مرتبت میاں گل عبدالودود صاحب ہیں۔ آپ نے خود بنفس نفیس اپنی حکومت ۱۲ دسمبر ۱۹۴۹ء میں اپنے بیٹے شہزادہ محمد عبدالحق جہاں زیب خان کو عطا کر دی، حکومت پاکستان نے والی سوات کو میجر جنرل کا اعزاز دیا۔ حضرت اخون صاحب مجاہد اسلام پیکرِ عزم و استقلال، مجسمہ سنتِ نبوی، سرشارِ عشق لم یزلی سرگروہ سلسلہ قادریہ زاہدیہ غوث وقت، حضرت عبدالغفور صاحب ۷ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء بروز پیر واصل بحق ہوئے اور سیدو شریف میں

دفن کئے گئے۔ آپ کے مزار پر ہزاروں زائر آکر حسب توفیق فیض حاصل کرتے ہیں۔
(ماخوذ: تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، جلد اول)

مجاہد کبیر ولی کامل غوثِ زماں ترنگزئی باباجی کے حضور حاضری

ترنگزئی باباجی نے آپکو سلسلہ قادریہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے خلعت خلافت سے نوازا۔ سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں حضرت پائندہ محمد صاحب المعروف بہ استاد صاحب ھڈہ شریف کے خلیفہ تھے۔ آپ کو باباجی ترنگزئی قدس سرہ کے پیرومرشد نے بھی تبرکاً نقشبندیہ میں اجازت عطا فرمائی تھی۔

حضرت مبارک کربوغہ صاھب جب اس دار فانی سے رحلت کر گئے تو باباجی مبارک نے تجدید بیعت کا ارادہ فرمایا کہ ایسے کامل ولی کے ہاتھ میں ہاتھ دے جو پابند شریعت ہو اس لئے کہ باباجی مبارک خود بھی شریعت کے انتہائی پابند تھے۔ مرشد کی تلاش میں رہتے ہوئے حاجی ترنگزئی باباجی مبارک کی شخصیت دل میں سما گئے لہٰذا آپ نے مرشد سے بیعت کیلئے غازی آباد سرخ کمر کا سفر پیدل فرمایا اور مجاہد کبیر حضرت حاجی فضل واحد ترنگزئی باباجی کے ہاں حاضر ہوئے اور مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی ترنگزئی باباجی نے اسی وقت بلبابا؟ مبارک کو اپنے دامن میں جگہ دی اور ساتھ ہی خلافت کے خلہ ت سے نوازا۔

انگریزوں کے خلاف جہاد

جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان ہو چکا ہے باباجی مبارک نے جن ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر غلامی قبول کی تھی وہ اولیاء عظام ہمیشہ سے انگریز کے مخالف رہ چکے تھے اسی وجہ سے انگریزوں سے نفرت ایک فطری عمل تھا۔ شیخ الاسلام سیدو باباجیؒ قدسرہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور آپ کے خلفاء نے آپ کے اذن پر لبیک کہتے ہوئے انگریزوں سے جنگیں لڑیں۔ اور کئی معرکوں میں انگریزوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ سیدو باباجیؒ صاحب کے متعلقین ولی اللہ باباجی تیراہ، شیخ کامل نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ باباجی مبارک، ولی کامل عمر شاہ کربوغہ شریف، مجاہد کبیر ترنگزئی باباجی نے انگریزوں کے خلاف جو جہاد کیا تھا تاریخ کے اوراق میں وہ نمایاں الفاظ میں موجود ہے۔ عاشقِ صادق محمد آمین باباجی مبارک نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر انگریزوں کے خلاف اسی جدوجہد کو جاری رکھا۔ ۱۹۲۹ء میں جب آپ تیسری بار حج بیت اللہ اور دیار مصطفیٰ ﷺ سے تشریف لا رہے تھے تو راستے

میں آپ کو خبر مل گئی کہ انگریزوں نے پشاور شہر پر گولیاں چلائی ہیں اور بے گناہ شہریوں کو شہید کیا ہے تو آپ سیدھے اپنے پیرومرشد کربوغہ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اجازت لے کر علاقہ تیراہ گئے اور انگریزوں کے خلاف محاذ قائم کر کے جہاد کی شروع کی۔ اور انگریزی حکومت کو چیلنج کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اگر ایک ہفتے کے اندر اندر ہمارے وطن سے اپنی فوج اور دفاتر ختم نہ کئے ہمارے طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ تیراہ میں تمام آفریدی قوم کے قبائل مثلاً ملک دین خیل، کمبر خیل اور میدان اور کزئی نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وعدہ کیا کہ دین اسلام اور وطن کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ انگریزوں پر حملہ کرنے کیلئے تیراہ میں ایک اجتماع مقرر کیا جس میں بوڑھے جوان سب نے شرکت کی اور دین اسلام اور وطن سے محبت کا اظہار کیا۔ اس اجتماع سے حکومت برطانیہ پر کافی اثر پڑا انہوں نے چھاؤنیوں سے اپنے اہل واعیال واپس انگلستان بھیج دیا۔ باباجی مبارک کے جدوجہد سے تیار ہونے والے لشکر نے ۱۹۳۰ء کو پشاور چھاؤنی اور مکڑی گودام پر حملہ کیا۔ انگریز فوج قلعہ بالا حصار تک ہی محدود رہی اور وہیں سے گولیاں چلاتے رہے۔ یہ معرکہ تین دن تک جاری رہا جس میں انگریزی فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ انگریزی فوج کے جرنیل اپنے دو سپاہیوں اور سترہ گھوڑوں سمیت باباجی مبارک ہاتھوں سے قتل ہوئے ۔ جب انگریزی فوج قبائلی طاقت کا سامنا نہ کر سکے اور جگہ جگہ پر ان کے سپاہی ہتھیار ڈالنے لگے تو انگریزوں کو فکر لاحق ہوگئی کہ اب میدان جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینا مشکل ہے تو علاقہ کے چند ضمیر فروش افراد کو استعمال کرنا شروع کیا تا کہ وہ کسی طریقے سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کریں تا کہ مجاہدین کے پنجوں سے رہائی پا سکیں۔ انگریز اس بار پھر اپنی چال سے ان غداروں کے ذریعے جنگ بندی میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد انگریزوں نے مسلمان لشکر کے امیر حاجی محمد آمین باباجی مبارک کے بارے میں اپنی خفیہ کارندے لگائے کہ کسی طرح باباجی مبارک کو گرفتار کر سکیں۔ انگریز حکومت نے باباجی مبارک کی وارنٹ گرفتاری جاری کی۔ باباجی مبارک اپنے پیرومرشد کے کہنے پر کربوغہ تشریف لائے۔ کچھ دنوں بعد کربوغہ باباجی مبارک وصال فرما گئے۔ اس دوران انگریزوں نے باباجی مبارک کے گرفتاری کیلئے کافی کوششیں کیں تا کہ کسی طریقے سے آپ کا سراغ لگا سکیں۔ اس بار پھر انگریزوں نے وہی پرانی روش اپنا کر چند پولیس والوں کو لالچ دے کر باباجی کے بارے کھوج لگانے پر لگا دیا۔ پولیس کے کپتان کربوغہ شریف میں حاضری دی اور کربوغہ شریف کے سجادہ نشین سے ملے اور یہ باور کرایا کہ ہم محمد آمین باباجی سے ملنا چاہتے ہیں آپ کسی طرح ان کو یہاں بلائیں تا کہ ہم ان سے چند ضروری باتیں کر

سکیں لہٰذا انگریزوں نے دھوکے سے باباجی مبارک کو کربوغہ شریف کے صاحبزادے کے ذریعے بلایا اور آپ کو دفعہ R.I U/S 40 FCR کے تحت ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو گرفتار کرلیا اور آپکو تین سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ آپ نے جیل میں دو سال چھ ماہ چار دن گزارے۔ رہائی کے بعد آپ اپنے گاؤں سلیمان خیل روانہ ہوئے کہ انگریزوں کی طرف سے ایک بار پھر آپ کے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے۔ باباجی مبارک وہاں سے کربوغہ شریف تشریف لے گئے اور اپنے پیرومرشد کی مزار پر حاضری دی اور وہاں سے حاجی ترنگزئی باباجی کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاجی ترنگزئی باباجی نے نہ صرف آپ کو خلافت سے نوازا بلکہ مجاہدین کا سپہ سالار بھی منتخب کیا۔ حاجی ترنگزئی باباجی علاقہ ننگرہار میں تبلیغ وارشاد کو جاری رکھے ہوئے تھے کہ ۱۹۳۵ء میں آپ کو خبر ملی انگریزوں نے نجئی کے مقام پر اپنی تمام تر قوت کو اکھٹا کیا ہے۔ ترنگزئی باباجی نے للمہ اور ہڈہ شریف کے لوگوں میں جذبہ جہاد بیدار کیا وہاں کے لوگوں نے ہر قسم کی قربانی کا وعدہ کیا۔ ترنگزئی باباجی نے ایک منظم لشکر ترتیب دیا ایک طرف اپنے صاحبزادے فضل اکبر صاحب کو سپہ سالار مقرر کیا اور دوسری طرف حاجی محمد آمین باباجی مبارک کو جنگی جرنیل مقرر کیا۔ باباجی مبارک نے لشکر میں جذبہ بیدار کرنے کیلئے ایک پراثر تقریر کی جس سے مسلمانوں کے لشکر میں قربانی کا جذبہ اور بھی تیز ہونے لگا۔ مجاہدین نے اپنے اپنے مورچے سنبھالے اور گھمسان لڑائی شروع ہوگئی انگریزی فوج باوجود جدید ہتھیاروں اور اسلحہ کے بھاگنے پر مجبور ہوگئے اس جنگ میں انگریز کے کئی پلٹنیں تباہ ہوئیں۔ دشمن کی مشہور پلٹن ''گائیڈ پلٹن'' ایسی تباہ ہوگئی کہ ان کا کوئی سپاہی زندہ نہیں بچ سکا۔ مسلمانوں کی طرف سے ۲۵ مجاہدین نے شہادت کا جام نوش کیا۔ اس جنگ میں بہت سا مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھوں لگا۔ دشمن بھاگ نکلا غازیوں نے اپنے دونوں جرنیلوں کیلئے گھوڑے تیار کئے دونوں جرنیل اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر مجاہدین کے لشکر کے آگے آگے روانہ ہوئے اور نہایت خوشی کے عالم میں غازی آباد پہنچے اور اپنے پیرومرشد کو عظیم فتح کی خوشخبری سنائی۔ اس کے بعد مجاہدین نے انگریزوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور انگریزوں کو بار بار نقصان پہنچایا بالآخر انگریزی حکومت نے سرحد کے گورنر کے ذریعے مشروط جنگ بندی کیلئے حلیم زئی کے سفید پوشوں کا جرگہ بھیجا اور مشروط صلح کی۔ باباجی مبارک کچھ دنوں تک اپنے مرشد ترنگزئی باباجی مبارک کی خدمت میں رہے اور پھر اپنے مرشد کے حکم پر علاقہ ننگرہار افغانستان تشریف لے گئے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

افغانستان میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت باباجی مبارک نے للمہ ھڈہ شریف سے دعوت وارشاد کا آغاز کیا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام نہایت مستعدی کے ساتھ شروع کیا۔ وہاں سنت کے خلاف بدعات کے ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہاں اکثر شادیوں یا دوسری تقریبات میں جو غیر شرعی رسمیں تھیں ان کے خلاف آواز اٹھائی۔ شادیوں کے تقریبات میں موسیقی ناچ وگانے بند کروائے۔ شروع شروع میں جب کسی تقریب میں ایسی بیہودہ رسم ہوتی تو آپ ان کے ہاں جرگہ بھیجتے تاکہ وہ ان برے بدعات سے اجتنات کریں، بعد میں جب آپ کا حلقہ اثر زیادہ ہوا اور لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور برے بدعات سے تایب ہوگئے تو پھر جب کسی کے ہاں ایسی کسی غیر شرعی رواج کی خبر پاتے تو آپ کے متعلقین ان برے رسومات کو زور وزبردستی سے منع فرماتے اور سنت کے مطابق تقریبات کرنے کی تلقین فرماتے اور جب کوئی آپ کے خلاف حکومت افغانستان کے پاس رپورٹ درج کرواتے تو حکومت افغانستان ان کے اپیل کو مسترد کرتے اور باباجی مبارک کے اس نیک کام کی تائید کرتے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

وقت کے شاہ کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق

افغان صدر ظاہر شاہ سے ملاقات کی اور ان کو راہ راست پر لانے کیلئے کوشش کی افغان صدر سے فرمایا کہ آپ اسلامی مملکت کے صدر ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ کو عزت وطاقت سے نوازا ہے اور اللہ عزوجل نے پورے ملک کا تسلط آپ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ تو آپ کا بھی فرض ہے کہ اس امانت کا صحیح استعمال کریں اور حضور سرور دوعالم ﷺ کے سنت کے مطابق زندگی گزاریں اور لوگوں کیلئے مثال بن جائے تاکہ عوام کے دلوں میں بھی سنتِ رسول ﷺ کی محبت پیدا ہو، اور لوگ غیر شرعی امور سے اجتناب کریں، اور آپ باقاعدہ طور پر ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کریں اور لوگوں کو راہ راست پر لانے کیلئے حکم نامہ جاری کریں تاکہ لوگ فسق وفجور عیش وعشرت اور غیر شرعی کاموں سے بچ سکیں۔ اور حکومت اسلامی قانون کے مطابق غیر شرعی کاموں پر سزا مقرر کریں اور اور غیر شرعی کاموں کو حکومت کی سطح پر روکنے کی احکامات جاری کریں۔ ایسے نظام سے جب لوگ سنت کے مطابق زندگی شروع کرینگے تو اس سے اللہ

عزوجل آپ کو بھی اجر عظیم سے نوازے گا اور عوام کی زندگی بھی شریعت کے مطابق سنور جائے گی۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کی رعایا میں جتنے بھی غیر شرعی کام ہو رہے ہیں ان کے بارے میں قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا اور روز آخرت میں آپ کو جواب دینا پڑے گا۔ آپ کے اس عظیم دعوت کو سن کر افغان صدر ظاہر شاہ خاموش رہے اور کہا کہ میں کوشش کروں گا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

افغانستان سے پشاور آمد

حضرت باباجی مبارک جب افغانستان سے پشاور تشریف لانے لگے تو اس وقت مشہور اخبار نے نمایاں سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع کی۔

''فخر افاغنہ مولانا محمد آمین صاحب پشاور تشریف لا رہے ہیں مسلمانان پشاور کا فرض : پشاور ۱۴ نومبر یہ اطلاع پشاور کے اسلامی حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ فخر افغان مولانا محمد آمین صاحب بروز جمعہ ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء صبح گیارہ بجے پشاور آ رہے ہیں آپ کی ذات گرامی سے سرحد کا کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہوگا۔ آپ صوبہ سرحد کے مشہور علماء میں سے ہیں اور پرانے قومی کارکن ہیں آپ بارہا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر چکے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں جیل سے رہا ہو کر صاحب موصوف علاقہ مہمند آزاد تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ آج پورے آٹھ سال کے بعد اپنے وطن واپس آ رہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ کل بروز جمعرات آپ غازی آباد علاقہ ا (آزاد مہمند) سے شب قدر پہنچیں گے اور جمعہ کے دن صبح گیارہ بجے شاہی باغ پشاور کے قریب خدائی خدمتگاران، افغان جرگہ، رضا کاران مسلم لیگ اور مجلس احرار اسلام نیز سفید کپڑوں میں ملبوس خاکسار آپ کے استقبال کیلئے موجود ہوں گے۔ وہاں سے جلوس کی شکل میں انہیں پشاور شہر لایا جائے گا۔ آپ نماز جمعہ مسجد مہابت خان میں ادا کریں گے اور اس کے بعد آپ افغانوں کی تنظیم کے موضوع پر ایک تقریر فرمائیں گے۔ مسلمانان پشاور کا فرض ہے کہ وہ نہایت کثیر تعداد میں بروز جمعہ ۲۰ نومبر کو صبح گیارہ بجے شاہی باغ کے قریب پہنچ کر اپنے قابل فخر لیڈر کے جلوس میں حصہ لیں میں اپنی اسلامی اخوت کا ثبوت دیں۔ (روزنامہ سرحد پشاور ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء بحوالہ ''تذکرہ عاشق رسول فخر کشمیر حضرت محمد امین رحمۃ اللہ علیہ، ص ۹۹، ۱۰۰)

یہاں یہ واضح کر دوں کہ اس اخباری خبر میں آپ کی خدمات اور جد و جہد کا اعتراف تمام سیاسی و اسلامی جماعتوں نے کیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کا تعلق ان میں سے کسی جماعت کے ساتھ تھا۔ بلکہ ان میں بیشتر جماعتوں کے نظریات سے آپ کو اختلاف تھا جس کی تفصیل اگلے صفحات میں پیش کی جائے گی۔

پشاور شہر میں اصلاحی اقدامات

حضرت باباجی مبارک ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء کو شب قدر کے راستے پشاور پہنچے۔ آپ کو ایک جلوس کی شکل میں مسجد مہابت خان لایا گیا جہاں آپ نے نماز جمعہ کے بعد ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع کی اللہ عزوجل کی حمد اور درود شریف اور نعت مبارک کے ساتھ ایسی ولولہ انگیز اور پر اثر تقریر فرمائی کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی محبت کا جوش ابھرنے لگا۔ آپ نے اپنے تقریر میں پشاور میں غیر شرعی امور کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ ہم سب مسلمان اور پختون قوم ہیں اور ہمیں اسلام اور پختون تہذیب ہرگز یہ اجازت نہیں دیتی کہ ہم اپنے ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت کو سرعام نیلام کرتے ہوئے تماشہ دیکھیں، کیونکہ اسلام نے عورت کو عزت کا مقام دیا ہے اور پختون قوم بھی اپنے ماں، بہن اور بیٹی کی عزت پر جان قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ ہمیں کبھی بھی یہ گوارا نہیں کہ ہمارے ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں پر کوئی بری نگاہ ڈالے۔ تو پھر اگر واقعی ہم سچے مسلمان اور پختون قوم سے ہیں تو پھر ہماری غیرت یہ کیسے گوارا کرتی ہے کہ پشاور شہر میں طوائف خانے اور عیش پرستی کے اڈے ہوں جہاں ہر وقت عورت کی عزت کو تار تار کیا جاتا ہو، لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوں عریانی و فحاشی کے نام پر کاروبار کیا جا رہا ہو، جہاں عورت اپنی عزت کا سودا کریں اور ہم خاموش رہیں جہاں لوگ درندوں کی طرح اپنی ہوس کی خاطر حیوانیت پر اتر آئیں اور ماؤں بہنوں بیٹیوں میں تمیز نہ کر سکیں، یہ سب ہونے کے باوجود ہماری غیرت کہاں گئی ہمارا ایمان کہاں گیا کیا آپ لوگوں کو یہ گوارا ہے کہ ایسی عریانی و فحاشی ہمارے غیرت اور اسلامی اقدار کو بہا ڈالے اور ہم خاموش تماشائی بن کر اس کے خلاف آواز بھی نہ اٹھائیں؟ کیا یہ ہمارے ایمان کو گوارا ہے؟ کیا پختون تہذیب اور غیرت اس پر خاموش رہ سکتی ہے؟ آپ نے اپنے تقریر کے دوران اپنے دستار کو سر سے اتار کر فرمایا کہ میں اس وقت تک یہ دستار

سر پر نہیں رکھوں گا جب تک ان اڈوں سے مسلمان بہنوں عورتوں کی عزت بچانے کیلئے آپ میرا ساتھ نہ دیں، جب تک پشاور شہر سے فحاشی کے اڈے ختم کرنے کے اقدامات نہیں کرینگے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: تمام مسلمان عورتیں اور مرد آپس میں بھائی بہن ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی بہنوں کی عزت کیلئے اٹھ کھڑے ہو جائیں اور ان کو بدکاری سے روکیں۔ پگڑی تو عزت کی نشانی ہوتی ہے جب ہماری عزت ہی نیلام ہو جائے تو ایسی صورت میں کیسے پگڑی کو سر پر رکھیں؟ جب تک آپ لوگ مجھ سے وعدہ نہ کریں کہ اس نیک کام میں میرا ساتھ دیں گے اور ان فحاشی کے اڈوں کے ختم ہونے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے تو میں اس عزت والے دستار کو نہیں پہنوں گا۔ تمام لوگوں نے وعدہ کیا جس طرح آپ فرمائیں گے اسی طرح کیا جائے گا اور ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے یہ ہمارا وعدہ ہے۔ پھر ارباب عبدالغفور خان صاحب نے آپ کے دستار کو اٹھا کر آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ اسی وقت اس کام کو انجام تک پہنچانے کیلئے رضا کاروں کی ایک لسٹ تیار کی گئی جسمیں ہر کسی نے اپنا نام درج کیا۔ باباجی کی اس جدوجہد اور اقدام سے پشاور کی اصلاحی کمیٹی بھی حرکت میں آ گئی اور حضرت باباجی مبارک کی مدد کیلئے لوگوں کا اکٹھا کرنے لگے اور ایک اشتہار بھی شائع کیا گیا۔

۱۱ دسمبر سے رضا کاروں نے ٹھٹھی بازار بند رکھنے کے اقدامات شروع کئے کافی جدوجہد اور مشکلات کے بعد آپ کی کوششوں سے یہ بازار اس فحش کاروبار سے پاک کر دیا گیا۔ آپ نے اس بازار کا نام اسلام آباد رکھا مگر جب پاکستان کے دارالحکومت کا نام اسلام آباد رکھا گیا تو حکومت نے مذکورہ بازار کو حضرت حاجی محمد باباجی مبارک کے نام سے منسوب کر کے "آمین آباد" رکھ دیا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک شریعت کے نہایت پابند تھے۔ اسی لئے نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنے میں بھی بے باک تھے۔ آپ ایسے عظیم مجاہد تھے کہ معاشرے میں برائیوں کے اصلاح کیلئے بھی مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے۔ کفار اور مشرکین سے میدان جنگ میں بھی لڑے، بدعقیدہ فتنوں کی سرکوبی کیلئے نعت مصطفیٰ ﷺ بھی بلند کرتے رہے۔

آج پھر ضرورت ہے ایسے مجاہد اعظم کی جو معاشرے میں موجود ان برائیوں کے ختم کرنے کیلئے میدان میں آئے اور معاشرے کو فحاشی، عریانی، چوری، ڈکیتی، ظلم، اور گناہوں سے بچانے کیلئے

کوشش کرے۔ آج یہ معاشرہ ذلت کے اس مقام پر پہنچا ہے کہ فحاشی اور عریانی، گانے بجانے کو روشن خیالی کا نام دیا گیا، مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو وقت کی ضرورت قرار دیا۔ سود کو کاروبار کا نام دیا گیا۔ گناہ کو کوئی گناہ تصور نہیں کر رہا۔ مذہبی آزادی کے نام پر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جا رہی ہے، ایک ایسے مذہب کا بنیاد جہاں پر جس کا دل چاہے کسی بھی مذہب کے کسی بھی بات کو کرنے کا اختیار رکھتا ہو، گویا دین اکبری کی یاد ایک بار پھر تازہ ہونے لگی ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو انتہا پسندی کا نام دیا گیا، عشق مصطفیٰ ﷺ اور تعظیم اولیاء کو شرک کا نام دیا گیا۔ شعائر اسلام سے لگاؤ کو بدعت کا نام دیا گیا۔ اس زمانے میں بھی اب ضرورت ہے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی، ضرورت ہے اعلیٰ حضرت امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری قدس سرہ کی، اور ضرورت ہے مجاہد اعظم حاجی محمد امین باباجی مبارک جیسے ہستیوں کی جو معاشرے میں موجود اس زنگ کو دور کریں۔ اور دلوں کو عشقِ الٰہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع سے روشن کریں۔

باباجی مبارک کی بے باک حق گوئی

۱۹۴۵ء میں جب قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ پشاور لائے تھے تو باباجی مبارک کو بھی ملاقات کی دعوت دی گئی تھی۔ جب شاہی باغ میں قائد اعظم محمد علی جناح کے استقبال کیلئے اکابرین جمع تھے اور سرکاری بینڈ باجے بڑے شور سے بج رہے تھے تو باباجی مبارک نے ان پوچھا کہ یہ بینڈ باجے کیوں بجائے جا رہے ہیں جواب ملا کہ قائد اعظم کی سلامی کیلئے، باباجی نے فرمایا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اور خود جا کر بینڈ باجے توڑ ڈالے اور تمام بینڈ والوں کو وہاں سے بھگایا۔ پھر جب باباجی مبارک نے قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی تو قائد اعظم سے تحریری وعدہ لیا کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں اسلامی نظام کا مکمل نفاذ ہو، کیونکہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الٰہ الا اللہ" تھا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

جماعت ناجیہ صالحہ کا قیام

۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۶ اپریل ۱۹۴۶ء بروز جمعرات کو تبلیغ و ارشاد کیلئے ایک جماعت تشکیل دینے کیلئے اجلاس بمقام مجاہد آباد طلب کیا جس میں مردان اور پشاور کے ۳۵۰ علماء نے شرکت کی۔ تمام حضرات نے آپ کی تجویز کو منظور کرلیا اور جماعت کا نام ''جماعت ناجیہ صالحہ'' رکھا گیا۔ جماعت کی اصول میں سب سے بڑا اصول یہ رکھا گیا کہ یہ جماعت حدیث نبوی ﷺ ''ما انا علیه و اصحابی'' کے اصول کے تحت کام کرے گی۔

''ما انا علیه و اصحابی'' حدیث شریف

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ سے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا اور بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہونگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب و ملت پر قائم رہیں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

(ترمذی: حدیث ۔ ۲۴۴۸)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب فرقے حق پر ہیں اور کسی بھی فرقے کو برا نہیں کہنا چاہئے، یقیناً یہ لوگ حضور ﷺ کے اس فرمان سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک فرقہ نجات والا ہے اور یہ بعض حضرات سب کو ناجی سمجھتے ہیں تو حدیث مبارکہ کے مخالف ہوئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ ہر فرقہ اپنے آپ کو حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا تابعدار سمجھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہتے ہیں۔ اب پتہ کیسے چلے گا کہ اہلسنت و جماعت (ناجی) کون ہیں اور اہلسنت والجماعت جعلی کون ہیں۔ یہاں یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ جعلی لوگ خود کو اہلسنت والجماعت کہتے ہوئے ایک لغوی غلطی میں مبتلا ہیں جو ان کے جہل اور جعلی ہونے کیلئے کافی ہے۔

لیکن پھر بھی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ خود کو ناجی ثابت کریں۔ اہلسنت و جماعت کے پاس یہ دلیل موجود ہے کیونکہ اہلسنت و جماعت حضور ﷺ کے علم غیب کے قائل ہیں اور اس حدیث مبارکہ میں آنے والے قیامت تک تمام امتیوں کے بارے میں علم مصطفیٰ ﷺ کی دلیل موجود ہے۔ حضور ﷺ جانتے ہیں کہ قیامت تک جو کوئی بھی پیدا ہوگا وہ ان ۷۳ فرقوں میں سے کسی نہ کسی فرقے میں ضرور ہوگا۔ گویا حضور ﷺ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام امت کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور آپ ﷺ ان ۷۳ فرقوں کے اعمال اور عقائد سے بھی باخبر تھے اسی لئے فرمایا کہ ایک جنتی ہے باقی دوزخ والے ہیں۔ گویا ۷۳ قطاریں سامنے تھیں جو کوئی بھی جیسا عقیدہ اپنائے گا اسی عقائد والے قطار میں جائے گا۔ اور اس پر حدیث مبارکہ بھی شاہد ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف جانے والا راستہ ہے پھر اس خط کے دائیں بائیں اور خطوط نکالے اور فرمایا یہ راستے ہیں ان میں ہر راستہ پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (ترجمہ) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کردیں گی''

(مسند امام احمد، نسائی، دارمی)

یہ فرقے نہ ۷۳ سے کم ہونگی اور نہ زیادہ، اب قیامت تک جو کوئی بھی پیدا ہوتا ہے وہ ان ۷۳ فرقوں میں سے کسی نہ کسی سے تعلق رکھتا ہے۔ اب جو حضرات کہتے ہیں کہ ہم کسی فرقہ میں نہیں ہیں تو سمجھو کہ یہ فرقہ بھی ان ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو صلح کلیت کو اپنائے ہوئے ہیں۔

صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے نجات والے فرقے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کی نشانی بیان فرمائی، کیونکہ یہ فرقہ نجات مقصود تھا۔ اگر صحابہ ۷۲ فرقوں کے بارے میں سوال کرتے تو حضور ﷺ ضرور ان ۷۲ فرقوں کے عقائد و نظریات بیان فرماتے کیونکہ آپ ﷺ ان ۷۲ فرقوں کے عقائد کو بھی جانتے تھے اسی لئے تو ان کو جہنمی فرمایا، مگر مقصود صرف نجات والا تھا اسی لئے اسی کے بارے میں سوال کیا گیا۔

اب جو حضور ﷺ کے لئے علم غیب مانے تو وہ اس حدیث کو بھی مانتا ہوگا اور خود کو جنتی تصور کر کے اہل نجات والوں سے ہوگا۔ اب جو حضور ﷺ کیلئے علم غیب نہیں مانتا وہ کیسے اس حدیث شریف کو بیان کرنے کے بعد ناجی فرقے کا دعویدار ہو سکتا ہے۔؟

اگر شیعہ دعویٰ کرے کہ وہ حضور ﷺ کیلئے علم غیب مانتے ہیں اسی لئے وہ ناجی فرقہ روافض کا ہے تو بھی اسی حدیث شریف کے نزدیک شیعہ بھی ۷۲ فرقوں میں آجاتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے ''ما انا علیہ واصحابی'' تو/شیعہ حضرات تو صحابہ کرام کے گستاخ ہیں اور جلیل القدر صحابہ کرام کو حق پر مانتے ہی نہیں تو وہ کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ ناجی ہیں؟۔ ثابت ہوا کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجیہ ہے جو حضور ﷺ کے علم غیب کو مانتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کے طریقہ پر چلتے ہوئے صحابہ کرام کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کا بھی یہ عقیدہ تھا ''اللہ اعلم ورسولہ اعلم''۔

بابا جی مبارک کو نبی کریم ﷺ سے عشق تھا نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارک پر یقین کامل رکھتے تھے۔ اسی لئے ''ما انا علیہ و اصحابی'' کے اصول پر جماعت ناجیہ کی بنیاد رکھی۔ بابا جی مبارک نے اسی حدیث شریف کو اپنی کتاب ''روحی فدا'' کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پر بھی بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد لکھتے ہیں۔

ترجمہ: ''جماعت ناجیہ صالحہ کا نام مبارک ساڑھے تیرہ سو سال پہلے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ جس کو اکابرین ملت اہلسنت و جماعت کہتے ہیں۔'' (روحی فدا، ص ۱۱۳)

جماعت ناجیہ صالحہ کے اصول ونصب العین مختصر الفاظ میں ملاحظہ ہوں!

سب سے اولین ترجیح فرائض، واجبات، اور سنن کی ادائیگی۔ شرک اور جملہ حرام، قبیح کاموں بچنا، غیر اسلامی حکومت کی مدد نہ کرنا، اپنی استعداد کے مطابق امر بالمعروف و نہی عن المنکر انجام دینا، جماعت کی ترقی کیلئے کچھ حصہ وقف کرنا۔ مسلمانوں کے کسی بھی جماعت سے اس کا ایسا شرکت نہیں ہوگا کہ جس سے یہ جماعت اس کا ملحق یا تابعدار سمجھا جاتا ہو۔ یہ جماعت اسلامی اصولوں کے مطابق تمام اسلامی جماعتوں سے ہمدردی اور رابطہ رکھے گی، تمام درپیش مسائل شرعی اصولوں کے مطابق حل کرے گی۔

۱۹۴۶ء میں مجلس شوریٰ کے اجلاس نے بابا جی مبارک کو جماعت کا پہلا امیر منتخب کیا گیا۔

جماعت ناجیہ صالحہ نے نہ صرف اصلاحی تحریک کے طور پر خدامات انجام دیئے بلکہ شرعی اقدامات کے ساتھ ساتھ جہاد بالسیف بھی جاری رکھا۔ جہاد کشمیر میں بابا جی مبارک کے زیر سایہ جماعت ناجیہ صالحہ نے کئی کارنامے انجام دیئے۔

جہاد کشمیر اور بابا جی مبارک

قیام پاکستان کے بعد جب بھارتی ہندوؤں نے کشمیری مسلمانوں پر مظالم شروع کئے تو کشمیر کے مسلمانوں نے اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز اٹھائی، لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے کوئی منظم تنظیم بنانے میں ناکام رہے جس سے بھارتی انتہا پسندی کا مقابلہ کر سکیں۔ جماعت ناجیہ صالحہ کے قیام کو صرف سات مہینے ہوگئے تھے بابا جی مبارک نے جماعت کے اراکین کا اجلاس بلایا اور کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کے خلاف جہاد کی ترغیب دی۔ چنانچہ ۲ نومبر ۱۹۴۷ کو بابا جی مبارک نے ۸۰ مجاہدین کا لشکر تیار کیا۔ یہ مجاہدین مظفر آباد، ڈومیل چناری، اوڑی، سے ہوتے ہوئے پٹن کے مقام پر جو سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان واقع ہے دشمن کے پلٹن سے مقابلہ کیا اور دشمن کو جہاد ایمانی سے شکست دے دی، اس معرکہ میں اللہ عزوجل نے عظیم فتح نصیب فرمائی۔ دوسری بار بابا جی مبارک اور ارباب عبدالغفور نے تین ہزار مجاہدین کی معیت میں دشمن پر حملہ کیا دشمن اپنے علاقے کو چھوڑتے ہوئے پیچھے بھاگتا گیا، بابا جی مبارک برابر پیش قدمی کرتے رہے اور ان کو خبر ہی نہ ہوئی کہ مجاہدین بہت پیچھے رہ گئے سری نگر سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک پل کے قریب بم دھماکہ سے آپ شدید زخمی ہو گئے اس وقت آپ کے ساتھ صرف گیارہ مجاہدین تھے۔ جس میں تین مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کے زخمی ہونے کے بعد باقی مجاہدین حوصلہ ہار بیٹھے اور ساٹھ میل پیچھے اوڑی کے مقام پر واپس آگئے اور مفتوحہ مقامات پر نہیں جمے۔ بابا جی مبارک زخمی خالت میں ایبٹ آباد کے ہسپتال میں علاج کیلئے لائے گئے جہاں بابا جی مبارک ۲۰ دن تک زیر علاج رہنے کے بعد ایک سو مجاہدین کا لشکر لے کر اوڑی کے محاذ چکوٹی کے مقام پہنچے سخت سردی اور برف باری کے باوجود دو ماہ تک یہاں قیام کیا تا کہ دشمن کو مزید پیش قدمی سے روک سکیں جس میں آپ کامیاب رہے، مگر وسائل اور اسلحے کی کمی کے پیش نظر واپس پاکستان کا ارادہ فرمایا، تا کہ یہاں سے مجاہدین کیلئے اسلحہ اکٹھا کر سکیں۔ بابا جی مبارک کے اعلیٰ مجاہدانہ کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے محاذ کے ایک

بڑے فوجی افسر جنرل کمال خان نے صوبہ سرحد (موجودہ ، خیبر پختونخواہ) کے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان کے نام ایک سفارشی خط لکھا جس میں باباجی مبارک کے اعلیٰ کارناموں کی وجہ سے سفارش کی گئی تھی کہ اسلحہ کے متعلق باباجی مبارک جو ارشاد فرمائیں گے بلا چوں و چراں میں اس کی امداد کیلئے سفارش کرتا ہوں۔ ایبٹ آباد کے ڈپٹی کمشنر غلام سرور خان نے بھی جنرل کمال خان کی تائید میں وزیر اعلیٰ کو خط لکھا جس میں باباجی مبارک کے جذبہ جہاد کی تعریف کی گئی تھی اور سفارش کی گئی تھی کہ باباجی مبارک اور ان کے ۵۰۰ مریدین جو جہاد کے شوق سے سرشار اور ملک و قوم کے وفادار ہیں کو اسلحہ دیا جائے۔ وزیر اعلیٰ نے بظاہر اسلحہ رکھنے کی اجازت دی مگر دوسری طرف اس پر عمل درآمد نہ کرنے کا بھی کہا تھا۔ باباجی مبارک کے جماعت جو اسلحہ جمع کرواتے رہے پولیس نے جماعت ناجیہ کے اسی اسلحے کو ناجائز قرار دیا، اسی طرح کئی جگہوں پر مجاہدین کے اسلحہ کو ضبط کیا گیا اور جرمانے عائد کئے گئے ، باباجی مبارک اس سلسلے میں کئی بار پولیس افسروں سے ملے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، باباجی مبارک نے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان سے کئی بار ایسے حالات و واقعات کے بارے میں شکوہ کیا مگر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا، وہاں محاذ پر باباجی مبارک کے مجاہدانہ صلاحیتوں کی بہت اشد ضرورت تھی، محاذ پر فوجی افسروں نے باباجی مبارک اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر ایک بار پھر پاکستان کے دارالخلافہ کراچی کو اطلاع دی جس میں جماعت ناجیہ کے لئے پانچ سو بندوقوں کی سفارش کی گئی تھی۔ راولپنڈی کے جنرل طارق صاحب نے جماعت ناجیہ کے بزرگوں کو دعوت دی جس پر حضرت باباجی مبارک بذات خود تشریف لائے اور جنرل طارق سے ملے اور ان سے اپنے اسلحہ کے بارے میں بھی اطلاع دی کہ وہ بلا لائسنس ہیں اور ان کا رکھنا جرم ہے جنرل طارق صاحب نے کسی ذریعے سے حکومت سے منظور لے لی کہ جماعت ناجیہ کے بندوقوں کو نہ پکڑا جائے۔

تیسری بار ایک بار پھر کشمیری مسلمانوں کو بھارتی مظالم سے نجات کیلئے باباجی مبارک جہاد کیلئے روانہ ہوئے۔ اس بار بھی باباجی مبارک اور ان کی جماعت ناجیہ بڑے جاں فشانی سے لڑے، اس دوران قبائلی علاقوں کے مجاہدین نے بھی جہاد کیلئے پہنچ گئے۔ قبائلی قوم کئی دن پیادہ سفر کرتے ہوئے لڑنے کیلئے آگئے تھے مگر ان کے پاس وسائل کی بھی کمی تھی اور ان کیلئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ بھارتی افواج نے کچھ ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ کچھ ناخوشگوار واقعات پیش آئے جس کے پیش نظر مخالفین نے قبائلی مجاہدین کے خلاف [illegible] پروپیگنڈہ کیا کہ قبائلی [illegible] اور مخالفین [illegible] میں

بھی کامیاب ہو گئے۔ اخباری پروپیگنڈوں نے قبائلی مجاہدین کے بارے جو افواہیں پھیلائی وہ بھی دشمن کی ایک چال تھی کہ یہاں بھی اپنے ایجنٹوں سے کام لیا۔ مجاہدین پر تنقید کرنے والے خود تو نرم بستروں میں آرام فرماتے تھے نہ کوئی خوف اور نہ کوئی ڈر وہ کیا جانتے تھے کہ محاذ پر کن کن مشکلات سے دوچار رہنا پڑتا ہے۔ وہ تو آرام سے گھروں میں بیٹھ کر صرف تنقید ہی کر سکتے تھے۔ اور دشمن نے اسکا خوب فائدہ اٹھایا۔

باباجی مبارک اپنے مجاہدین کے ساتھ بڑے اخلاص سے لڑتے رہے جماعت ناجیہ کے بارے میں اسی کوئی خبر نہیں تھی نہ ان کا ایسے ناخوشگوار واقعات سے تعلق تھا، اس جماعت کو ایسے علماء کی سربراہی حاصل تھی جو شرعی اصولوں پر چلنے والی تھی ، اور شریعت کی عین پابند تھی تاریخی شواہد کے پیش نظر بھی جماعت ناجیہ پر نہ کوئی الزام لگا نہ ان کے بارے میں کوئی ایسا ثابت کر سکا کہ ان پر کوئی الزام لگا سکے۔ باباجی مبارک نے بھی ان قبائلی جماعت سے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا، جنرل کمال کے استفسار پر باباجی مبارک نے ان کو خط میں لکھا تھا ''محترم کمانڈر صاحب السلام علیکم، آپ کا خط جس میں آپ نے قبائلی مجاہدین کی بری حرکات کے بارے میں پوچھا تھا ملا۔ جواباً عرض ہے کہ یہ پارٹی میری جماعت سے تعلق نہیں رکھتی۔ اس لئے آئندہ غیر افراد کی بری حرکات ہماری طرف منسوب نہ فرمائیں۔''

باباجی مبارک کی جماعت نے کافی کوششوں اور مشکلات کے باوجود دشمن کے کئی علاقوں کو فتح کیا۔ جیسا کہ سیالہ کیمپ میں امیر المجاہدین نے بمعہ ناظم اعلیٰ اور نائب امیر المجاہدین جنرل طارق صاحب سے ملاقات کی، جنرل طارق نے تحصیل مینڈر کی فتح پر جماعت ناجیہ کو مبارک باد دی اور اپنی طرف سے ان مجاہدین کو سندات سے نوازا۔ (۱) امیر المجاہدین حضرت حاجی محمد امین باباجی مبارک (۲) ناظم اعلیٰ عبدالحلیم صاحب (۳) نائب امیر المجاہدین مولانا سر بلند خان صاحب (۴) امیر نشر و اشاعت حبیب الرحمن صاحب (۵) مولوی عبدالمستعان صاحب۔ جماعت ناجیہ نے واپسی کا ارادہ کیا تا کہ مجاہدین کیلئے مزید امداد اکھٹا کر سکیں اور دشمن کیمقابلے کیلئے ایک نئے شان سے ایک بار پھر جہاد کی تیاری شروع کریں، واپسی پر جماعت ناجیہ کے استقبال میں تمام کیمپوں نے بڑی گرم جوشی دکھائی خاص طور پر سیالہ کیمپ نے کافی حوصلہ افزائی کی۔ یہاں آکر باباجی مبارک ایک بار پھر جہاد کی تیاری شروع کرنے لگے، اسی سلسلے میں باباجی مبارک نے کراچی کا سفر کیا اور گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب سے ملاقات کی اور ان کے سامنے اپنا مدعا بیان فرمایا۔ گورنر پاکستان نے وعدہ کیا کہ وہ مجاہدین کی ہر ممکن حد تک مدد کرے

گا۔ باباجی مبارک کراچی سے واپس تشریف لائے اور نہایت ہی تھوڑے عرصے میں دو ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا لہٰذا چوتھی بار جہاد کیلئے تیار ہوئے کہ اسی دوران پاک و ہند جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا جس کی وجہ سے آپ نے حکومت پاکستان کے معاہدے کا پاس رکھتے ہوئے جانے کا ارادہ مؤخر کر دیا۔

آزاد کشمیر حکومت نے آپ کو اور آپ کے تنظیم جماعت ناجیہ کے شاندار کارناموں کو بہت سراہا اور شکریہ ادا کیا۔ حکومت نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۹ء کو باباجی مبارک کو راولپنڈی طلب کیا گیا اور آپ کو فخر کشمیر کے خطاب کی سند عطا کی اور ساتھ ہی آپ کے ۲۰ سالاران جماعت کو بھی بہادری کی سندات عطا کئے گئے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک نے کشمیر میں اعزازی گورنر کے حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیئے۔

پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے کوششیں

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ گورنر ناظم الدین صاحب سے ملاقات کے دوران پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیا، اس سلسلے میں خواجہ ناظم الدین صاحب کو خط بھی لکھا اور ملک میں غیر شرعی امور کے خلاف اقدامات کی طرف توجہ مبذول کروائی تاکہ وہ ملک سے فحاشی و عریانی اور غیر شرعی امور کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کریں۔ نفاذ شریعت کیلئے سارے صوبے میں جلسے منعقد کئے۔ اور اشتہار شائع کئے جس میں "صدائے حق ایک ضروری مطالبہ" کو بہت شہرت ملی جو لیاقت علی خان کے پشاور دورے پر شائع کیا تھا۔ ان جلسوں کا یہ اثر ہوا کہ صدر پاکستان کے پرائیویٹ سیکرٹری حسن اے شیخ نے باباجی مبارک کو خط کہا جسمیں لکھا گیا تھا کہ "میں اب خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ۷ مارچ ۱۹۴۹ء بروز پیر آئینی مسائل پر بحث کرنے کے مقصد کے لئے بلائی گئی ہے ۔۔۔ قرارداد مقاصد اسمبلی کے سامنے بحث یا منظور و نامنظور کیلئے پیش کئے جائیں گے۔۔۔ میں خاص طور پر آپ کو اس نئی پیش رفت کے بارے میں مطلع کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک ابتداء ہے۔ ان عوامل کا جن کے بارے میں میں نے آپ کو پہلے خط میں لکھا ہے، جو میں نے آپ سے عرض کیں تھیں۔"

وزیر اعظم لیاقت علی خان نے حضرت باباجی مبارک کی تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "

میرا ایمان اور عقیدہ ہے کہ پاکستان میں امن و امان فقط شریعت کی بدولت ہی ممکن ہے۔ جس طرح یہ جماعت ناجیہ کا نصب العین ہے"۔

پاکستان کے حکمران ناظم الدین صاحب اور سردار عبدالرب نشتر وزیر مالیات نے بھی باباجی مبارک سے ملاقات میں یقین دہانی کرائی کہ وہ بھی پوری کوشش کرینگے۔ آج بھی حکمران اگر لیاقت علی خان کے اس خواہش پر عمل کرے تو پاکستان کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

پاکستان میں اسلامی نفاذ کیلئے باباجی مبارک نے کافی کوششیں کیں اس مقصد کیلئے "رسالہ الصادقہ" کا اجرا بھی کیا گیا جس میں بار بار حکومت سے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا۔ اور خصوص مضامین شائع کئے گئے۔

تحریک ختم نبوت میں باباجی مبارک کا کردار

جب مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور عرب قبائل کے کچھ افراد مرتد ہونے لگے اور کذاب نے اس طرح چالیس ہزار جنگجو افراد کا لشکر تیار کر کے یہ سمجھا کہ ان کی پوزیشن اب خاصی مستحکم ہو چکی ہے۔ یہ تشویشناک خبر جب پاسبان ختم نبوت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاں مرتد افراد کو راہ راست پر لانے کیلئے متعدد دستے بھجوائے وہاں مسیلمہ کذاب کے فتنے کی سرکوبی پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر کا کمانڈر بنا کر بھیجا۔ سرزمین نجد میں مسلمانوں اور کذاب کے لشکر کے درمیان ایک خون ریز جنگ ہوئی۔ مجاہدین نے ختم نبوت کیلئے وہ لازوال قربانیاں دیں جو تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ بڑی تعداد میں مجاہدین نے نام مصطفیٰ ﷺ پر جان نچھاور کر کے جام شہادت کو گلے سے لگایا۔ دشمن کا لشکر جرار ختم نبوت ﷺ کے تربیت یافتگان کے جذبہ جان سپاری اور شوق شہادت کے مقابلے کی تاب نہ لا سکا، ختم نبوت کے شاہین مسیلمہ کذاب اور ان کے چالیس ہزار ساتھیوں پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ ان کو کیفر کردار تک پہنچایا اور جس باغ میں کذاب اور اسکے لشکر نے پناہ لی تھی وہی باغ ان کیلئے "موت کا باغ

بنادیا گیا۔

اسی طرح جب انگریز شاطر نے ایک ایسے شخص کی تلاش کی جو ان کی بھرپور حمایت کرے تو ان کو مرزا ملعون غلام احمد قادیانی کذاب مل گیا جسے انہوں نے جھوٹی نبوت کی مسند پر بٹھا دیا۔ ملعون کبھی مجدد کبھی مہدی کے دعوے کرتے رہے اور آخر کار نبوت کا دعویدار بن گیا۔

جب بھی کسی نے ختم نبوت کے خلاف اپنی رائے پیش کی تو علمائے حق نے ان کا رد بلیغ لکھا۔ اس دور میں بھی نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس نامی کتاب لکھی جس میں لکھا گیا تھا کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی پر کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔" (نادر مجموعہ رسائل، تحذیر الناس، ص ۲۴) ایک اور جگہ لکھتے ہیں "اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر یہ روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔" (نادر مجموعہ رسائل، تحذیر الناس، ص ۳) نانوتوی صاحب کا عقیدہ صرف تحذیر الناس تک محدود نہ تھا بلکہ اسے اپنے مکتوبات کے ذریعے پھیلایا چنانچہ مولوی محمد فاضل کو اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔ "خاتم النبیین کے معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہیں کہ زمانہ نبوی ﷺ گذشتہ انبیاء کے زمانے سے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسمیں (خاتم النبیین) ﷺ کی نہ تو کوئی تعریف ہے اور نہ کوئی برائی ہے"۔
(قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم، ص ۵۵) پھر لکھتے ہیں "ورنہ دنیا کے ہوتے ہوئے کوئی اور نبی آئے تو مضائقہ نہیں۔" (قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم، ص ۵۶)

ہندوستان بھر کے تمام علماء نے نانوتوی صاحب کے عقائد کو رد کیا جس کا اقرار اشرف علی تھانوی صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ "جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں کسی نے مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی صاحب کے۔" (ملفوظات حکیم الامت، جلد

۵ ص ۲۹۶) مولانا عبدالحئی لکھنوی صاحب بھی بعد میں نانوتوی صاحب کے مخالف ہو گئے تھے جیسا کہ "ابطال اغلاط قاسمیہ" پر ان کی تصدیق موجود ہے۔

ہندوستان کے علماء نے نہ صرف اس نظریے کا رد لکھا بلکہ قاسم نانوتوی صاحب سے مناظرہ بھی کیا جس کی تفصیل "ابطال اغلاط قاسمیہ" میں موجود ہے۔ اس نظریئے کا رد "تنبیہ الجہال" میں بھی موجود ہے جس میں اس وقت کے علماء نے اس فتنے کا رد لکھا۔ تحذیر الناس کی حقیقت سمجھنے کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ (۱) ابطال اغلاط قاسمیہ (مناظرے کے دلائل مع استفتاء) (۲) تنبیہ الجہال (حافظ بخش) (۳) التبشیر بردالتحذیر؛ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ (۴) التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ؛ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ، (۵) تحقیقات، مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ (۶) التنویر، علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی قدس سرہ (۷) صلح کلیت کا انجام، سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب (۸) ختم نبوت اور تحذیر الناس، سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب۔ جب ملعون کذاب کے مکاشفے اور دعوے سامنے آنے لگے تو کئی جاہل مولوی بھی ان کے ہمنوا بن گئے اور ملعون کیلئے تاویلیں پیش کیں۔ مولانا محمد لدھیانوی صاحب بن مولانا عبدالقادر صاحب نے جب مرزا ملعون پر کفر کا فتوی دیا تو گنگوہی صاحب نے مرزا کو مرد صالح قرار دیا جیسا کہ مولانا محمد صاحب فتاوی قادریہ میں لکھتے ہیں۔ "گرد و نواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر کر روانہ کئے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے اسکی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھ کر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا۔" (فتاوی قادریہ، ص ۳، ص ۴) فتاوی قادریہ میں ایسے کئی انکشافات ہیں یہاں تفصیل بیان کرنے سے مضمون کے طویل ہونے کا خدشہ ہے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی محمد لدھیانوی صاحب رشید احمد گنگوہی کے ہم عصر اور دیوبندی خیال مولوی تھے۔ مرزا ملعون کو گنگوہی صاحب سے عقیدت تھی اور گنگوہی بھی مرزا کے معترف تھے، جیسا کہ صاحب تذکرۃ الرشید لکھتے ہیں۔ "مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ میں براہین قاطعہ لکھ رہے تھے اور انکے فضل و کمال کا اخبارات میں چرچا اور شہرہ تھا حالانکہ اس وقت تک انکو حضرت امام ربانی سے عقیدت بھی تھی اس طرف کے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں؟ اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلہ پر ہے؟ راستہ کیسا ہے؟ کوئی حاضری کا

خیال بھی معلوم ہوتا تھا اسی زمانہ میں حضرت امام ربانی نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ ''کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے ورنہ گمراہی کا احتمال ہے'' اس کے بعد ہی مجددیت و مہدیت و عیسویت کے خیالات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۲، ص، ۲۲۸) مہدیت مجددیت و عیسویت کے دعوں کے بعد بھی گنگوہی صاحب نے مرزا ملعون کی تکفیر پسند نہیں کی جیسا کہ رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے مکتوب بنام مولوی صدیق احمد صاحب لکھتے ہیں! ''مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کی فتح الاسلام بندہ نے بھی دیکھی اجمالاً اُن کے جو اول گمان تجدید ہوا ہے یہ اوسکا ہی ضمیمہ ہے کہ اب اُن کے مخیلہ میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ مثیل عیسیٰ ہوں اس باب میں بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا طلبی تو انکو مقصود نہیں اور اس کو وہ دین و تائید دین اور اپنے کمالات جانتے ہیں اس میں مجبور ہیں۔ اس مثیل عیسیٰ ہونے کو اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام اور دجال کی روایات کے حقیقی معنی کے انکار کو چند جگہ سے بندہ سے استفسار کیا گیا تو بندہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ فاسدہ و خطا خلاف جملہ سلف و خلف کے ہے اُن کو مالیخولیا ہو گیا ہے کہ خلاف عقل کے ایسی بات لکھتے ہیں کہ تمام عالم نے اُس کو نہ سمجھا اب اُن کو اسکی فہم ہوئی اور پر اشتہار مباحثہ دیا ہے اور بندہ کو مخاطب بنایا ہے اور تکفیر نہیں چاہئے کہ وہ ماول ہے اور معذور ہے فقط۔'' (مکاتیب رشیدیہ، ص ۹۰)

''گنگوہی شروع میں نرم تھے۔ مرزا کی طرف سے تاویلیں کرتے تھے۔ جب اس نے بالکل ہی صراحۃً نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے کفریات واضح کر دیئے تو مجبور ہو کر تکفیر فرمائی''۔
(مجالس حکیم الامت، ص ۲۷۹)

مفتی شفیع صاحب نے گنگوہی کی صفائی میں اتنا کہا کہ بعد میں گنگوہی صاحب نے تکفیر فرمائی تھی مگر فتاویٰ رشیدیہ میں اس موضوع پر کوئی باب نہیں ہے اور نہ قادیانیوں کے کفر پر کوئی فتویٰ موجود ہے۔ اگر کوئی گنگوہی صاحب کے تحریری فتوے کو سامنے لایا جائے تو گنگوہی صاحب کے دفاع میں اکابر دیوبند کسی حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ایک طرف رشید احمد گنگوہی صاحب مرزا ملعون کو تکفیر سے بچانے کی کوشش میں ہے دوسری طرف قاسم نانوتوی تحذیر الناس لکھ کر مرزا ملعون کے دعوں کو سہارا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ مظفر احمد قادیانی مبلغ نے کذاب کے وکالت میں نانوتوی صاحب کی کتاب تحذیر الناس کا حوالہ نقل

کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ''جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ محض انبیاء کے آخر میں آنا اپنی ذات میں کوئی وجہ فضیلت نہیں'' (مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں، ص، ۱۱۲) ایک اور جگہ تحذیر الناس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''یہی بات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیو بند نے لکھی ہے کہ:۔ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔'' (مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں، ص، ۱۲۱)

یہی نہیں بلکہ اسی مکتبہ فکر کے بعض حضرات مرزا ملعون سے اتنے متاثر ہوئے کہ مرزا کو ہر ماہ دعاؤں کی التجائیں پیش کرتے رہے جیسا کہ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب مولوی عبدالقادر رائے پوری کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''حضرت نے مرزا صاحب کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اجیب کل دعائك الا فی شر کائك (میں تمہاری تمام دعائیں قبول کرونگا، سوا اس دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہوں) حضرت نے مرزا صاحب کو اسی الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح بھی شرکت نہیں ہے اسلئے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کیلئے دعا کریں وہاں سے مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا تمہارے لئے خوب دعا کرائی گئی، تم کبھی کبھی اس کی یاددہانی کر دیا کرو، حضرت فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا کارڈ تھا، میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا۔'' (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، ص ۵۵، ۵۶)۔ جب امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری افغانی قدس سرہ مسلمانوں کو مرزا ملعون کے فتنہ سے بچانے مرزا کا رد کر رہے تھے یہ دیکھ کر رائے پوری صاحب کا میلان قادیانی کی طرف اور بھی بڑھ گیا اور وہ ان کو سچا ماننے لگے جیسا کی ندوی صاحب لکھتے ہیں۔ ''ایک مرتبہ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ایک دفعہ مرزائیوں کی کتابیں منگوائی تھیں اس غرض سے کہ ان کی تردید کریں گے، میں نے بھی دیکھیں، قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اس طرف میلان ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچے ہیں۔'' (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، ص، ۵۶) یہی نہیں بلکہ قادیانی امام کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتا رہا۔ چنانچہ ندوی صاحب لکھتے ہیں۔ ''اس سفر میں مرزا صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، فرماتے تھے کہ میں ان کے امام کے پیچھے بھی

نماز پڑھتا تھا اور اپنی الگ بھی پڑھ لیتا تھا۔ (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، ص ۶۲)۔ صرف رائے پوری صاحب ہی نے نہیں بلکہ ابوالکلام آزاد نے بھی مرزا ملعون کے ہاں قیام کر کے وہاں نماز جمعہ پڑھی جیسا کہ ملیح آبادی نے آزاد کی آپ بیتی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "اس کے بعد مرزا صاحب اندر چلے گئے اور مولوی عبدالکریم مرحوم نے مجھے پھر مولانا نورالدین مرحوم اور جماعت کے بڑے بڑے لوگوں سے ملایا۔ نواب محمد علی مالیر کوٹلہ کے بھی وہیں تھے۔ جمعہ کی نماز وہیں ایک میدان میں ہوئی۔ میں گیا تو لوگوں نے مجھے پہلی صف میں جگہ دی۔ اتنے میں مرزا صاحب آئے اور منبر کے جانب میں امام کے مصلے پر بیٹھ گئے۔ اس وقت مولوی عبدالکریم نے خطبہ دیا۔ خطبے کا موضوع یہ تھا کہ بہت سی برکتیں، جو انبیاء سلف کے حصے میں نہیں آئیں، ان سے خدا نے مرزا صاحب کو سرفراز فرمایا۔ از اجملہ یہ اعلان و تبلیغ رسالت کے یہ وسائل ان انبیاء کے زمانے میں کہاں تھے۔ ریل، تار، ڈاک، گیموفون، اخبارات، پریس۔ ان وسائل سے کس طرح ہر صدا مشرق و مغرب میں پھیلائی جا سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ نماز بھی مولوی عبدالکریم نے پڑھائی، اور مرزا صاحب صف سے آگے، مگر ان سے دو انچ پیچھے تنہا کھڑے رہے۔ نماز کے بعد پھر میری طرف ملتفت ہوئے اور اصرار کیا کہ میں چندے قیام کروں۔ میں نے معذرت کی اور اسی دن روانگی کا ارادہ ظاہر کیا۔" (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص ۲۱۴)

یہی نہیں بلکہ مولوی آزاد کے بارے میں یہ خبریں بھی منظر عام پر آگئیں ہیں کہ مرزا نے مرزا ملعون کے جنازے میں بھی شرکت کی تھی۔ یہ خبر دیوبندی شورش کاشمیری نے عبدالمجید سالک کی کتاب یاران کہن اپنے ادارے سے شائع کی اور اس میں لکھا گیا کہ۔

"یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار وکیل کی ادارت پر مامور تھے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے۔ اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔ (چٹان کہن، ص ۲-۱۴۱ طبع اول چٹان لاہور) دیوبندی اکابر و اصاغر کے اصرار کی وجہ سے شورش کاشمیری نے اس کے دوسرے ایڈیشن میں یہ عبارت مذکورہ نکال دی۔ اسی اثنا میں ضلع رحیم یار خان کے ایک مشہور مصنف نے سالک صاحب سے اس مسئلے پر خط و کتابت کی جو ساری نوازش نامے کتاب مرتبہ انیس الحسن شاہ جیلانی کراچی سے شائع ہوگئی سالک صاحب اپنی وضاحت کرتے ہوئے جواب میں لکھتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے

وہ بالکل حقیقت ہے وکفی باللہ شہیدا۔"

(دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف، ص ۱۳۲، ۱۳۳)

یہی نہیں بلکہ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے تو قادیانیوں کا ذبیحہ بھی حلال اور درست کہہ کر قادیانیوں کو اہل کتاب تسلیم کیا جیسا کہ لکھتے ہیں۔ "سوال: جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجہانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبوحہ حلال ہے یا حرام؟ (المستفتی ۴۶۹ عبداللہ بہاولپور)۔ جواب: اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔" (کفایت المفتی، جلد ۱، ص ۳۱۳) یہی نہیں بلکہ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ "نسلی مرزائی اہل کتاب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی راجح ہے۔" (کفایت المفتی، جلد ۱، ص ۳۱۷) اسی مفتی کفایت اللہ صاحب کو سید محمد میاں نے ابوحنیفہ وقت لکھا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں

"ابوحنیفہ وقت حضرت علامہ مولانا محمد مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند"

(علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے، ص ۱۲۳)

کفایت اللہ دہلوی صاحب مرزائیوں کو اہل کتاب کہہ رہے ہیں اور یعقوب نانوتوی صاحب مرزائیوں کو غیر مقلد جانتے تھے، محمد لدھیانوی صاحب جب گنگوہی صاحب سے قادیانی مسئلہ پر بحث کیلئے مدرسہ دیوبند گئے تو وہاں کے احوال لکھتے ہوئے رقم کرتے ہیں۔ "مدرسہ دیوبند بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری میں پہنچے دوسرے روز مولوی رشید احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے بعد ازاں مولوی محمد یعقوب صاحب بھی براہ مہمان نوازی ملنے کو آئے راقم الحروف نے کچھ حال قادیانی کا بطور اجمال زبانی بیان کیا مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اگر بطور ظلیت آنحضرت ﷺ [illegible] الہامات کا ہونا ہو تو کیا عجب ہے، میں نے کہا کہ اگر اہل کتاب یہود نصاری یہ اعتراض کریں کہ جیسا قادیانی پر بسبب ظلیت آیات قرآنی نازل ہو رہی ہیں ایسا ہی تمہارے پیشوا خود مستقل پیغمبر نہیں تھے بلکہ بسبب اتباع ابراہیم علیہ السلام کے ان پر قرآن بطور الہام نازل ہوا ہوگا تو پھر آپ کیا جواب دو گے۔

مولوی صاحب نے لاجواب ہو کر یہ فرمایا کہ میں اس شخص کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں۔"

(فتائی قادریہ، ص ۱۵)۔

(اور سرسید جیسے حضرات نے مرزا دجال کی رہنمائی کی جیسا کہ سید محمد میاں صاحب لکھتے ہیں۔" آج ہم مرزا قادیانی کو برا کہتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام دجالوں کی رہنمائی سرسید نے کی۔"

(علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے، ص ٦٦)

یہی وجہ تھی شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال نے فرمایا۔

"حضرت علامہ نے فرمایا" قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے، اور دونوں اس تحریک کی پیداوار جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔" (اقبال کے حضور، نشتیں اور گفتگوئیں، ۲٦۱)

اس موضوع پر لکھا جائے تو اس کیلئے ایک الگ تصنیف کی ضرورت ہے۔ یہاں اسی پر اکتفا کر رہا ہوں تا کہ مضمون طویل نہ ہو جائے، قادیانیت کے رد پر بابا جی مبارک کے خدمات ذکر کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ قادیانیت کے پس منظر کو سامنے لایا جائے کہ کن کن حضرات کی وجہ سے قادیانیوں کو تقویت اور دلائل کا سہارہ ملا۔ مرزا ملعون کے گمراہ کن عقائد، دعوؤں اور کفریات کے ابطال میں علماء اہلسنت روز اول سے میدان عمل میں موجود تھے جنہوں نے مرزا ملعون کے دجالی روپ سے نقاب ہٹایا اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچایا جن میں سب سے پہلے (۱) مناظر اعظم فاتح مناظرہ بہاولپور حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری مجددی قدس سرہ نے نہ صرف مرزائیوں سے مناظرے کئے بلکہ ان کو مباہلے کا چیلنج بھی دیا۔ براہین احمدیہ کے دو حصے ۱۸۸۰ء میں اور تیسرا حصہ ۱۸۸۲ میں منظر عام آیا تو سب سے پہلے آپ ہی نے اس کی گرفت کی اور "تحقیقات دستگیریہ فی ردھفوات براہینیہ" کے نام سے ۱۸۸۳ میں تحریر فرمایا۔ اور سب سے پہلے ان پر کفر کا فتویٰ بمع تصدیقات علماء حرمین شریفین شائع کیا۔ (۲) امام مجدد اعلیحضرت احمد رضا خان قادری افغانی قدس سرہ نے حسام الحرمین کے علاوہ کئی مستقل کتابوں میں مرزا ملعون کا بھرپور رد لکھا، امام مجدد کے تلامذہ اور خلفاء ہمیشہ تردید قادیانیت پر کمر بستہ رہی۔ ان کے علاوہ جو علماء کرام رد قادیانیت میں صف اول کے پاسبان رہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ (۳) پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی

قدس سرہ (۴) مفتی غلام قادر بھیروی قدس سرہ (۵) مولانا فیض الحسن سہارنپوری قدس سرہ (٦) علامہ غلام رسول نقشبندی امرتسری قدس سرہ، (۷) قاضی فضل احمد لدھیانوی قدس سرہ (۸) علامہ اصغر علی روحی لاہوری قدس سرہ (۹) علامہ مولانا حیدر اللہ خان نقشبندی قدس سرہ (۱۰) مولانا حسن رضا خان بریلوی قدس سرہ۔ ایسے علماء اہلسنت کی فہرست طویل جنہوں نے قادیانیوں اور قادیانی نواز فرقوں کے رد میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جب قادیانیوں نے پاکستان کا رخ کیا اور پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ کے نام سے برائے نام قیمت کے عوض ربوہ کی زمین حاصل کر کے ارتداد پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔ اس فتنے کے انسداد کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء نے ۱۹۵۳ء میں مجلس عمل قائم کی جس کے صدر صدر الافاضل کے فیض یافتہ عالم علامہ مولانا ابوالحسنات قادری قدس سرہ منتخب ہوئے۔

عاشق صادق حضرت محمد آمین بابا جی مبارک قدس سرہ نے بھی قادیانیوں کے خلاف ۱۹۵۳ء کی اس تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بابا جی مبارک نے ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف احتجاجی جلسے کئے۔ اسی سلسلے میں ۲۴ فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں حضرت بابا جی مبارک کے زیر صدارت ختم نبوت کانفرس منعقد ہوئی۔ جب اعلامیہ جاری ہوا کہ اگر کسی نے بھی جلسے کی صدارت کی تو اسے پھانسی دی جائے گی یہ اعلان سن کر بہت سارے لوگوں نے جلسہ گاہ چھوڑ کر چلے گئے جب کہ بابا جی مبارک نے مائیک ہاتھ میں لے اعلان کیا کہ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اگر کسی کو دار پر لٹکایا جائے تو فقیر اپنی گردن سب سے پہلے پیش کرتا ہے۔ اور جلسہ کی صدارت کرنے کا اعلان فرمایا۔ یہ منظر اس وقت کے روزنامہ زمیندار ۱۹ فروری ۱۹۵۳ء لاہور نے بھی محفوظ کیا تھا۔ بابا جی مبارک نے منعقدہ کانفرنس میں بھرپور شرکت کی اس کانفرس میں حکومت سے یہ مطالبات پیش کئے گئے۔

(۱) ظفر اللہ کو فوراً وزارت سے ہٹایا جائے

(۲) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

(۳) مختلف سرکاری محکموں میں متعین مرزائی افسروں پر پابندی لگائی جائے کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ نہ کرے۔

۲۴ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ گجرات ریلوے اسٹیشن سے گرفتار کر لئے گئے۔

عقیدہ ختم نبوت پر باباجی مبارک خلفیہ بیان کا خلاصہ

باباجی مبارک نے فرمایا میں نے دنیائے اسلام کے اکابر اور علماء سے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے اور خود قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا ہے جس کے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور اسی عقیدے کی بنیاد پر دنیا کے تمام علماء اور مسلمان متفق اور متحد ہیں۔ اگر مسلمانوں میں جدید نبوت کے اجرا کی اجازت دی جائے اور ہر ملک کے لئے الگ الگ نبی کا عقیدہ رکھا جائے تو اس سے نہ صرف ختم نبوت کے عقیدے پر اثر پڑے گا بلکہ مختلف ممالک کا آپس میں زبردست ٹھکراو پیدا ہوگا جس سے نہ صرف خانہ جنگی ہوگی بلکہ اسلام کا حلیہ بھی بگڑ جائے گا۔ اور مسلمان قوم کفر کے دلدل میں پھنس جائے گا۔ مسلمانوں کا اتحاد واتفاق اسی میں مضمر ہے کہ ہم ختم نبوت کے عقیدے پر پختگی سے قائم رہیں (نوٹ: یہاں باباجی مبارک نے ان حضرات کا رد کیا ہے جو الگ الگ زمیں پر الگ الگ نبی کے قائل ہیں اور روایت ''اثر'' کا سہارا لیتے ہیں)۔ عقیدہ ختم نبوت ہی وہ واحد نقطہ ہے جس پر مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے۔ اگر اس نقطے کو حذف کر دیا جائے تو مسلمان قوم پارہ پارہ ہو جائے گی اور مسلم قوم کی پہچان ختم ہو جائے گی، اسی وجہ آج مختلف مکاتب فکر صرف اسی نقطہ کی بنیاد پر جمع ہوئے ہیں اور حکومت پاکستان کے سامنے اپنے مطالبہ پیش کرتے ہیں۔ اسلامی تاریخ شاہد ہے حضور خاتم النبیین ﷺ صدیق اکبر سے لے کر آج تک کسی بھی مسلمان سلطنت اور مسلمان قوم نے نبی کریم ﷺ کا شریک فی الرسالت نہ برداشت کیا ہے اور نہ اس قسم کے عقیدے کو اسلام جانا ہے۔ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا بہاء اللہ ایرانی تک کسی مدعی نبوت کو کبھی کسی بھی مسلمان اور کسی سلطنت نے معاف نہیں کیا اور نہ ان سے کسی قسم کی رواداری اور نہ ان سے کسی قسم کے تعاون کو جائز رکھا، اسی عقیدے کی بنیاد پر ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ اسی عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر پاکستان کا مسلمان باقی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے عقیدہ وحدت سے الگ نہیں ہوگا۔ دشمنان اسلام کو اس پروپیگنڈا کا موقع نہیں ملے گا کہ پاکستان اغیار انگریز کا ایجنٹ ہے۔ کیونکہ قادیانی انگریز کا لگایا ہوا پودا ہے اور ظفر اللہ اس لگائے ہوئے پودے کو پانی دے رہا ہے۔ ظفر اللہ کی برطرفی سے ان کی قادیانیت کی تبلیغ رک جائے گی جس کا وہ ناجائز استعمال کر رہا ہے۔ ظفر اللہ کی برطرفی

سے پاکستان اپنا وہ عزت بحال کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جو عالم اسلام میں قادیانیوں کی وجہ سے کھو چکے ہیں۔ قادیانیوں کے اقلیت ہو جانے سے ان کی ترویج ختم ہو جائے گی۔ قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ نے جو بیان دیا ہے کہ ان کو الگ صوبہ دیا جائے جس میں وہ آسانی سے رہ سکیں، اس مطالبے سے ان کے عزائم بے نقاب ہو رہے ہیں کہ وہ پاکستان میں اسرائیل کی طرز ایک الگ ریاست بنائے جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں اور ملک کو نہ صرف ٹکڑوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں بلکہ اسلام کے مقابلہ پر آنا چاہتے ہیں۔ ان عزائم کے باوجود بھی ہماری حکومت رواداری کے خواب خرگوش میں پڑی ہوئی ہے۔ اسی لئے مرکزی حکومت سے ہمارا مطالبہ جائز اور آئینی ہے۔ ہم حکومت پاکستان کیلئے مشکلات نہیں چاہتے اسی لئے اپنے معتقدین کو سختی سے روک رکھا ہے کہ میری گرفتاری کی صورت میں اشتعال سے کام نہ لیں اور خلاف قانون کوئی حرکت نہ کریں۔

ختم نبوت کے سلسلے میں آپ ۳ ماہ گجرات کے جیل میں اور ۶ ماہ راولپنڈی جیل میں رہے۔ پھر آپ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ آپ نے پھانسی کے پھندے کو پھولوں کا ہار سمجھتے ہوئے قبول کیا مگر ناموس رسالت پر کسی قسم کی سودے بازی نہ کی بلکہ اسی دار کو ذریعہ نجات سمجھتے ہوئے آقائے دوجہاں رحمۃ اللعالمین ﷺ میں عقیدت سے نعت شریف کے نذرانے پیش کئے۔ جیل میں آپ نے کتاب ''فتبارک اللہ احسن الخالقین'' تالیف فرمائی۔ چنانچہ جب آپ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تو آپ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے سرور دو عالم ﷺ کے حضور یہ استغاثہ فرمایا!

ما ستا د عشق پہ جرم وجنی داغوغا چہ دہ نن
سرکزہ راپورتہ پہ دیوال دا تماشہ چہ دہ نن

فرماتے ہیں۔ ہر طرف یہی چرچا ہو رہا ہے کہ مجھے آپ ﷺ کے عشق کے جرم میں قتل کیا جا رہا ہے۔ حضور نظر کرم فرمائیں اور اس نظارے کو ملاحظہ فرمائیں۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ابوالحسنات قادری قدس سرہ بھی گرفتار کئے گئے اور ان کو سکھر جیل منتقل کیا گیا پس دیوار زندان ان کو اطلاع مل گئی کہ ان کے اکلوتے فرزند مولانا خلیل احمد قادری کو بھی پھانسی کی سزا دے دی گئی ہے تو علامہ ابوالحسنات قادری صاحب نے بے ساختہ کہا ''الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میرا یہ معمولی سا ہدیہ قبول

فرمایا"

قریب تھا کہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہوگئے، بعدازاں حکومت نے علماء اہلسنت کو بھی رہائی دی۔

جیل سے رہائی کے بعد بھی باباجی مبارک آرام سے نہیں بیٹھے بلکہ قادیانیت کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ جون ۱۹۵۴ء کو المجاہد آباد میں جماعت ناجیہ کا آٹھواں اجتماع بعد نماز جمعہ منعقد کیا۔ جس میں باباجی مبارک نے حکومت پاکستان سے یہ مطالبے کئے۔ (۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ظفر اللہ کو فوراً وزارت سے برطرف کیا جائے، (۲) اسلامی دستور کو مکمل کیا جائے اور عام انتخابات منعقد کئے جائیں۔ اسیران مارشل لاء خصوصاً عبدالستار خان نیازی اور دیگر حضرات کو رہا کیا جائے۔ (۳) سیفٹی ایکٹ آرڈیننس دفعہ سرحدی منسوخ کیا جائے۔ (۴) ملک سے فحاشی اور عریانی کے روک تھام کیلئے حکومت فوری طور پر اقدامات کریں، ریڈیو پر فحش پروگرام اور سینماؤں پر پابندی لگادی جائے اور مخلوط طرز تعلیم بند کی جائے۔ اسلامی ریاست کے باشندوں کیلئے اسلامی ماحول پیدا کیا جائے۔

جنگ نہر سویز میں شرکت کا شوق

چھٹی بار حج کے موقع پر جب مصر میں نہر سویز کے مسئلہ پر جنگ شروع ہوئی تو آپ نے ارادہ کیا کہ وہاں جا کر مصر کے مسلمانوں کی مدد کی جائے۔ آپ نے سعودی حکمرانوں سے درخواست کی کہ وہ ان کو مصر بھیج دیں مگر کافی کوششوں کے باوجود آپ جانہ سکے۔ اس دوران یہاں پاکستان میں آپ کی شہادت کی افواہ پھیلی کہ آپ نہر سویز کی جنگ میں شہید ہوچکے ہیں۔ روزنامہ انجام پشاور نے بھی اس خبر کو شائع کیا۔ اس خبر سے تمام ملک میں سخت غم و پریشانی پھیل گئی، بعد میں مدینہ منورہ سے آپ کی خیریت کی خبر آگئی جس سے لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس خط کو روزنامہ انجام پشاور میں شایع کیا گیا تاکہ لوگوں کو آپ کی خیریت کے بارے میں علم ہوجائے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

پرویزی فتنہ کے خلاف آواز حق

پرویزی دراصل وہابیوں سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے۔ جیسا کہ محبوب عالم صاحب (المتوفی ۱۹۳۳ء) لکھتے ہیں۔ "وہابی اپنے آپ کو اہلحدیث و اہلسنت و محدث و عامل بالحدیث و موحد کہتے ہیں اور اپنے مخالفوں و مقابلوں کو بدعتی کہتے ہیں، اور اب وہابی غیر مقلدین اور حنفی مقلدین کے نام سے مشہور ہیں۔ آجکل اس فرقہ میں بہت سے اختلافات ہوگئے ہیں بعض ان میں سے خود ساختہ پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو کار بن گئے ہیں۔ اور بعض غلام نبی چکڑالوی کے مذہب پر ہوگئے ہیں جو اپنے آپ کو اہل القرآن کہتے ہیں۔ ان کے ہاں احادیث کی چنداں عزت نہیں ہے وہ ہے ایک مسئلہ میں قرآن سے استدلال کرنا چاہتے ہیں۔ ان سب خرابیوں کا باعث ترک تقلید ہے۔" (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص، ۸۰۱)

باباجیؒ مناظر بھی تھے اور ہر بدعقیدگی کے خلاف آپ نے آواز حق بلند کیا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں جب باباجیؒ کو خبر مل گئی کہ غلام احمد پرویز پشاور آرہا ہے تو آپ نے اعلان حق کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا اور غلام احمد پرویز کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ جس میں چند شرائط مناظرہ پیش کئے گئے۔

(۱) مقام مناظرہ پاکستان کے علاوہ کسی ایسے اسلامی ملک میں ہو جہاں حدود و قصاص جاری ہوسکتا ہو۔

(۲) فریقین میں سے جو کوئی بھی مناظرہ ہارے گا اسے سنگسار کیا جائے گا۔ (۳) مناظرے میں کوئی اسلامی قاضی مقرر ہو۔ (۴) مناظرے میں اصول مقرر کئے جائیں کہ عقل صرفہ ہوں یا نقل صر[illegible] یا دونوں ہوں۔ (اشتہار اعلان حق)

یہ وجوہات شرائط اس لئے پیش کئے گئے تھے کہ ۴ اکتوبر کو بمقام اتمانزئی حاجی شا[illegible]ز خان کے مکان پر جماعت ناجیہ نے صدر جمہوریہ پاکستان مرزا اسکندر۔ سے مطالبہ کیا تھا کہ پرویز منکر [illegible]یث کو انتخابی بورڈ سے ہٹایا جائے اس نے انکار کیا اور اس کی حمایت کی۔ اس لئے پاکستان اس مناظر[illegible] کیلئے موضوع نہیں۔ دوسری شرط کی وجہ یہ تھی کہ لفظی مناظرہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ ملزم ا[illegible] کیفر کردار تک نہ پہنچے۔ تیسری شرط اس لئے لگائی گئی تھی کہ بغیر قاضی کے فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ چوتھی شر[illegible]جہ یہ تھی کہ اصول بحث و مناظرہ معلوم ہوں۔

نوٹ: (اس اشتہار میں شرائط کے یہ وجوہات بھی شائع کئے گئے)

غلام احمد پرویز جب پشاور پہنچے تو باباجی مبارک نے اپنے دست اقدس سے پرویز کو یہی چیلنج دیا۔ مگر پرویز مناظرے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ اخبارات نے بھی اس خبر کو خوب شایع کیا۔ مگر پرویز بھاگ نکلے اور صرف اتنا کہا کہ میں حنفی خاندان میں پیدا ہوا ہوں۔ باباجی مبارک حضور ﷺ کے عشق میں مست رہتے تھے۔ یہی عشق آپ کی ادا بھی تھی اور صدا بھی۔ ادا یہ کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر آپ کی زندگی کا مقصد تھا، کفار کے خلاف جہاد کرتے ہوئے ساری زندگی گزاری، اور صدا یہ کہ بدعقیدوں سے مناظرے کیئے۔

عاشق صادق مجاہد کبیر حاجی محمد آمین قادری باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ بریلوی تھے کہ دیوبندی؟

امام مجدد اعلیٰ حضرت اور باباجی مبارک ہم عقیدہ تھے، باباجی مبارک وہی عقیدہ رکھتے تھے جنہیں آج کل لوگ بریلوی کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل سے پہلے یہ کہنا ضروری ہے کہ بعض لوگ باباجی مبارک کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ باباجی مبارک دیوبندی تھے مگر یہ لوگ یا تو حقائق سے بے خبر ہیں یا دیوبند کی محبت اور عقیدت میں اتنے مبالغے پر اتر آئے ہیں کہ حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کررہے ہیں۔ باباجی مبارک کے عقائد باباجی مبارک کے کتب ورسائل سے واضح ہیں، نہ تو باباجی مبارک دارالعلوم دیوبند سے پڑھے ہیں اور نہ آپ کے تقریر وتحریر سے کوئی بھی ثابت کرسکتا ہے کہ باباجی مبارک نے خود کو دیوبندی کہا ہو یا خود کو دیوبندی عقائد اور مسلک سے جوڑا ہو۔ باباجی مبارک اور شبیر احمد عثمانی صاحب کے تعلق سے اگر کوئی دلیل کا سہارا لے تو بھی یہ ان حضرات کی بھول ہے۔ کیونکہ باباجی مبارک اور شبیر احمد عثمانی کا تعلق مسلکی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ تعلق تحریک پاکستان کی بنیاد پر تھا، باباجی مبارک نے مسلمانوں کی آزادی کیلئے عملی طور پر جہاد کیا جہاں وہ انگریزوں کے خلاف لڑے وہاں ہندوؤں کے چال سے بھی باخبر تھے جب بعض دیوبندی علماء گاندھی کے آلہ کار بننے لگے اور مسلمان قوم کو انگریز کی غلامی سے آزادی دلانے کی کوشش میں انہیں ہندوؤں کی غلامی میں دھکیلنا چاہا تو اس وقت کے علماء اہلسنت ہی نے اس گاندھی چال کو بے نقاب کیا اور دو قومی نظریہ کی بنیاد قائم ہوگئی۔ تحریک مولات کے بانی گاندھی تھے مگر بعض اکابر دیوبند نے گاندھی کی اس تحریک کو اتنی ہوا دی گویا کہ یہ ایک اسلامی عقیدہ ہو۔ گاندھی اور

اس تحریک سے اختلاف رکھنے والوں کو نہ صرف انگریزوں کا ایجنٹ کہا گیا بلکہ ان کے بارے میں فحش گو کلمات بھی کہنے سے دریغ نہیں کیا۔ یہی معاملہ تحریک خلافت کے متعلق تھا، بلکہ بعض حضرات تو گاندھی کے سحر میں ایسے گرفتار ہوگئے کہ اپنا مذہب بھی بھول گئے جیسا النور میں محمد سلیمان اشرف صاحب لکھتے ہیں۔

"گاندھی نے کس حسن تدبیر سے مسلمانوں کو اپنا اور اپنے مذہب کا غلام بنالیا ایک برس بھی گزرنے نہ پایا جو حمایت خلافت سے نہ صرف ہندو دست کش ہوگئے بلکہ اس عیارانہ چال سے خود مسلمانوں ہی کے ہاتھوں نے مسئلہ خلافت کو دھکے دے کر پس پشت ڈال دیا۔ خلیفۃ المسلمین اور امیر المسلمین کی جگہ گاندھی کو دی گئی اب مدعیان اسلام اس کی کوشش کررہے ہیں کہ جہاں تک ہوسکے گاندھی کی محبت وعظمت سے کوئی قلب خالی نہ رہنے پائے۔ کوئی امام مہدی علیہ السلام کا مثیل کہتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ نبوت اگر ختم نہ ہوگئی ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا یعنی نبوت کے ماتحت جو سب سے بڑا رتبہ ومنصب ہوسکتا ہے وہ گاندھی کا ہے کوئی اپنے کو پسرو گاندھی کا کہتا ہے اور اسلام کی نجات اسی کے ہاتھوں سے یقین رکھتا ہے۔

(النور، ص ۴۶، ۴۷، بحوالہ: حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ص ۳۱۔۳۲)

اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی اس حقیقت کا کچھ اس انداز میں پردہ اٹھایا ہے۔

"افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کے دل میں بھی کوئی ایک غیر مسلم کی اس قدر عظمت ہے کہ تمام عالم میں ان کو کوئی مسلمان اس کا ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ ایک ثقہ صورت مسلمان کا مضمون میں نے خود اخبار میں پڑھا ہے کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا۔ استغفر اللہ۔ (سفرنامہ لاہور ولکھنؤ، ص ۳۷۰)

کوئی گاندھی کو نبی کے مثل بتاتا معاذ اللہ کوئی انہیں امیر المؤمنین کے لقب سے نوازتا بلکہ بعض برائے نام مسلمان گاندھی کے اتنے اثیر ہوگئے تھے کہ ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگانے لگے۔ مسلمانوں کے شعار بھولنے لگے ہندو شعار اپنانے لگے تھے، مسلمان بھی آپس میں ملتے وقت السلام علیکم کی دعا کو بھول کر رام رام پکارنے لگے، گائے کی قربانی کو ترک کرنے لگے، ماتھے پہ ٹکیا سجانے لگے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو غدار اور انگریز کے پٹھو قرار دینے لگے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے سب سے پہلے برصغیر کے مسلمانوں کو بیدار کیا کہ مسلمانوں کیلئے یہ

کبھی جائز نہیں کہ وہ ایک غیر مسلم سے تو اپنے معاملات ترک کریں اور دوسرے غیر مسلم کو گلے لگائے اور ان کی غلامی قبول کریں۔ یہی وہ دوقومی نظریئے کی بنیاد تھی جس سے پاکستان کی بنیاد کا خواب معرض وجود میں آ گیا۔

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب بھی دوقومی نظریئے سے متفق تھے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تحریک پاکستان کی حمایت پر دارالعلوم دیوبند بھی شبیر احمد عثمانی صاحب کے خلاف ہو گیا اور ان کو گالیاں تک دینے لگے۔ جیسا کہ شبیر احمد عثمانی صاحب نے اس کا اظہار مکالمۃ الصدرین میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

''دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت (باستثنا ایک دو کے) بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلباء میرے قتل تک کے حلف اٹھائے۔ اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں، بہنوں کی نظر پڑ جاتے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جاتیں۔ کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین، ص ۳۳، بحوالہ حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ص س،۹۶)

تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت پر پورا دارالعلوم دیوبند شبیر احمد عثمانی کے خلاف تھا۔ باباجی مبارک اور شبیر احمد عثمانی صاحب کا تعلق بھی اسی تحریک کی بنیاد پر تھا کیونکہ باباجی مبارک نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلم لیگ کی نہ صرف حمایت کی تھی بلکہ بے شمار قربانیاں دی۔ تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں اہلسنت و جماعت نے جلسے کئے سنی کانفرنسیں کی گئیں اور ہر میدان میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی صاحب، علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب، پیر آف مانکی شریف، مجاہد پاکستان عبدالستار نیازی صاحب، مفتی اعظم علامہ شائستہ گل صاحب، مولانا عبدالعلیم صدیقی صاحب، اور بہت سے اہلسنت و جماعت کے اکابر علماء نے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کے تعلق کی وجہ باباجی مبارک کو مسلک دیوبند سے جوڑنا کہیں سے بھی انصاف نہیں ہے۔ مسلک کا بنیاد عقیدے پر ہوتا ہے نہ کہ افراد سے تعلق پر، تاریخ میں ایسے کئی واقعات موجود ہے کہ باوجود مسلکی اختلاف کے مختلف مکاتب فکر کے لوگ کسی تحریک کی کامیابی کیلئے آپس میں مل بیٹھ کر اور تعلقات رکھے ہیں، جیسا کہ ۱۹۵۳ء میں مجلس عمل تحریک تحفظ ختم نبوت جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے حصہ لیا اور اس تحریک کے قائد ابوالحسنات قادری صاحب تھے، مگر ہر کوئی اپنے مسلک کی وجہ سے پہچانا نہ کہ ابوالحسنات قادری صاحب کی قیادت کی وجہ ان سب مکاتب فکر والوں کو بریلوی کہا گیا۔ اسی طرح متحدہ مجلس عمل میں بھی مختلف مکاتب فکر کے علماء اکھٹے ہوگئے تھے اور امام اہلسنت شاہ احمد نورانی صاحب اس کے قائد وچیئر مین تھے دیوبندی، مودودی، اہلحدیث، شیعہ سب آپ کے زیر قیادت اس مجلس عمل کا حصہ تھے۔ آپس میں تعلق بھی تھا لیکن اس کے باوجود کسی نے فضل رحمن صاحب یا سمیع الحق صاحب لیاقت بلوچ، قاضی حسین احمد صاحب یا منور حسن صاحب کو بریلوی نہیں کہا یہاں تک ان حضرات نے امام نورانی کیساتھ انکی زندگی میں بھی ان سے عقیدت واحترام کا رشتہ قائم رکھا اور آپ کے وصال کے بعد ان کے چہلم اور عرس میں بھی شرکت کی لیکن ان سب کو کوئی بھی بریلوی کہنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کسی تحریک کی بنیاد پر تعلق کو مسلک سے نہیں جوڑا جا سکتا۔

باباجی مبارک نے ۱۳۷۰ھ میں حجاج کے اجتماع میں مفتی اعظم حضرت مولانا شائستہ گل صاحب کا نام امارت کیلئے پیش کیا اور مفتی اعظم قدس سرہ کو حجاج کرام کا امیر مقرر کیا۔ اور سب جانتے ہیں کہ مفتی اعظم قدس سرہ اہلسنت و جماعت بریلوی عقائد کے مبلغ تھے۔

رہی یہ بات کہ باباجی مبارک دیوبند نے کا سفر کیا اور وہاں دارلعلوم میں تقریر بھی کی تھی جس سے بعض حضرات دیوبندی ہونے کی دلیل لاتے ہیں۔ آیئے دارلعلوم دیوبند کے سفر کا پس منظر ملاحظہ کرتے ہیں۔

باباجیؒ مبارک اور دارالعلوم دیوبند کا سفر

باباجی مبارک کے گلشن کے چشم وچراغ حضرت علامہ مولانا محمد شفیق امینی قادری صاحب کی زبان مبارک سے انکا بیان مبارک فقیر (فاروقی) پاس بطور آڈیو ریکارڈ موجود ہے جس میں دارالعلوم دیوبند کے سفر کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ علامہ محمد شفیق امینی صاحب نے فقیر (فاروقی) سے فرمایا کہ ان کے پاس بھی حضرت ہاشم خان صاحب مرحوم کا بیان بطور ریکارڈ موجود ہے۔ حضرت ہاشم خان صاحب مرحوم جن کو وصال ہوئے ابھی چند مہینے ہوئے ہیں۔ جو باباجی مبارک کے ساتھ مختلف اسفار میں ساتھ رہے اور باباجی مبارک کے خاص خدام میں ان کا شمار ہوتا تھا نے مجھ سے یہ بیان فرمایا۔

''باباجی مبارک کا خیال تھا کہ اس کی جماعت ''جماعت ناجیہ صالحہ'' کسی ایسی جماعت کے ساتھ مل جائے جو ملک میں شرعی اصولوں کے پیش نظر اصلاحی اور معاشرتی برائیوں کی روک تھام کرے اور اسلامی نظام کے نفاذ میں کردار ادا کرے۔ اس سلسلے میں باباجی مبارک نے تمام اسلامی جماعتوں کے منشور پڑھے۔ تمام جماعتوں میں جماعت اسلامی کا منشور باباجی مبارک کو پسند آیا مگر باباجی مبارک کو مودودی صاحب کے عقائد سے اختلافات تھا اسی لئے جماعت اسلامی سے رابطہ کیا اور ان کے سامنے آٹھ شرائط رکھے، کہ اگر جماعت اسلامی ان آٹھ شرائط کو مان لیں تو باباجی مبارک اپنی جماعت کا الحاق جماعت اسلامی کے ساتھ کرنے کو تیار ہے۔ ان آٹھ شرائط میں پہلی شرط داڑھی کی مقدار کے بارے میں تھی کیونکہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت داڑھی کے قبضہ برابر رکھنے کے وجوب کے قائل نہیں۔ داڑھی کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ داڑھی صرف اس قدر رکھنی چاہئے کہ جسے عام لوگ داڑھی رکھنا کہیں، اور مقدار معین (مشت برابر) کیلئے کوئی دلیل شرعی نہیں۔ باباجی مبارک اس مسئلہ کے بارے سنت عملیہ متواترہ یعنی داڑھی شریف کے وجوب کے قائل تھے۔ اس مسئلہ کے بارے مودودی صاحب سے ملے اور ان سے فرمایا کہ داڑھی کے متعلق آپ کی جو رائے ہے وہ غلط ہے اس مسئلے کے بارے میں ہمارے پاس دلائل موجود ہیں اگر چاہو تو وہ ہم پیش کرنے کیلئے تیار ہیں مودودی صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اسی مسئلے پر گفتگو کرنے کیلئے باباجی مبارک مودودی سے ملنے کیلئے پٹھان کوٹ روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ کتابیں بھی لے گئے تاکہ مودودی صاحب کو قائل کر سکیں۔ چونکہ ان دنوں مودودی صاحب پٹھان کوٹ میں قیام پزیر تھے، باباجی مبارک مودودی صاحب سے ملنے ان کے گھر پر گئے مگر

مودودی صاحب نے ملاقات نہیں کی۔ باباجی مبارک نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا مگر آپ کے ساتھیوں میں کسی نے اپنا مدعا ظاہر کیا کہ جب ہم ہندوستان آگئے ہیں تو یہاں پر دارالعلوم دیوبند بھی جانا چاہئے جو ایک علمی مرکز ہے اور صوبہ سرحد کے پختون طلباء کافی تعداد میں یہاں علم حاصل کر رہے ہیں ان سے ملاقات بھی ہو جائے گی، باباجی مبارک نے اس تجویز کو قبول کیا اور وہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، جب دارالعلوم دیوبند میں یہ خبر پھیل گئی کہ حاجی محمد امین باباجی مبارک تشریف لائے ہیں تو وہاں موجود پختون طلباء میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور باباجی مبارک سے ملنے کیلئے تشریف لاتے رہے۔ اور اپنے عقیدت کا اظہار کرنے لگے۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں تقریباً ۴۰۰ کے قریب پختون طلباء پڑھ رہے تھے۔ ان طلباء نے باباجی مبارک کو خوب عزت دی اور آپ کی آمد پر اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ جب دارالعلوم دیوبند کے منتظمین، اساتذہ اور شیوخ نے دارالعلوم کے طلباء کا یہ جذبہ عقیدت ملاحظہ کیا تو انہیں یہ بات اچھی نہیں لگی، اور ان کے دل میں تعصب کی آگ بھڑک اٹھی، ان شیوخ کا خیال تھا کہ باباجی مبارک صرف صوفی پیر ہیں اور شریعت کے عالم نہیں، اسی لئے وہاں کے شیوخ نے یہ مشورہ کیا باباجی صاحب کو وعظ کی دعوت دی جائے، یہ شیوخ سمجھتے رہے کہ باباجی عالم نہیں ہیں، اور علماء دیوبند کے سامنے تقریر نہیں کر سکیں گے جس سے یہ پختون طلبہ شرمندہ ہو جائیں گے، تب جا کے ہم ان طلباء کو بتا دیں گے آپ لوگ ایک ایسے شخص کے معتقد ہیں اور تعظیم کرتے ہیں جن کو شریعت کا علم ہی نہیں ہے۔ دیوبندی شیوخ کے اس چال کے بارے میں ان طلبہ کو خبر مل گئی تو ان کی کوشش رہی کہ باباجی مبارک وعظ ونصیحت کی اس دعوت کو قبول نہ کریں کیونکہ اگر باباجی مبارک کوئی ایسی ویسی بات تقریر کے دوران کہے تو اس سے باباجی مبارک پر تنقید کا موقع مل جائے گا (یہ بات وہاں کے ایک طالب علم نے ہاشم خان صاحب کو بتائی جو بعد میں چارسدہ کے تبلیغی مرکز کے سابق امیر رہ چکے ہیں) جب باباجی مبارک کو دعوت دی گئی تو طلباء نے باباجی مبارک سے کہا کہ باباجی آپ آرام فرمائیں کیونکہ آپ تھکے ہوئے ہیں لیکن باباجی مبارک نے ان کی دعوت کو قبول فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد ایک طالبعلم اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور باباجی مبارک کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ سرحد پختون علاقے سے ایک صوفی حضرت تشریف لائے ہیں جو ہمیں اپنے مواعظ حسنہ ہمیں نوازیں گے اس اعلان کو سنتے ہی وہاں کے شیوخ متوجہ ہوئے کہ کیا بیان کریں گے۔ باباجی مبارک نے بیان شروع کیا تو حمد ودرود شریف کے بعد ایک حدیث مبارکہ پڑھی اور پھر فرمایا کہ یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے میں دارالعلوم دیوبند کے علماء کے سامنے لب کشائی کر رہا ہوں۔ پھر

باباجی مبارک نے فرمایا کہ میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک حدیث مبارکہ تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ اس سے پہلے کہ میں اس حدیث مبارکہ پر نحوی، صرفی، لغوی، منطقی تحقیق پیش کروں آپ حضرات پر واضح کردوں کہ یہاں دارالعلوم دیوبند میں جو بات میں نے محسوس کی وہ یہ کہ یہاں علم تو ہے مگر یہاں ادب و تعظیم بالکل ہی نہیں۔ ان خیالات کا اظہار بالکل کھلے الفاظ میں بیان کیا پھر حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے دو گھنٹے اسی حدیث مبارکہ پر تقریر فرمائی، باباجی مبارک نے جب تقریر ختم فرمائی تو وہاں موجود حضرات آپ کے عقیدت میں کھڑے ہوگئے اور بڑے تعظیم ومحبت سے ملنے لگے۔ جن حضرات نے یہ پلان بنایا تھا کہ باباجی مبارک علمی تقریر نہیں کرسکیں گے وہ خود شرمندہ ہوگئے، اب وہ سمجھے کہ یہ صرف ایک صوفی ہی نہیں بلکہ بڑے عالم دین بھی ہیں۔ باباجی مبارک پر دیوبند کی اصلیت ظاہر ہوگئی تھی اسی وجہ سے وہاں بھی بغیر کسی جھجک اور خوف کے ان کے عیوب بیان فرمائے۔ اسکے اگلے ہی دن باباجی مبارک وہاں سے دہلی روانہ ہوئے۔ اور اس کے بعد پھر نہ کبھی باباجی مبارک دیوبند گئے اور نہ دارالعلوم دیوبند سے کوئی تعلق رکھا اور نہ کبھی دیوبند کے بارے کسی قسم کا ذکر کیا۔ وہاں سے دہلی جامع مسجد کے امام صاحب کی دعوت پر دہلی جامع مسجد گئے وہاں نماز پڑھی نماز کے بعد باباجی مبارک نے ان سے بیان فرمایا کہ یہاں نماز میں نمازی قومہ اور جلسہ خیال نہیں رکھتے اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔'' (روایت ہاشم خان مرحوم)

جعفر خان صاحب آف کلابٹ ضلع صوابی بیان کرتے ہیں کہ

''میرے ایک کرنل صاحب دوست تھے اس نے مجھ سے کہا کہ باباجی مبارک سے پوچھ لوں کہ اپنے بچوں کو غلام خان صاحب کے مدرسے میں دینی علوم کیلئے داخل کروادوں؟ میں نے اس بارے میں جب باباجی مبارک سے بات کی تو باباجی مبارک نے فرمایا کہ جعفر خانہ اپنے دوست سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے بچوں کو غلام خان کے مدرسے میں داخل کروادیں تو ان کے بچے علم تو سیکھ لیں گے مگر بے ادب گستاخ اور بدعقیدہ بن جائیں گے''۔ جعفر خان صاحب کا یہ بیان علامہ محمد شفیق امینی صاحب کے ویڈیو ریکارڈ موجود ہے۔

باباجی مبارک وہی عقائد رکھتے تھے جن پر دیوبندی حضرات شرک وبدعت کا الزام لگاتے ہوئے ان عقائد کو بریلوی عقیدہ بتاتے ہیں۔ آیئے چند ایسے عقائد کا ذکر کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک یا تو شرک ہے یا بدعات!

امام مجدد اعلیٰ حضرت اور باباجی مبارک ہم عقیدہ تھے

عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ

شیخ گل باباجی دامت برکاتہم عالیہ فرماتے ہیں کہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) میں عید میلاد النبی کی تجدید کسی نے کی ہے تو وہ عاشقِ صادق حاجی محمد آمین باباجی مبارک ہیں۔ باباجی مبارک دور دراز مختلف علاقوں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے منعقد کرواتے تھے۔ اور ان میں شرکت کیلئے خود تشریف لے جاتے تھے۔

باباجی مبارک اپنے رسالہ ''الصادقہ'' میں لکھتے ہیں، پشتو عبارت کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''مولود شریف (میلاد شریف) کا اصل مطلب یہی ہے کہ حضور محبوب کریم ﷺ کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ محبوب کریم ﷺ کے میلاد ہی کی وجہ سے دنیا وآخرت کی تمام سعادتیں نصیب ہوئی ہیں۔ یعنی اگر حضور محبوب کریم ﷺ پیدا نہ ہوتے کائنات بھی پیدا نہ ہوتا اور دونوں جہاں کی سعادتیں کسے نصیب ہوتیں۔ اگرچہ صحابہ کے زمانے اس طرح کا میلاد نہیں منایا جاتا رہا لیکن بعد میں اچھی نیت سے بزرگان دین نے اس بدعت حسنہ کو قائم ودائم رکھا یہ میرا یقین کامل ہے کہ جن بزرگان دین نے اس اچھے عمل کو شروع کیا ہے اللہ عزوجل تا قیامت ان کو اس کا اجر عطا فرماتا رہے گا۔ چھٹی صدی سے اس نیک عمل کا باقاعدہ آغاز ہوا اور اس وقت کے جلیل القدر علماء نے اس عمل کو بدعت حسنہ کہا ہے۔''

(الصادقہ، جلد۲، نمبر۲۸۔ ص۲، ۳۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

اس کے بعد میلاد النبی کی فضیلت اور اس کے اجر وثواب کے بارے میں اسی رسالہ ''الصادقہ'' میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ ''جب نبی کریم ﷺ نے پہلی بار نبوت کا اظہار فرمایا تھا تو بدقسمت ابولہب ہی نے حضور ﷺ پر پتھر برسائے تھے، اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں سورہ لہب نازل فرما کر مذمت فرمائی، حضور ﷺ کے دشمنوں میں سب سے بدترین دشمن ابولہب ہی تھے۔ لیکن جب حضور ﷺ کی ولادت کی شب جب ابولہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی بشارت سنائی گئی تو ابولہب نے اسی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابولہب کو خواب

میں دیکھا تو پوچھا اے ابولہب تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کے عذاب میں مبتلا ہوں اور دوزخ میرا مسکن بن گیا ہے، لیکن پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے کیونکہ اسی دن میں نے حضور ﷺ کی پیدائش پر خوشی منائی تھی اسی خوشی کی برکت سے پیر کے دن میری انگلیوں کے درمیان سے مجھے پانی ملتا ہے جسے میں پی جاتا ہوں۔ جب ابولہب جیسے بدترین دشمن کو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں ایک دن دوزخ میں رہتے ہوئے آرام مل سکتا ہے تو پھر الحمد للہ ہم تو مسلمان ہیں اور حضور ﷺ پر ہمارا ایمان کامل ہے، تمام کائنات اور اس کی تمام خوشیاں حضور ﷺ کے در مبارک کے خاک پر ہر لحہ فدا ہوں ، اگر ہم اچھی نیت سے یوم ولادت کے موقع پر خوشیاں منائیں اور محفلیں منعقد کریں تو حضور ﷺ کی خاطر اللہ عزوجل ہم سے ضرور راضی ہوگا۔ (الصادقہ، جلد ۲، نمبر ۲۸۔ ص ۳، ۴۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

بعض لوگ اکثر ذہنوں میں یہ اشکال پیدا کرتے ہیں باباجی مبارک میلاد تو مولود کے نام سے مناتے تھے اور اب اسے عید میلاد کے نام سے منایا جاتا ہے یہ عید کہاں سے آ گیا۔ تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ باباجی مبارک بھی عید میلاد ہی مناتے تھے اور مولود شریف جب منایا جاتا تھا تو اس کا نام بھی عید میلاد ہوتا تھا جیسا کہ باباجی مبارک اپنے رسالہ ''الصادقہ'' میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ ''عید میلاد حضرت محترم اشرف الانبیاء والمرسلین سیدنا جیبنا وکریمنا محمد رسول اللہ محبوب رب العالمین علیہ افضل الصلاۃ والسلام عدد علم اللہ تعالیٰ'' (الصادقہ، ص، ۱۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰)

غور فرمائیے اس میں واضح الفاظ میں میلاد کے ''عید'' کیا لفظ بھی موجود ہے۔

باباجی مبارک کے زیر سرپرستی محفل عید میلاد النبی ﷺ کے احوال

رسالہ الصادقہ میں محفل عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے جو روئیداد چھپی ہے آئیے وہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

''پانچ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مرکز جماعت ناجیہ صالحہ مجاہد آباد میں گزشتہ برسوں کی طرح معمول کے مطابق نہایت برکت کے ساتھ مبارک شرعی امور کے مطابق میلاد النبی ﷺ منایا گیا۔ نور مبارک: جملہ مخلوقات سے قبل نورِ محبوب کریم ﷺ کے پیدائش سے لے کر ولادت با سعادت تک کا اجمالی بیان بڑے شان، ادب و تعظیم اور نہایت احترام سے کیا گیا۔ شبقدر کے نعت خوان محمد کریم صاحب اور دوسرے نعت خوانوں نے حضور ﷺ کی توصیف میں نعتیں پڑھیں، حاضرین نہایت

شوق جذبے سے سنتے رہے اور درود شریف کے نذرانے پیش کرتے رہے۔'' (الصادقہ، ص ۳۔ ۱۰ ربیع الاول، ۱۳۷۰ھ، مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰ء)

''حاضرین بڑے شوق وذوق سے بلند آواز میں کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے رہے۔ اور آخر میں مرحبا مرحبا نعت شریف تمام حاضرین نے مل کر پڑھا۔'' (الصادقہ، ص ۴۔ ۱۰ ربیع الاول، ۱۳۷۰ھ، مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰ء)

واضح ہوا کہ باباجی مبارک عید میلاد النبی ﷺ بڑے تعظیم واحترام سے مناتے رہے، محفل میلاد میں نعت خوانی اور درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے تھے، ذکر بالجہر فرماتے تھے، مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند کرتے رہے۔ باباجی مبارک قیام بھی فرماتے تھے اور قیام میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے۔

قیام کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ

رسالہ ''الصادقہ میں باباجی مبارک نے قیام کا جواز بھی لکھا ہے۔ آئیے قیام کے بارے میں باباجی مبارک عقیدہ پڑھتے ہیں۔

''محبوب کریم ﷺ کے ذکر ولادت کے موقع پر قیام کرنا بہترین عمل ہے۔ علمائے حرمین شریفین کافی اہتمام سے قیام کے جواز کے قائل ہیں۔ اتنے بڑے بڑے اکابرین اور جلیل القدر علماء نے قیام کو بہترین عمل قرار دیا ہے جن کے بارے میں کوئی غلط رائے دینا شریعت کے لحاظ سے حرام ہے۔ خصوصاً جناب محترم حاجی مبارک حضرت امداد اللہ مہاجر مکی نے اس قیام کے بارے میں بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ اس کیلئے انکی کتاب کلیات امدادیہ فیصلہ ھفت مسئلہ کو دیکھنا چاہئے۔ یہاں تبرک کیلئے جناب عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا محبت بھرا حوالہ پیش کرتا ہوں۔'' القیام عند ولادتہ ﷺ لا انکار فیہ فانہ من البدع المستحسنۃ و قد افتیٰ جماعۃ با ستحبا بہ عند ذکر ولادتہ . و قال جماعتہ بوجوب الصلوٰۃ علیہ عند ولادتہ من باب التعظیم والاکرام . قال مؤلفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والذی ارسلہ رحمۃ للعٰلمین لوستطعت القیام علی رأسی لفعلت ابتغی بذالک الزلفی عنداللہ عزوجل والنشد بعضھم۔

(الصادقہ، جلد ۲، نمبر ۲۸۔ ص ۴، ۵۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

"بعض لوگ میلاد شریف کے موقع پر قیام کی مخالفت کرتے ہیں اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ میں نے بذات خود نبی کریم ﷺ کی تعظیم میں میلاد کے موقع پر قیام کیا ہے۔ اور جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا ہے، میں نے بھی اسی قیام میں لطف و سرور محسوس کیا ہے۔"

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۶۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

باباجی مبارک کی نعت شریف مرحبا مرحبا جو عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر پڑھتے تھے۔

کړو رنړا کونو مکان ستا مخ منور مرحبا   مرحبا یا مرحبا یا مرحبا یا مرحبا
نازنین محبوبه د الله اکبر مرحبا   مرحبا یا مرحبا یا مرحبا یا مرحبا
الصلوٰة والسلام اے شمع بزم انبیاء   ته د جمله مرسلانو رب کړے سرور مرحبا
مرحبا یا مرحبا یا مرحبا یا مرحبا

باباجی مبارک محفل میلاد کے آخر میں یہ نعت پڑھتے تھے۔ دیکھا جائے تو باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کی شاعری میں کتنی مناسبت ہے۔ اکثر میلاد کے محفلوں میں اعلیٰ حضرت امام مجدد کا یہ کلام پڑھا جاتا ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام   شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اب دیکھئے باباجی مبارک کے اس شعر کیساتھ کتنی مناسبت ہیذ راغور فرمائیے!

الصلوٰة والسلام اے شمع بزم انبیاء
ته د جمله مرسلانو رب کړے سرور مرحبا

اگلے صفحات میں اس مناسبت پر پورا باب قائم کیا گیا ہے وہاں تفصیل ملاحظہ کریں۔

آج کل دیوبندی وہابی حضور ﷺ کے میلاد منانے اور قیام کو حرام اور بدعت اور بعض جاہل شرک کہتے ہیں۔ تو باباجی مبارک کے بارے میں یہ کہنا کہ حاجی محمد امین باباجی مبارک دیوبندی مسلک رکھتے تھے یقیناً باباجی مبارک پر الزام لگانا ہے کیونکہ باباجی مبارک کے ان عقائد کو تو دیوبندی حضرات بدعت اور شرک کہتے ہیں۔ میلاد و قیام کے بارے میں امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری افغانی سنی حنفی اور عاشق صادق باباجی مبارک کا عقیدہ مشترک ہے۔ باباجی مبارک نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر "مواد خیر البشر" نام سے کتاب بھی لکھی۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اس موضوع پر

"اقامة القیامة علیٰ طاعن القیام لنبی التہامہ" لکھی ہے۔ جو فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶، ص ۴۹۵ تا ۵۵۴ میں موجود ہے۔ جس کا مطالعہ فائدہ مند ہے اسمیں تمام اشکلات کے جوابات موجود ہیں۔

باباجی مبارک اور عقیدہ نورانیت مصطفیٰ ﷺ

باباجی مبارک رسالہ "الصادقہ" میں میلاد شریف کے بیان میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایک صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے دربار میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تمام مخلوقات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاءِ نور نبیك من نورہ۔ الخ یعنی اے جابر بیشک اللہ عزوجل نے سب اشیاء سے قبل تیرے نبی کا نور اپنے نور سے تخلیق فرمایا۔ اس حدیث مبارکہ سے نور محمدی ﷺ کی اولیت حقیقۃً ثابت ہے۔ اور جملہ اشیاء اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضور ﷺ کے نور ہی کے فیض سے پیدا فرمائے۔ تفسیر روح البیان نے سورہ سجدہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ جسے کشف الاسرار نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا تو اس نور کو اپنی قربت میں رکھا اور اس نور پر ہر روز ۷۰ ہزار بار (ستر ہزار بار) رحمت کی نگاہ ڈالتے اور ہر بار ایک نئے نور سے نوازتے۔ اور عزت و اکرام کی نوازشوں سے سرفراز فرماتے۔"

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۷، ۸۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

"یہ نور مبارک جب آدم علیہ لسلام کی پیشانی ظاہر میں جلوہ نما ہوا تو تب روح آدم علیہ السلام کے جسم داخل ہو گیا۔ جب آدم علیہ السلام گویا ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے الحمد للہ کہا پھر عرش عظیم پر اس کلمہ کو ملاحظہ فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ، پھر یہ نور آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا، اور پھر یہ نور مبارک موحدین کے پاک پشتوں سے ہوتا ہوا حضور ﷺ کے والد مبارک عبداللہ بن عبد المطب کو منتقل ہوا۔"

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸۔ ص ۸۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

معلوم ہوا کہ باباجی مبارک کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ اول الخلق نور بھی اور افضل البشر بھی

ہیں۔آج کل دیوبندی حضرات حضور ﷺ کیلئے نورانیت کے اس عقیدے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔
باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ مسئلہ نورانیت کے متعلق بھی مشترک تھا۔امام مجدد اعلیٰ حضرت نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے اثبات پر (۱) ''صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ ﷺ'' (۲) ''رسالہ نفی الفئی عمن استنار بنورہ کل شئی'' (۳) ''قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام'' (۴) ''ھدی الحیر ان فی نفی الفئی عن سید الاکوان'' کے نام رسائل لکھے ہیں۔ان رسائل سے استفادہ حاصل کرنے کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ٦٥٧ تا صفحہ ۷۷۲ ملاحظہ کریں۔

جہر کیساتھ (اونچی آواز میں) درود شریف کے متعلق باباجی مبارک کا عقیدہ

درود شریف کے فضائل پر باباجی مبارک کی ایک مستقل کتاب بنام ''تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ'' تصنیف کی ہے جس کے تمہید میں باباجی مبارک رقم فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''اسلامی بھائیوں کیلئے یہ ایک رسالہ لکھا ہے جس میں حضور ﷺ کی روح اور ذات مبارک پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان اور آیۃ ان اللہ و ملٰئکتہ الخ کے فضیلت کا بیان درود شریف کے پڑھنے اور استحباب کے بیان اور جہر کے ساتھ درود شریف کی فضیلت کا بیان اور مجمع میں مل کر درود شریف پڑھنے کا بیان اور ہر آن ہر پاک مکان میں خصوصاً بعد نمازِ پنجگانہ قبل دعا آیۃ مبارکہ جہر کے ساتھ ان اللہ و ملٰئکتہ الخ کے بعد درود شریف کے فضیلت کے بیان میں۔

(تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ، ص ٦)

اسی کتاب کے باب دوم میں باباجی مبارک جہر کے ساتھ درود شریف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آیت کریمہ ان اللہ و ملٰئکتہ الخ کے بعد جہر کے ساتھ درود شریف کا پڑھنا سب پر واضح ہے۔لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ مبارک اور عیدین کے خطبے میں ضروری ہے یعنی امام یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائے تو سب سامعین کیلئے ضروری کہ وہ جہر کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطبے کا سننا ضروری ہے۔تو معلوم ہوا کہ جب بھی یہ آیت کریمہ تلاوت ہو امر بالمعروف کے بیان میں یا درود شریف کے بیان میں تو سامعین کیلئے ضروری ہے کہ وہ جہر کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔اور کوئی بھی جاہل اسمیں کلام کرے وہ ظالم ہے۔

(تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ، ص ۱۳)

اسی باب میں تنبیہ کرتے ہوئے باباجی فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''جب یہ آیت (ان اللہ و ملٰئکتہ الخ) کریمہ پڑھی جائے اور سامعین جہر کے ساتھ درود شریف پڑھ لیں تو وہ کونسا ازلی بدنصیب ہوگا کہ اس جہر کے ساتھ پڑھنے والے درود شریف کو بدعت کہیں اور اس کے قائل کو مبتدع کہہ ڈالیں۔'' (تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ، ص ۱۴)

تفصیل کیلئے مذکورہ کتاب کی طرف رجوع کی جائے جس میں جہر کیساتھ درود شریف پر اشکالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔اور نماز کے بعد اونچی آواز میں آیت کریمہ (ان اللہ و ملٰئکتہ الخ) کی تلاوت اور جہر کیساتھ درود شریف مل کر اجتمائی صورت میں پڑھنے پر دلائل دیئے گئے ہیں۔درود شریف کی فضیلت پر بہترین تالیف ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحب علم اس کتاب کا اردو ترجمہ کریں تا کہ اردو سمجھنے والے حضرات بھی اسی کتاب سے مستفید ہوں۔

درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ

باباجی مبارک حضور ﷺ پر حرف ندائے ''یا'' کے ساتھ درود شریف پڑھتے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھتے تھے جیسا اپنی تصنیف من الرب الرحیم میں لکھتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدنا و نبینا و حبیبنا و کریمنا و قرۃ اعیننا یا رسول اللہ. الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یا جمال ملكِ اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یانور عرش اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یاخیر خلق اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یاشفیع المذنبین عنداللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یامن ارسلہ اللہ تعالیٰ رحمۃ للعٰلمین، الصلوٰۃ والسلام علیك یامراد المشتاقین۔

(من الرب الرحیم، ص ٦)

کتاب ''دیوان مداح'' کے صفحہ ۱۷ پر خطاب ''یا'' سے صلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام یا محمد　　وسیلہ دِ شہ مقام یا محمد

کتاب ''گلدستہ مدینہ منورہ'' کے صفحہ ۳۶ پر خطاب ''یا'' اور ''علیکم'' سے سلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

یا نبی سلام علیکم یا رسول سلام علیکم
یا حبیب سلام علیکم صلوٰۃ اللہ علیکم

کتاب ''دیوان مداح'' کے صفحہ ۱۵۴ پر خطاب ''علیک'' سے سلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

اے دلدار او دلربا سلام علیک کل خوبانو کے زیبا سلام علیک

کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۶۴، ۶۵ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

جهان روخان ستا په جمال علیک صلی اللہ
رب مو نصیب کړه ستا وصال علیک صلی اللہ

کتاب ''لا حولہ ولا قوۃ الا باللہ'' کے صفحہ ۱۲، اور کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۱۳ پر خطاب ''علیک'' سیصلوٰۃ ان الفاظ میں پیشکرتے ہیں۔

افسوس چه بیا راغلو لتا علیک صلی اللہ
روحی فدا روحی فدا علیک صلی اللہ

کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۸۶، ۸۷ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

هر لحظه و هر آن علیک صلی اللہ محبوبه د سبحان علیک صلی اللہ

کتاب ''من الرب الرحیم'' کے صفحہ ۱۱۷ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

د رب د لوئے علم په شمار علیک صلی اللہ
په ډیر تعظیم ادب وقار علیک صلی اللہ

کتاب ''روضۃ الحبیب'' حصہ اول، ص ۴۷ پر خطاب ''علیک'' سے صلوٰۃ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

په شمار د علم د مولا علیک صلی اللہ
زار شمه زار شمه بیا بیا علیک صلی اللہ

کتاب ''بہار مدینہ'' کے صفحہ ۵۳، ۵۴، ۵۵ پر خطاب ''یا'' اور ''علیک'' سے سلام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

السلام علیک یا بدر تمام
السلام علیک یا نور الظلام

السلام علیک اے صاحب وفا
السلام علیک اے صاحب صفا

السلام علیک یا صدر العلیٰ
السلام علیک یا نور الہدیٰ

تفصیل کیلئے باباجی مبارک کے کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

دیوبندی حضرات تو خطاب کے ساتھ درود شریف، جہر کے ساتھ درود شریف اور مل کر اجتماعی صورت میں درود شریف پڑھنے اور نماز کے بعد آیت کریمہ (ان اللہ و ملـئِکتہ الخ) کی تلاوت اور درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں تفصیل کیلئے دیوبندی مولوی مفتی زرولی خان صاحب کی کتاب ''بدعتیوں کا درود و سلام'' ملاحظہ ہو۔ دیکھا جائے تو باباجی مبارک کی تصنیف ''تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ'' مولوی زرولی خان صاحب مفتی احسن العلوم کراچی کے رسالے کا تفصیلی رد ہے۔ گویا کہ زرولی خان صاحب کی تصنیف کا رد پہلے سے باباجی مبارک نے رقم کیا تھا۔ جہر کیساتھ درود شریف کے متعلق باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ بھی مشترک ہے۔

حرف ''ضاد'' کے متعلق باباجی مبارک کا عقیدہ

باباجی مبارک اپنے رسالہ ''الصادقہ'' میں حرف ''ضاد'' کے متعلق لکھتے ہیں۔

''مسئلہ'' ولا الضالین'': یہ فتنہ اب چونکہ کمزور پڑ گیا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ فتنہ اور بھی کم ہو جائے گا، جیسا کہ بعض جاہل اور بدبخت لوگ ''ضاد'' کو بہ آواز ''ظا'' پڑھتے ہیں۔''

(الصادقہ، جلد ۲، نمبر ۲۸، ص ۶۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

''نماز ایک فرض عمل ہے اور اسمیں قرأت بھی فرض ہے۔ اور ''ضاد'' کو ''ظا'' کے مشابہ پڑھنا یقیناً غلط ہے جس سے نماز نہیں ہوتی۔ اور الحمدللہ ہم نے اس مسئلے افغانستان، باجوڑ، مھمند، پشاور میں مناظرے کر کے فتح حاصل کی ہے۔ اور ہمارے پاس اس فتنیکے رد میں علمی دلائل اور کتب موجود ہیں۔''

(الصادقہ، جلد۲، نمبر ۲۸، ص ۶، ۷۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء)

اسی مسئلہ پر باباجی مبارک علماء حرمین شریفین سے فتویٰ لائے جس میں علماء حرمین شریفین نے واضح الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ حرف ''ضاد'' بہ آواز ''ظا'' غلط اور غیر صحیح ہے۔ یہ فتویٰ باباجی مبارک کی تصنیف ''روضۃ الحبیب'' میں شایع ہو چکا ہے۔ جس پر علماء حرمین شریفین کی تصدیقات موجود ہیں۔ السید محمد علوی مالکی مکۃ المکرمہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق بھی اس فتویٰ پر موجود ہے۔

اسی مسئلہ پر باباجی مبارک نے ایک رسالہ بنام ''الحق'' بھی پشتو زبان میں لکھا۔

مسئلہ ''ضاد'' پر باباجی مبار اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ بھی مشترک ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری حنفی نے اس مسئلہ پر باقاعدہ تصانیف لکھے ہیں اور جامع گفتگو کی ہے۔ ان میں ''الجام الصاد عن سنن الضاد'' یعنی ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا۔ اور ''رسالہ نعم الزاد لروم الضاد'' یعنی ضاد کے پڑھنے کا طریقہ۔ اس مسئلے کے بارے میں تحقیق کیلئے ان رسائل کا مطالعہ ضروری ہے۔ امام مجدد کے نزدیک بھی حرف ضاد کو بہ آواز ظا پڑھنا جائز نہیں۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶، ص ۲۸۶ تا ۳۲۲ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ اذان علی القبر اور باباجی مبارک

اکثر بلاد اسلامیہ میں میت کی بھلائی اور خیر کیلئے قبر میں تدفین کے بعد ان کے قبر پر اذان دیا جاتا ہے تاکہ میت اس سے مانوس ہو جائے اور اس سے میت کو فائدہ ہو، اور قبر میں میت کیلئے سوال و جواب کی آسانی پیدا ہو جائے۔ علماء اس عمل کے استحباب کے قائل ہیں۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت نے بھی اذان برقبر پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اور اسے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ مگر بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں اور اسے صرف بریلوی مکتبہ فکر کا عمل سمجھتے ہیں۔ استاد العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالمنان

صاحب حق باباجی قدس سرہ شہباز گڑھی مردان کے بہت ہی بڑے عالم دین اور استاد العلماء تھے۔ آپ بریلی شریف مدرسہ منظر الاسلام اور دار الاحناف لاہور میں مدرس رہ چکے ہیں صاحب حق کے لقب سے یاد کیئے جاتے ہیں۔ صاحب حق باباجی سے اذان برقبر پر سوال کیا گیا تو آپ نے اس مسئلہ پر ایک فتویٰ بنام ''منافع التاذین علی قبر التدفین'' مرتب کیا جس میں اذان برقبر پر اعتراضات کے جوابات دیئے گئے اور جو لوگ اس عمل کو بدعت سے تعبیر کرتے ہیں ان کا بھرپور رد لکھا گیا۔ اور یہ ثابت کیا گیا کہ اذان برقبر نہ صرف جائز ہے بلکہ اس سے میت کو آرام وراحت میسر ہوتی ہے، کہ یہ مذہب صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہی نہیں بلکہ ائمہ اربعہ کا ہے۔ اور منکر سماع اذان میت اور دیگر اوراد معتزلی ہے۔ اس فتویٰ کو صاحب حق عبدالخالق الحنفی گڑھی کپورہ اور امام اہلسنت عبدالمنان صاحب حق باباجی نے مل کر لکھا۔ یہ فتویٰ ۱۹۵۰ء میں شایع کیا گیا جس پر خیبر پختونخواہ (صوبہ سرحد) بہت سے اکابر علماء کے تصدیقات موجود ہیں، جو اس عمل کو جائز اور مستحب مانتے ہیں۔ حضرت مولانا عاشق صادق محمد امین باباجی مبارک بھی اذان برقبر کے قائل تھے۔ اس فتوے پر باباجی مبارک اور مولانا محمد اسرائیل اتمانزئی کے تصدیقات بھی موجود ہیں۔ اذان برقبر کے مسئلے پر باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ مشترک تھا۔ دونوں صاحبین اذان برقبر کے قائل تھے۔

حدائق بخشش اور باباجی مبارک کا کلام

امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور عاشق صادق مجاہد کبیر الحاج محمد امین باباجی مبارک رحمۃ اللہ علیہ دونوں صاحبین کی شاعری کا موازنہ کیا جائے تو ان کا محور صرف ایک ہی ہے اور وہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں فنائیت۔ جب بھی یہ حضرات شعر کہنے کیلئے لب کشائی فرماتے ہیں تو ان کے الفاظ کی لڑیاں نعت مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں دلوں کیلئے تسکین کا باعث بنتی ہے۔ جہاں باباجی مبارک نے اپنے اشعار میں نبی کریم ﷺ کے عشق میں خود کو فنا کرنا چاہا وہاں امام مجدد نے بھی عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنا تن من دھن پھونک دیا۔ آیئے حدائق بخشش اور باباجی مبارک کے کلام کا موازنہ کرتے ہیں کہ دونوں میں کتنی مناسبت اور ہم آہنگی موجود ہے۔ کہ ان حضرات نے اپنے عشق کو کس انداز میں پیش کیا اور کس طرح ان حضرات نے ایک دوسرے کے عقائد کی ترجمانی کی۔

ندا "یا" کے ساتھ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خطاب

"ندا" "یا" کے ساتھ خطاب کے بارے میں باباجی مبارک کا عقیدہ آپ کے اشعار اور نعتوں سے واضح ہے۔ لیکن یہاں میں ایک واقعہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ واقعہ حضرت علامہ محمد شفیق امینی صاحب نے سنایا اور انہیں باباجی مبارک کے نواسے جناب رضوان اللہ صاحب نے سنایا جو ابھی تک حیات ہیں اللہ ان کی عمر میں برکت فرمائے۔ رضوان اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ باباجی مبارک نے عید میلاد النبی ﷺ کا ایک پوسٹر لگایا تھا جس پر "یا اللہ" اور "یا رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ باباجی مبارک جب اپنے گھر تشریف لے گئے تو وہاں اکوڑہ خٹک مدرسے سے آئے ہوئے ایک مہمان نے پوسٹر میں لکھے ہوئے "یارسول اللہ" سے حرف ندا "یا" کو مٹا دیا۔ اور وہاں سے چل دیئے۔ جب باباجی مبارک تشریف لائے اور پوسٹر پر نظر پڑی تو بے اختیار کھڑے ہوگئے اور جلال میں آگئے غصہ رخ مبارک پر عیاں تھا اور گرجتے ہوئے پوچھا کہ اس "یارسول اللہ" سے یہ "یا" کس نے مٹایا ہے تو ہم نے جواب دیا کہ اکوڑہ خٹک سے آئے ہوئے اس مہمان نے۔ یہ سن کر باباجی نے فرمایا اگر میں اس بدبخت کو یہ حرکت کرتے ہوئے پالیتا تو اس کا کام تمام کر کے واصل جہنم کرتا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت "یا" سے خطاب کی تعلیم فرماتے ہیں۔ جیسا کہ "حدائق بخشش صفحہ ۹۸، ۱۰۰ پر فرماتے ہیں۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا — مفلسو سامانِ دولت کیجئے
یا رسول اللہ دہائی آپ کی — گوشمالِ اہل بدعت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

امام مجدد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہ کے اس شعر پر غور کیجئے جس کہا گیا ہے۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا — مفلسو سامانِ دولت کیجئے

حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا

صحابہ کرام اور اولیاء امت ہمیشہ سے نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کر کے آئے ہیں۔ آج کل کچھ کم فہم حضرات اسے شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک نے نعتوں میں حضور ﷺ سے فریاد اور مدد طلب کی ہے۔ حضور ﷺ سے مدد طلب کرنے پر امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اور عاشق صادق باباجی مبارک کا عقیدہ مشترک ہے۔ آیئے پہلے باباجی مبارک کے نعتوں سے چند اشعار ملاحظہ کرتے ہیں جن میں حضور ﷺ سے مدد طلب کی گئی ہے۔ باباجی مبارک کے نعت شریف کو بھی غور سے ملاحظہ کیجئے جس میں باباجی مبارک نے بھی نعرہ یارسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے اپنی فریاد بیان کی جو کہ دیوانِ مداح صفحہ ۲۳۵ پر اردو کے اس نعت شریف موجود ہے۔

یارسول اللہ ﷺ

گدائی کمترین ہوں میں تمہارا یارسول اللہ — نہ چھوڑو بے نوا مجھکو خدارا یارسول اللہ
رکھا ہے تاجِ عزت ذوالمنن نے آپ کے سر پر — عطا کرو وصل کا صدقہ گدارا یارسول اللہ
تمامی انبیاء میں ہوئے ہو برگزیدہ تم — نہیں کوئی بشر تجھ سا پیارا یارسول اللہ
نہ ہوگا کوئی بھی داخل وہاں جنت کے قصروں میں — نہ ہوگا تم سے آقا گر سہارا یارسول اللہ
خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہو مہربان حضرت — بہت مشتاق وصلت ہوں بچارا یا رسول اللہ
میرے صاحب میرے آقا ہوں محمد آمین عاصی — نہیں تجھ بن کوئی صاحب ہمارا یا رسول اللہ

دیوانِ مداح صفحہ ۲۲۲ پر یہ نعت شریف "اغثنی یارسول اللہ" موجود ہے۔

اغثنی یارسول اللہ

نصیب دے رب کرہ سرداری اغثنی یا رسول اللہ
شولہ راپیخہ لاچاری اغثنی یا رسول اللہ

آپ اللہ عزوجل کے عطا سے سردار ہیں یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے، مجھے لاچاری نے گھیر رکھا ہے یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمایئے۔

سیری گریبان یمه حیران زه دَ هجران په ماتم تل
لرم لـه عشقـه بیماری اغثنی یا رسول آللہ

آپ کے فراق میں روتا رہتا ہوں میرا حال بے حال ہوا ہے آپ کے عشق میں گرفتار ہوں یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیے۔

تہ کان دَ جود او دَ عطا اوکړے نظر پہ ما گدا
چہ رانہ دور شی دشواری اغثنی یا رسول اللہ

آپ جود وعطا کے مرکز ہیں مجھ فقیر پر نظرِ کرم فرمائیے تاکہ میری مشکل دور ہو جائے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیے۔

پہ تجلو دے دَ رخسار کون و مکان شو پر انوار
پیدا لتا وفاداری اغثنی یا رسول اللہ

آپ کے چہرہ مبارک کے نور سے کائنات روشن ہوا آپ ہی کی وجہ سے وفا کی تخلیق ہوئی یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیے۔

خاورے دَ در ستاءِ پہ سر کہ شی لطف و کرم بہ وی
لرمہ دا امیدواری اغثنی یا رسول اللہ

اگر مجھے آپ کے در پاک کا خاک نصیب ہو جائے تو یہ آپ کا کرم واحسان ہوگا میں آپ سے یہی امید لگائے بیٹھا ہوا ہوں یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیے۔

فقیر گدا محمد آمین برائے رب العٰلمین
وائی چہ شاہ مختاری اغثنی یا رسول اللہ

فقیر محمد آمین آپ کے حضور عرض کرتا ہے رب العٰلمین کے واسطے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیے کیونکہ آپ شاہ ومختار ہیں۔

اسی مناسبت سے امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارکؒ فرماتے ہیں، فارسی نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

اغثنی یا رسول اللہ

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ — پریشانم، پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
ندارم جز تو ملجائے ندارم جز تو ماوئی — توئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ
شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن — مریض درد عصیانم اغثنی یا رسول اللہ
گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد — مدد اے آب حیوانم اغثنی یا رسول اللہ
رضایت سائل بے پر توئی سلطان لاتنہر — شہا بہر ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

اسی طرح باباجی مبارک گلزارِ مدینہ صفحہ ۳۵ پر حضور ﷺ سے مدد طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں نعت شریف کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تہ شہنشاہِ دو عالم زہ ستا فقیر یا نبی
دَ عاجزئی کچکول پہ لاس ولاړ دلگیر یا نبی

یا نبی ﷺ آپ دونوں جہاں کے بادشاہ ہیں اور میں آپ کے در کا گدا ہوں، یا نبی ﷺ اپنی عاجزی کا کشکول لئے پریشان اور بے بس کھڑا ہوں۔

دَ مدینے منورے ډیر نامور سردارہ
خیر در نہ غواړم پہ نامۂ دَ رب قدیر یا نبی

اے عالی مقام سردارِ مدینہ، رب قدیر کے نام پر آپ سے بھیک مانگ رہا ہوں یا نبی ﷺ۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت اسی مناسبت سے فرماتے ہیں۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں — کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں — ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

ان خیالات کا اظہار باباجی مبارک دیونِ مداح صفحہ ۹۲ پر یوں کیا ہے۔

دَ نیاز کچکول پہ لاس کے
خاکسار لرم ہنر

مجھ خاکسار میں بس یہی ایک خوبی ہے کہ آپ کے در پر بھیک مانگنے کیلئے ہاتھ میں کشکول لیے کر کھڑا ہوں۔ دیونِ مداح صفحہ ۹۶ پر باباجی مبارک فرما

ما جولئی دَ عاجزئی درته نیولے

ماته مه پریده دلبره ئے غیور

مجھ فقیر نے آپ کے دَر جھولی پھیلائی ہے، آپ غیرت والے ہیں مجھے اپنے در سے بے نوا مت چھوڑیئے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۱۳ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

زه دَیار په امداد هر زائی کے محتاج یم

ترینه غواړم هم دلی هم په قیامت لاس

میں ہر جگہ حضور ﷺ کے امداد کا محتاج ہوں اسی لئے یہاں بھی آپ ﷺ سے مانگتا رہتا ہوں اور قیامت کے دِن بھی آپ ﷺ میرے لئے سہارا ہیں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۱۷ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

بے لتا نه م په دواړو کونو نیشته

دَ زړه سره در قربان شم فریاد رس

دونوں جہانوں میں آپ کے سوا میرا کوئی آسرا نہیں اے میرے دلدار آپ پر قربان جاؤں آپ میری فریادرسی کرنے والے ہیں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۹۴ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

په محمد آمین نظر دَ رحمت بویه

دَ نیاز کچکول په لاس دے نا علاج

محمد آمین پر نظرِ رحمت فرمایئے آپ کے در پر کشکول ہاتھ میں لئے سوالی بن کر بیمار پڑا ہے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۰۱ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

دَ نیاز کچکول کے خیر دَ وصل راکړه

بے نوا تلے له تا نه دے فقیر

میں آپ کے در پر وصل کی بھیک مانگنے کیلئے ہاتھ میں کشکول لئے کھڑا ہوں، آپ کے در سے کوئی فقیر بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اسے کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

واہ کیا جود کرم ہے شہِ بطحا تیرا — نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

گلزارِ مدینہ ص ۶۱ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں

سلام د محمد آمین عرض کړی په حضور دَ محبوب

جولئے خالی راوړے چا له دے دربار نه ده

محبوب ﷺ کے حضور محمد آمین سلام عرض کرتا ہے، اس درِ پاک سے کوئی بھی خالی جھولی لے کے نہیں لوٹا

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اسے کچھ اس انداز میں بھی بیان کرتے ہیں۔

مانیں گے مانگے جائیں گے منہ کی پائیں گے — سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

دیوانِ مداح ص ۲۸ پر باباجی مباک فرماتے ہیں

چه کچکول ترے چا خالی نه دے راوړے

ما لیدلے هغه ستا دربار عجب

میں نے آپ کا دربار مبارک ایسا پایا ہے جس سے ابھی تک کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں آیا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اسے کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا — نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

اپنے نعت شریف ''یارسول اللہ'' میں باباجی مباک فرماتے ہیں۔

پڑا ہے قہر دریا میں تمہارا کشتی امت — لگا دو بہر رب انکو کنار یا رسول اللہ

اسی مناسبت سے امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

منجدھار پہ آکے ناؤ ڈوبی — دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

گرداب میں پڑگئی ہے کشتی — ڈوبا، ڈوبا اتار آقا

دیوانِ مداح صفحہ ۲۲۶ پر باباجی ''یارسول اللہ'' نعت لکھتے ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

دَ په گرداب کے دی بیړئے دَ امت یا رسول الله

کړه ئے باهر په بازو دَ عنایت یا رسول الله

یارسول اللہ ﷺ امت کی کشتی گرداب میں پڑگئی ہے یارسول اللہ ﷺ اپنے دستِ عنایت سے اسے پار لگا

دیں۔

مبارك مخ دے رابیرون کړه جوړ عالم کے شو ظلمت

چه بیرته شی په تجلو دے ظلمت یا رسول الله

دنیا میں ظلمت چھائی ہوئی ہے یارسول اللہ ﷺ اپنے چہرہ مبارک سے حجاب اٹھائے تا کہ آپ کے نور کی تجلیوں سے ظلمت کے اندھیرے مٹ جائیں۔

خرامان شه دَ مظلومئی دَ مسلم حال وګوره نن

تنګ شـــو دَلاسه دَاهل ضلالت یا رسول الله

یارسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے حال پرِ نظرِ کرم فرمائیے جو گمراہوں کے ظلم وستم کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔

بابا جی مبارک رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے دیوانِ مداح ص ۱۶۵ پر فارسی نعت میں یوں عرض کرتے ہیں۔

ترحم یا نبی اللہ ترحم　　ببین از لطف وجود خود بحالم

بابا جی مبارک روحی فدا، ص ۳۰ پر فرماتے ہیں۔

ترحم اے دَ مدینے منورے مسیحه

پتهئ دَ صبر به په زخم دَ زړه ګدم تر کو مه

ائے مدینہ طیبہ کے مسیحا رحم فرمائیے میں کب تک اپنے زخمی دل پر صبر کا مرہم لگا تا رہوں گا۔

بابا جی مبارک روحی فدا، ص ۵۹ پر فرماتے ہیں۔

ترحم یا حبیب الله ترحم

په زخمی زړونو باندے کیده مرهم

رحم فرمائیے یا حبیب اللہ رحم فرمائیے میرے زخمی دل پر مرہم لگائیے۔

بابا جی مبارک رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے دیوانِ مداح ص ۲۴۱ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

ما نیولے لمن ستا ده　　تا پسے مِ اقتدا دا

رب نه غواړم ستا لاره　　راکړه لاس دَ رب دَ پاره

آپ کی اقتدا مینِ آپ کا دامن پکڑلیا ہے، ربِ کریم سے آپ کی اطاعت کا طلب گار ہوں، اللہ کیلئے میرے ہاتھ کو تھام لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ سے دیدار کی فریاد کرتے ہوئے گلزارِ مدینہ صفحہ ۷۴ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

دکھادو یا رسول اللہ جمال اب محمد آمین کو　　کہاں تک ناتواں وزار ومحزون بینوا ہوگا

حضور علیہ ﷺ کو مشکل کشا مانتے ہوئے بابا جی مبارک کچھ یوں گویا ہوتے ہیں۔گلزارِ مدینہ صفحہ ۴۵ نعت ''صلوٰۃ بر محمد'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

دل رادوا محمد، جان راشفا محمد، مشکل کشا محمد، صلوٰۃ بر محمد

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اف وہ رہ سنگلاخ آہ یہ پا شاخِ شاخ　　اے میرے مشکل کشا تم پہ کروڑوں درود

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو　　جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

بابا جی مبارک نے کئی نعتوں میں نبی کریم ﷺ کیلئے ندائے ''یا'' کے ساتھ خطاب کیا۔ ''گلزار مدینہ'' کے صفحہ نمبر ۹ اور ۱۰ پر ندائے یارسول کچھ اس انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

ته ئے منشا د د عالم فی الحقیقت یارسول الله

ته ئے حامی دا امت خپل په قیامت یارسول الله

یارسو اللہ ﷺ آپ باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ روزِ محشر اپنی امت کے حامی و ناصر ہیں۔

الم نشرح لك ستا د سینے رب وئیلے دے

فسبحان الذی اسریٰ دِ عزت یا رسول الله

ربِ کائنات نے آپ کے سینہ مبارک کو الم نشرح لك فرمایا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ فسبحان الذی اسریٰ آپ کی تعظیم وتوقیر پر دال ہے۔

تاج دلولاك دِمبارك شه ائے محبوب صمدانی

قاب وقوسین او ادنیٰ د قربت یا رسول الله

اے محبوب صمدانی آپ کو تاج لولاک مبارک ہو، یارسول اللہ ﷺ آپ کو تاب وقوسین او ادنیٰ کے قربت سے نوازا گیا۔

شریف نسب طٰہٰ لقب مزمل هم لقب دے ستا

سراسر منبع جود و سخاوت یارسول اللہ

آپ کا نسب مبارک عزت اور شرافت والا ہے، طٰہٰ اور مزمل آپ کے القابات ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ جودوسخا کے مرکز ہیں۔

نفسی نفسی به کړی ویل هر یو مرسل روز محشر

ته د عاصیانو به کوے شفاعت یا رسول اللہ

روز محشر جب انبیاء کرام جو معصوم ہیں وہ بھی نفسی نفسی پکاتے رہیں گے، یارسول اللہ ﷺ اسی دن آپ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔

دغه آرزو او تمنا لری محمد امین مسکین

وائی چه شی مدینه کے م تربت یا رسول اللہ

محمد امین یہی خواہش اور تمنا دل میں بسائے بیٹھے ہیں، اور عرض کرتا ہے یارسول اللہ ﷺ کہ میرا مدفن مدینے میں ہو۔

اسی گلزار مدینہ کے صفحہ ۹ پر سردار دوعالم ﷺ سے عرض کرتے ہوئے اپنے دل کی فریاد کچھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

اے د مدینے حبیبه ستا حرم یادیگی م

زړه دَ فراقت په خنجر دم په دم غوثیگی م

اے محبوب مدینہ ﷺ آپ کے حرم شریف کی یاد میں دل بے قرار ہے، جدائی کے اس خنجر نے میرے دل کو چھیر کے رکھ دیا ہے۔

یو زلے بیا گنبدِ خضرا نما شوے یا نبی

هغه زرغونه قبا په زړه باندِ وریگی م

یا نبی ﷺ کاش کہ ایک بار پھر میری آنکھوں کے سامنے گنبد خضرا کا جلوہ ہو، میرا دل ہر وقت اسی گنبد کی یاد

میں تڑپتا رہتا ہے۔

یا شفیع المذنبین نارے م دی په در کے ستا

روبرو جان و جگر روضے ته دِ جړیگی م

اے شفیع المذنبین ﷺ آپ کے در مبارک میں یہی فریاد اور پکار ہے میری، کہ روضہ مبارک کی دیدار کیلئے جان بے تاب ہے اور دل روتا رہتا ہے۔

اسی گلزار مدینہ میں ایک نعت مبارک ندائے "یا" کے ساتھ عرض کرتے جس میں نبی کریم ﷺ کو "یارسول مدنی" سے پکارا ہے اسی نعت شریف کے دو اشعار ملاحظہ ہوں جو گلزار مدینہ کے صفحہ نمبر ۱۶ پر موجود ہیں۔

تا نه قربان تا نه قربان یا رسولِ مدنی

ته معشوقه ئے د سبحان یا رسولِ مدنی

یارسولِ مدنی ﷺ آپ پر قربان جاؤں آپ پر فدا ہو جاؤں، یارسولِ مدنی ﷺ آپ اللہ عزوجل کے محبوب ہیں۔

ستا محبت چه په کوم زړه کے نقش کړے نه وی

نشته هغے زړه کښی ایمان یا رسولِ مدنی

یارسولِ مدنی ﷺ جب تک کوئی آپ کی محبت کو دل پر نقش نہ کرلے اس وقت تک وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔

اسی گلزارِ مدینہ کے صفحہ ۲۲ پر ایک اور نعت شریف بھی ندائے "یا" کے ساتھ لکھا ہے آیئے اسی نعت مبارک کے دو اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

معشوقه یی د سبحان یا نبی له تا قربان

شوه رنړا په تا جهان یا نبی له تا قربان

یا نبی ﷺ آپ اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ ہیں آپ پر فدا ہو جاؤں، یا نبی ﷺ آپ پر قربان ہو جاؤں آپ کی وجہ سے کائنات کو روشنی مل گئی۔

اسی گلزار مدینہ کے صفحہ ۳۹ اور ۴۰ پر "یا محمد الصلوٰۃ والسلام" نعت شریف کے تین اشعار ملاحظہ ہوں۔

والضحیٰ رخسار لرے ماہ تمام   یا محمد الصلوٰۃ والسلام

والضحیٰ چہرے والے اے چودھویں کے چاند، یا محمد الصلوٰۃ والسلام۔

کړوله شوقه هر ملائك دا كلام   يا محمد الصلوٰة والسلام

تمام ملائکہ ذوق وشوق سے یا محمد الصلوٰۃ والسلام کی صدائیں بلند کیے ہوئے ہیں۔

ستا ادب تعظيم د پاره بر قيام   يا محمد الصلوٰة والسلام

آپ کی تعظیم کی خاطر قیام میں کھڑے ہوئے ہیں یا محمد الصلوٰۃ والسلام۔

رضۃ الحبیب ص ۲۵ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک حضور ﷺ سے فریاد عرض کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

برتو صلوٰۃ والسلام اے اشرف و اکرم نبی   برتو صلوٰۃ والسلام اے اشفق و ارحم نبی

برتو صلوٰۃ والسلام اے صدر و بدر عالمین   برتو صلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعٰلمین

گلزار مدینہ ص ۳۲ پر نبی کریم ﷺ کو پکارتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

تانه م قربان شه مور او پلار محمد مصطفى

اے د دوارو كونو پاك سردار محمد مصطفى

محمد مصطفیٰ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اے طیب وطاہر محمد مصطفیٰ ﷺ آپ دونوں جہانوں کے سردار ہیں۔

دیوان مداح صفحہ ۸۱ پر ''یا محمد'' سے خطاب کرتے ہوئے باباجی مبارک کچھ اس انداز میں اپنے عشق کا اظہار فرماتے ہیں۔

زه لتا نه شم قربان يا محمد   په هزار زلى هر شان يا محمد

یا محمد ﷺ میں ہزار بار واری اور ہر بار ایک نئے شان سے آپ پر قربان جاؤں یا محمد ﷺ۔

دیوان مداح صفحہ ۷۱ پر ''یا محمد'' سے خطاب کرتے ہوئے باباجی مبارک کچھ اس انداز میں اپنے عشق کا اظہار فرماتے ہیں۔

شه نصيب د احترام يا محمد   وسيله د شه مقام يا محمد

عزت وتعظیم آپ کو نصیب ہوا اے محمد ﷺ، وسیلے کا مقام آپ کا ہو یا محمد ﷺ۔

زه لتا نه شم قربان يا محمد   په هزار زلى هر شان يا محمد

اے محمد ﷺ آپ پر فدا ہو جاؤں ہزار بار ہر بار ایک الگ شان سے قربان جاؤں اے محمد ﷺ۔

د عزت ثانى دِ نشته په هيڅ لورى   بحر و بر دى غلامان يا محمد

پورے جہاں میں کہیں بھی آپ کا کوئی ثانی ہی نہیں، یا محمد ﷺ بحر و بر سب آپ کے غلام ہیں۔

دیوان مداح صفحہ ۱۸۷ پر ''یا نبی محترم، نعت شریف'' میں خطاب کرتے ہوئے باباجی مبارک کچھ اس انداز میں عرض گزار ہوتے ہیں۔

بر په عرش برين ستا د عزت علم   يا نبى محترم يا نبى محترم

عرش بریں کے اوپر تمہارے شان وعزت کا علم بلند ہے اے نبی محترم ﷺ اے نبی محترم ﷺ۔

باباجی مبارک حضور ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے دیوان مداح ص ۴۶ پر نعت ''الغیاث'' میں عرض کرتے ہیں۔

دَ نياز كچكول په لاس ولاړ يم تا ته

راكړه خير دَ رب دَ پاره الغياث

بھیک مانگنے کیلئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں اللہ کیلئے مجھے خیرات دیجئے میری مدد فرمائیے۔

اپنے پیر و مرشد سے مدد طلب کرنا

باباجی مبارک اپنے پیر و مرشد کربوغہ باباجی مبارک سے کچھ اس انداز میں مدد طلب فرماتے ہیں۔ گلدستہ مدینہ منورہ ص ۴۰، ۴۱ ''کربوغے شریفے صاحب مبارک المدد'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اے چه په مسند دَ شريعت په عزت ناست ئے

اے دَ خوارانو بے كسانو په حق راست ئے

صاحبا والله غريب يم لطفِ تو با من سزد

اے دَ كربوغے شريفے صاحب مبارك المدد

اے چه زيبا تاج دَ ولايت دِ پسر خوند كوى

اے چه په زخمى جگر ستا خاورے دَ در خوند كوى

بهرِ رب صاحب اگر بر زخم من مرهم نهد

اے دَ كربوغے شريفے صاحب مبارك المدد

صلوٰۃ والسلام

کون ہوگا جو امام مجدد اعلیٰ حضرت کے سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' سے ناواقف ہوگا! دنیا کے کونے کونے میں عاشقوں کی زبانوں پر یہ سلام جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔
آیئے ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے چند اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدار حرم — نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں — اس سَرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی — ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود — اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

بابا جی مبارک نے بھی بارگاہِ رسالت میں مختلف انداز سے صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ بابا جی مبارک کے کلام سے صلوٰۃ وسلام کے چند اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔
گلزارِ مدینہ صفحہ ۴۵ نعت ''صلوٰۃ بر محمد'' سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

برھانِ ما محمد، قرآنِ ما محمد، ایمانِ ما محمد — صلوٰۃ بر محمد

درمانِ ما محمد ، جانانِ ما محمد ، سلطانِ ما محمد — صلوٰۃ بر محمد

کانِ سخا محمد ، شاہِ وفا محمد ، بحرِ صفا محمد — صلوٰۃ بر محمد

گلدستہ مدینہ منور ص ۳۶ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے سلام عرض کررہے ہیں۔

یا نبی سلام علیکم یا رسول سلام علیکم

یا حبیب سلام علیکم صلوٰۃ اللہ علیکم

رحمۃ للعالمین ئے شمع بزم مرسلین ئے

مہبط روح الامین ئے صلوٰۃ اللہ علیکم

''لاحولہ ولا قوۃ الا باللہ'' کے ص ۱۲ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیشکر رہے ہیں۔

افسوس چہ بیا راغلو لتا علیک صلی اللہ

روحی فدا روحی فدا علیک صلی اللہ

افسوس کہ مدینہ منورہ سے واپس آئے روحی فدا روحی فدا علیک صلی اللہ

''روحی فدا'' کے ص ۶ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کررہے ہیں۔

شفا دَ خوګو زړونو ، دوا دَ خوګو زړونو

دَ خپل رب لہ احسانہ صل علیٰ محمد

زخمی دلوں کی شفا، بیمار دلوں کی دوا اپنے رب طرف سے احسان صل علیٰ محمد

''روحی فدا'' کے ص ۱۲ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کررہے ہیں۔

دوارہ جہانہ بہ لوګے کړم ستا دَ در پہ خاورو

دا مِ مذہب دا مِ ایمان علیک صلی اللہ

دونوں جہاں آپ کے درِ اقدس کے خاک پر فدا کرلوں، یہی میرا دین وایمان ہے علیک صلی اللہ۔

''روحی فدا'' کے ص ۳۸ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف کا نذرانہ پیش کررہے ہیں۔

اشرف المرسلین ئے سردار بہترین ئے

سردارہ عالیشانہ علیک صلی اللہ

گلزارِ مدینہ منور ص ۱۷ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے درود شریف پیش کررہے ہیں۔

دَ زړہ پہ مینہ وایہ صل علیٰ محمد

دا دے امر لہ خدایہ صل علیٰ محمد

دل کی گہرائیوں پڑھتے رہو صل علیٰ محمد، صل علیٰ محمد یہ امر اللہ عزوجل کی طرف سے

دیوانِ مداح ص ۱۵۴ پر بابا جی مبارک کچھ اس انداز سے سلام عرض کررہے ہیں۔

اے دلدار او دلربا سلام علیک — کل خوبانو کے زیبا سلام علیک

اے دلدار اور دلربا سلام علیک، کائنات کے تمام حسینوں سے زیادہ خوبصورت سلام علیک

دیوانِ مداح ص ۷۱ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے صلوٰۃ وسلام عرض کررہے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام یا محمد　　　وسیله شه مقام یا محمد

الصلوٰۃ والسلام یا محمد، مقام وسیلہ آپ کو عطا ہو یا محمد ﷺ

دیوانِ مداح ص ۱۸۱ پر باباجی مبارک کچھ اس انداز سے سلام عرض کررہے ہیں۔

محمد حبیبِ خدا السلام　　　نبی مصطفیٰ مجتبیٰ السلام

باباجی مبارک بہار مدینہ ص ۵۱ پر درود شریف ''صل علیٰ محمد'' کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں

شمس الضحیٰ او بدرالدجیٰ دے　　　نورالھدیٰ او صدرالعلیٰ دے

اشرف وخیرلوریٰ محمد فقلت صل علی محمد

بحر کرم دے نبی کریم　　　نور ظلم دے درِ یتیم

معدن دَلطف وصفا محمد فقلت صل علی محمد

باباجی مبارک بہار مدینہ ص ۵۳ پر سلام کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں

السلام علیک یا بدرتمام　　　السلام علیک یا نور ظلام

السلام علیک مصباح ظلم　　　السلام علیک شافع ا للامم

باباجی مبارک بہار مدینہ ص ۵۴، ۵۵ پر سلام کچھ اس انداز میں پیش کرتے ہیں

السلام علیک اے دل را دوا　　　السلام علیک اے جان را شفا

السلام علیک اے سالار کل　　　السلام علیک اے مختار کل

السلام علیک اے صاحب وفا　　　السلام علیک اے صاحب صفا

السلام علیک اے شیرین کلام　　　السلام و السلام و السلام

من الرب الرحیم ص ۸۸ پر باباجی مبارک اس انداز سے صلوٰۃ والسلام پیش کرتے ہیں

مقدس کے مرسلان، تا پسے شو مقتدیان

دَجملہ عالم مختارہ الصلوٰۃ والسلام

بیت المقدس میں سارے انبیاء آپ کے مقتدی بن گئے اے تمام کائنات کے مختار الصلوٰۃ والسلام

عرش نور هم شو محترم، په شرف ستا دَ قدم

هزار واره هزار واره الصلاة والسلام

آپ کے قدم مبارک سے عرش اور بھی محترم ہوگیا، ہزار بار ہزار بار الصلاۃ والسلام

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا ''کروڑوں درود وسلام'' اور باباجی مبارک کا فارسی کلام ''برتو صلوٰۃ والسلام اے'' میں کافی مناسبت اور اشتراک پایا جاتا ہے آیئے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان میں کتنی ہم آہنگی موجود ہے۔

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود　　　طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۵ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

برتو صلوٰۃ والسلام اے روے تو شمس الضحیٰ　　　برتو صلوٰۃ والسلام اے ذات تو نورالھدیٰ

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

شافع روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود　　　دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

برتو صلوٰۃ والسلام اے شافع یوم الحساب　　　برتو صلوٰۃ والسلام اے محترم عالی مقام

مام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو وغفور　　　بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بس رحم کن بس رحم کن اے رحمۃ اللعلمین　　　اے مخزن اسرار کن اے سرور عالمین

امام مجدد اپنے کلام ''کروڑوں درود وسلام'' میں یوں عرض کرتے ہیں۔

تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود　　　تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت ''صلوٰۃ والسلام'' میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے نور رب العلمین　　　بر صلوٰۃ والسلام اے عذر خواہ مذنبین

امام مجددا اپنے کلام "کروڑوں درود وسلام" میں یوں عرض کرتے ہیں۔

نوبت در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک — تم ہو جہاں بادشاہ تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۵ پر فارسی نعت "صلوٰۃ والسلام" میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے اشرف کل مرسلین — بر صلوٰۃ والسلام اے سرور کل عالمین

امام مجددا اپنے کلام "کروڑوں درود وسلام" میں یوں عرض کرتے ہیں۔

طارم اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش — آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت "صلوٰۃ والسلام" میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے برتر از عرش بریں — بر صلوٰۃ والسلام محبوب رب العلمین

امام مجددا اپنے کلام "کروڑوں درود وسلام" میں یوں عرض کرتے ہیں۔

آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط — المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت "صلوٰۃ والسلام" میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

ارحم حبیبا بر منِ بے چارہ و خوار وحزیں — ارحم حبیبا بر منِ خستہ فقیر اندوہ گین

امام مجددا اپنے کلام "کروڑوں درود وسلام" میں یوں عرض کرتے ہیں۔

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رسل کے امام — نوشہِ ملک خدا تم پہ کروڑوں درود

رضۃ الحبیب ص ۲۶ پر فارسی نعت "صلوٰۃ والسلام" میں باباجی مبارک عرض کرتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے مقتدائے مرسلاں — بر صلوٰۃ والسلام اے پیشوائے انس وجان

امام مجددا اپنے کلام "کروڑوں درود وسلام" میں یوں عرض کرتے ہیں۔

تم ہو جواد کریم تم ہو رؤف و رحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

باباجی مبارک بھی حضور ﷺ کو آپنا آسرا سمجھتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں۔

بر صلوٰۃ والسلام اے بے چارہ بے چارگان — بر صلوٰۃ والسلام اے مونس غمخوارگان

آپ ﷺ ہی مرے مقصود ہیں

امام مجددا اور اعلیٰ حضرت مبارک اور امام باباجی مبارک کے نزدیک عشق ومحبت کا محور حضور ﷺ کی ذات مبارکہ تھی اسی ذات پاک پر ایمان کامل رکھتے تھے اس کا اظہار کئی اشعار میں کر چکے ہیں آیئے چند مشترک اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجددا اور اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کا — پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

اسی مناسبت سے باباجی مبارک دیونِ مداح ص ۲۶ پر فرماتے ہیں۔

ستا دَ مخ پہ تماشہ کے دے دلبرہ

ستا پہ مخ کښې زیات لہ حج عمرے ثواب

اے محبوب ﷺ آپ کے چہرہ مبارک کے دیدار کا ثواب حج اور عمرے سے کہیں بڑھ کر ہے۔

پہ طواف کے دَ کعبے م مراد تہ ئے

مطوف یم پہ معنی کے ستا دَ باب

کعبے کے گرد طواف سے مجھے آپ ہی مقصود ہیں، کعبے کے طواف کا اصل یہ ہے کہ یہ آپ کی اطاعت ہے۔

باباجی مبارک دیونِ مداح ص ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

زرہ اور روح م قبلہ نہ پجنی بلہ — دے کعبہ او حرم ستا دَ مخ مصباح

میرا دل اور روح کسی اور قبلے کو نہیں جانتا، کعبہ وحرم تو وہ چراغ ہے جو آپ کے چہرہ انور سے منور ہے۔

امام مجددا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

باباجی مبارک دیونِ مداح ص ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔

مراد م تہ مقصود م تہ ئے پہ عالم کے

خدائے گواہ لرم پہ دے خبرہ تاتہ

اس عالم میں آپ ہی میرے مقصود ہیں اس بات پر اللہ عزوجل میرے گواہ ہے۔

شفاعت

شفاعت کے متعلق بھی باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا عقیدہ مشترک ہے۔ حدائق بخشش اور باباجی مبارک کے کلام میں شفاعت کے متعلق کافی اشعار موجود ہیں آیئے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

باباجی مبارک حضور ﷺ کی شفاعت کے بارے میں ''دیوانِ مداح'' کے صفحہ نمبر ۳ پر فرماتے ہیں۔

مرسلان تول په نفسی نفسی گویا دی — دَ امت په طلب سر دے مصطفی

سارے انبیاء نفسی نفسی کی صدائیں بلند کئے ہوئے ہیں اور مصطفی ﷺ کو اپنی امت کیلئے مغفرت طلب فرما رہے ہیں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔

بلا دوگے بمحشر جب گنہگاراں شفاعت کو — کریں اس بے نوا کو بھی اشارہ یارسول اللہ

دیوانِ مداح صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں۔

تـه په هغه ورز شفیع المذنبین ئے — چه نبیان به کړی نفسی نفسی صدا

جب سارے انبیاء کرام نفسی نفسی کی صدائیں دیں گے اسی روز آپ شفیع المذنبین ہونگے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں۔

د محشر په ورز شفیع المذنبین ئے — سراسر مهربانی پاك حضرت

حضرت پاک ﷺ آپ روز محشر کیلئے شفیع المذنبین آپ کی ذات مبارک امت کیلئے بے حد مہربان ہے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۳۸ پر فرماتے ہیں۔

واړه نبیان به په محشر نفسی نفسی کړی صدا
کار شفاعت به دَ امت وی په محشر دَ حضرت

روز محشر سارے انبیاء نفسی نفسی کی صدائیں دیں گے، حضور ﷺ امت کی شفاعت میں لگے رہیں گے۔

باباجی مبارک کے ان اشعار کی مناسبت سے حدائق بخشش صفحہ ۵ پر امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی — مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی — اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی — سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آپ سلطانِ آقا ہم بے نوا — یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

سب نے محشر میں للکار دیا ہم کو — اے بے کسوں کے آقا اب دہائی تیری ہے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خوار و بیمار خطا وار گنہ گار ہوں میں! — رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر — مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

امام مجدد روز محشر کے دن بھی خود کو مطمئن سمجھتے ہیں کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کا آسرا ہوگا اسی طرح باباجی مبارک نے بھی اس روز محشر کو سرکار دو عالم ﷺ کے دیدار کی وجہ عید کا دن کہا ہے جیسا کہ ''دیوانِ مداح'' ص ۴۸ اور ''دیوانِ محمد آمین'' ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

په دیدن دِ دَ محشر ورز دَ اختر شی — اے لائقه دَ یکتا دَ لـولاك تاج

اے یکتا تاج لولاک کے حقدار محشر کے دن بھی آپ کے دید سے عید کا سماں ہوگا۔

باباجی مبارک نے روز محشر کو عید کہا کیوں کہ اس دن حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا تو امام مجدد اعلیٰ حضرت نے بھی دیدار مصطفی ﷺ کی وجہ اسی دن کو عاشقوں کا عید کہا ہے جیسا کہ حدائق بخشش صفحہ ۸۷ پر فرماتے ہیں۔

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ — ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

اس سماں کو امام مجدد مبارک نے حدائق بخشش ص ۵۰ پر یوں بھی بیان کیا ہے۔

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا — لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

گلزار مدینہ ص ۴۶ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

غم عصیاں سے کیا ڈر ہے اگر محشر بپا ہوگا   ہمارا شافع محشر محمد مصطفیٰ ہوگا

گلدستہ مدینہ منورہ صفحہ ۳ پر باباجی مبارک بیان کرتے ہیں۔

بـازو دَ شفـاعت بـه کشاده کړی پـه محشر

گویا چـه شی گل واړه مرسلان پـه نصیرا

جب محشر کے دن سارے انبیاء مدد کیلئے پکار رہے ہوں گے اس وقت حضور ﷺ اپنے دامن شفاعت کو وسیع فرما دینگے۔

دیدن بـه دِ څـه لطف که په ورزے دَ محشر

چـه راشـے پـه میدان دَ شفـاعـت محمدا

(دیوانِ مداح ۱۶)

اے محمد ﷺ جب آپ روزِ محشر شفاعت کیلئے تشریف فرماؤ گے تو وہ دید کا سماں کتنا پرلطف ہوگا۔

ورفعنا لک ذکرک

باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک نے آپ ﷺ کے شانِ عالی شان اور ذکر کے بلندیوں کو کافی نعتوں میں بیان کیا ہے۔ آیئے ان میں سے چند مشترک اشعار کا انتخاب ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

زہے عزت او علائے محمد   کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

باباجی مبارک دیوانِ مداح ص ۴ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

چه ئے عرش عظیم لاندِ تر قدم شو   هسے شـان دے ذولعلے آقا زما

میرے آقا کریم کا وہ اعلیٰ رتبہ ہے کہ عرشِ عظیم بھی آپ کے زیر قدم ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے بیتاب جس کیلئے عرش عظیم   وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے

باباجی مبارک دیوانِ مداح ص ۶۹ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

پـه قدم بـه ئـے مکرم عرشِ عظیم شی

هسـے دیـر کـریـم پیـدا دے زمـا آقـا

میرے آقا بڑے کریم بن کر پیدا ہوئے ہیں جس کے قدم مبارک کی برکت سے عرش عظیم کو عزت ملی۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ   گرے تھے سجدے میں بزم بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

باباجی مبارک دیوانِ مداح ص ۴۳ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

ستا دَ مخ له عرشه پورته   تلـی هـره یـو شعله دَ

آپ کے چہرہ انور کی تجلیاں عرش سے بھی اوپر گزری ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے   ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی   دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

حدائقِ بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے   جانِ مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا   اور بھی منزلوں پرے پہلا ہی آستاں ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام   کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

دیوانِ مداح ص ۵۲ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

هغه اوګوره چه عقل نه بیرون وی   چـه نصیب دِ کړلو کبریا معراج

اللہ عزّ جلّ نے آپ کو معراج سے نوازا، اس حقیقت کو تسلیم کرلو اگرچہ یہ مقام عقل سے ماوریٰ ہے۔

دیوانِ محمد آمین ص ۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

جبرائیل غونډِ نامدار ئے خدمتگار دے

راشئـی څـومره دے اعلیٰ زمـا آقـا

میرے آقا ﷺ اتنے اعلیٰ اور عظیم شان کے مالک ہیں کہ جبرئیل جیسے عظمت والا بھی آپ کا خادم ہے۔

دیوانِ محمد آمین ص ۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

جبرائیل چه ئے خوشحاله په دربانئی دے

هسے شان شاهانی دے مصطفی

مصطفیٰ ﷺ کو وہ بادشاہت ملی ہے کہ جبرئیل کو بھی آپ کے دربان ہونے پر فخر ہے۔

ترے در کا دربان ہے جبریلِ اعظم   ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

دیوانِ محمد آمین ص ۴۰ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

قدسیان ډیر په ادب ولاړ صفونه

ستا دَ پاره دَ اکرام شاهِ عرب

اے شاہِ عرب ﷺ آپ کے عزت و اکرام کیلئے فرشتے ادب سے صفوں میں کھڑے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے اسے اس انداز میں فرمایا ہے

ہجومِ امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ   ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غل غلے تھے

باباجی مبارک دیوانِ مداح ص ۲۶ پر یوں عرض کرتے ہیں۔

چه ئے صفت شوے په والضحیٰ دے

له عرشه برزی انوارِ محمد

آپ کی تعریف والضحیٰ سے بیان کی گئی ہے محمد ﷺ کے انوار عرش سے بھی کہیں اوپر گزرے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں   خسروا ! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۴۵ پر بیان کرتے ہیں۔

عرش به هیچرے لوئی نه وے موندلے

جلوه گر که نه وے ستا دَ لولاك تاج

عرش کو کبھی یہ عظیم مقام نہ ملتا اگر اس پر صاحب لولاک ﷺ جلوہ گر نہ ہوتے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں   سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی ﷺ

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۱۸ پر بیان کرتے ہیں۔

چه دَ لا مکان په بام دِ قدم کیخود   په هزار ناز و طرب دَ رب حبیب

جب لامکان پر قدم رکھ دیا رب حبیب ﷺ کے اس ناز کو اگر ہزار انداز سے بیان کیا جائے تو پھر بھی بیان سے باہر ہے۔

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۱۰ پر بیان کرتے ہیں۔

راز په طور وو دَ موسیٰ علیه السلام

لا مکان ته رسانی دے مصطفی

موسیٰ علیہ السلام سے تو طور پر کلام فرمایا گیا لیکن میرے مصطفیٰ ﷺ کی رسائی تو لامکان تک ہے۔

باباجی مبارک ''دیوانِ محمد آمین'' ص ۳۲ پر بیان کرتے ہیں۔

دَ موسیٰ معراج په کوه طور وو   وصال ستا لا مکانی پاك حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو تو کوہ طور پر کلام سے معراج کرائی گئی مگر حضرت پاک ﷺ کو لامکان میں وصل نصیب ہوا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے اس ان الفاظ میں سمیٹنا چاہا۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی   کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

دیونِ مداح ص ۶۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

پاس په تحت باندے دَ قاب و قوسین ناسته

واصل شوے له اکبر دے محمد

محمد ﷺ کو لامکاں کے تحت پر قاب و قوسین کا قرب ملا اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔

دیونِ مدائح ص ۲۲ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

مرسلان دِ عالیشان ته نه رسیگی   هسے شانِ مقرب دَ رب حبیب

رسولِ رب العالمین ﷺ اللہ عزوجل کے اتنے قریب ہیں کہ انبیاء و مرسلین آپ کے اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکے۔

امام مجددِ اعلیٰ حضرت ان الفاظ میں گویا ہوئے۔

ملکِ کونین میں انبیاء کے تاجدار　　تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

باباجی مبارک اور امام مجدد مبارک کے اشعار میں اپنے لئے "سگ یعنی کتے" کا استعمال

باباجی مبارک کے عشق کے اس انداز کو بھی ملاحظہ فرمایئے۔

کہ م نہ گنڑے غلام دَ غلامانو
رب دَ پارہ پہ سپی توب م دَ در نیسہ

دیوانِ مداح ص ۱۱۷

اگر میں اس قابل نہیں کہ آپ مجھے اپنے غلاموں کا غلام خیال کریں تو اللہ کیلئے مجھے اپنے در پہ کتا رکھ لیجئے۔

چہ دَ در سپو تہ دِ کم گوری دلبرہ
خدائے م مہ کڑہ هسے شان بے ادبا

دیوانِ مداح ص ۳

اللہ مجھے ایسا بے ادب ہرگز نہ بنائے کہ اے محبوب ﷺ میں آپ کے در کے کتوں پر بری نگاہ ڈالوں۔

کہ پہ سپو کے ئے حساب محمد آمین شی
بے منزل بہ شی رسا دَ مراد سمند

دیوانِ مداح ص ۷۹

اگر محمد آمین کو حضور ﷺ کے در کے کتوں میں بھی شمار کیا جائے تو یہی میری منزل اور جائے مراد ہے۔

کہ دِ پہ خیل کے دَ سپو حساب شی
زیات بہ ئے لہ دے نہ کوم یو خطاب شی

گلزارِ مدینہ منورہ ص ۵۸

اس سے اور بہتر کونسا خطاب ہوگا کہ مجھے آپ کے در کے کتوں میں شمار کیا جائے۔

چہ دَ یار دَ در دَ سپو پہ شمار کے راشم
ماکم بختہ خدایہ دومرہ بختور کڑے

دیوانِ مداح ص ۱۰۵

یا اللہ عزوجل مجھ بدنصیب کو اتنی خوش بختی نصیب فرما کہ حضور ﷺ کے در کے کتوں میں میرا شمار ہو جائے۔

بہارِ مدینہ صفحہ ۶ پر باباجی فرماتے ہیں۔

کہ د در سپی پہ ماشی میلمانہ حبیبہ
دَ زڑہ پہ غوخو بہ ئے او پالم درانہ حبیبہ

اگر آپ کے گلی کے کتے میرے مہمان بن جائیں تو ان کی تواضع کیلئے میں اپنے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیش کروں۔

یہی رنگ امام مجدد اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں بھی نمایاں ہے۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا　　تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں　　کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

نور کا بیان

باباجی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا عقیدہ نورِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق مشترک تھا۔ باباجی مبارک نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ پر کئی نعتیں لکھی ہیں۔ آیئے امام مجدد اعلیٰ حضرت اور باباجی مبارک کے نعتوں سے نورِ مصطفیٰ ﷺ کے اثبات پر چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

صد هزارہ خورشیدہ بہ شی ورك دَیو ذرے پشان
ستا دَ مخ انوار کنبی شی عیان محمد مصطفی

(گلزارِ مدینہ ص ۶۴)

اے محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ کے چہرہ مبارک کے انوار عیاں ہو جائیں تو صد ہزار سورج بھی ایک ذرے کی مانند مستور رہ جائیں۔

اسی مناسبت سے امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا فرمان بھی کچھ اس انداز سے ہے۔

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر　　بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

باباجی مبارک کے چند منتخب اشعار ملاحظہ فرمایئے جن میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا بیان موجود ہے۔

اشرف الانبیاء محمد مصطفیٰ مدنی   جملہ نور و ضیا محمد مصطفیٰ مدنی

(گلزارِ مدینہ ص ۶۱)

محمد مصطفیٰ ﷺ اشرف الانبیاء اور جملہ انوار محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی وجہ سے روشن ہیں۔

دَ نورِ الهی نه نور ستا دے پیدا

څه بے حده خدائے ته قریب اے سرداره

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۳)

نورالٰہی سے آپ کا پیدا ہوا اے سردار ﷺ آپ اللہ کے کتنے قریب ہیں اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں کرسکتا۔

شغلو دَ والضحیٰ مخ ستا کُل جهان روخان کړو

بیشکه چه ستا نور دے من النورِ خدا

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۹)

والضحیٰ چہرے کی کرنوں سے سارا جہاں چمک اٹھا بیشک آپ کا نور خدا کے نور سے ہیں۔

محبوبِ کبریا ہو کل نو راور ضیاء ہو   نورِ خدا کا مظہر یا مصطفیٰ جی

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۱۶)

دَ چا دَ نوره چه پیدا دے دا جمله کون مکان

دَ هغے مرتضیٰ شمس الضحیٰ نن شپه کے محفل دے

(گلدستہ مدینہ منورہ ص ۳۹)

جس کے نور سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی ہے یہ اس مرتضیٰ شمس الضحیٰ کی محفل سجی ہوئی ہے۔

پیدا شوے نورانی دے مصطفی   چه محبوبِ سبحانی دے مصطفی

(دیوانِ مداح، ۸)

مصطفیٰ ﷺ نور بن کر پیدا ہوئے ہیں، مصطفیٰ ﷺ محبوب سبحانی ہیں۔

دَ ده له نوره نه پیدا کړه مولا کان و مکان

دَ جملگی عالم منشا دے محمد مصطفی

اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کے نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا، اور جملہ کائنات کا مقصود ذاتِ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ (دیوانِ مداح، ۱۵)

دیوانِ مداح صفحہ ۵۴ پر باباجی فرماتے ہیں۔

دَ مولا دَ نور نه ستا نور دے پیدا شوے

اے دَ دؤو کونو سرور دَ جهان روح

اے روح کائنات ﷺ اور دونوں جہاں کے سردار ﷺ آپ کے نور کو اللہ عزوجل نے اپنے نور کی طاقت سے تخلیق کیا ہے۔

ستا دَ نور نه پیدا لوح و قلم دی   ته دَ کل عالم مصدر دَ جهان روح

آپ تمام کائنات کے مرکز اور سارے جہاں کے روح ہیں آپ ہی کے نور سے لوح و قلم کو تخلیق کیا گیا۔

دیوانِ مداح صفحہ ۸۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

پاك وجود دِ دے پیدا دَ رب له نوره

نور موندونکے دے له ده شمس و قمر

آپ کے پاک وجود کو اللہ عزوجل نے اپنے نور (نور کے طاقت سے) تخلیق کیا، شمس و قمر نے آپ ہی کے نور سے ضیا پائی ہے۔

گلزارِ مدینہ صفحہ ۱۴ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

ستا په خاطر باندے پیدا شو دواړه کون و مکان

ستا په جمال باندِ رنړا شوله تیاره دَ جهان

آپ کی خاطر کون و مکاں پیدا کئے گئے، آپ کے جمال سے سارا کائنات روشن ہوا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا۔

پر نور ہے تجھ سے بزمِ عالم   اے شمع جمالِ مصطفائی

باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

نه دا شمس او نه قمر وو په آسمان کے

نه موندلے عرش لوئی وه په خپل زان کے

نہ حوران اور نہ غلمان باغ دَ رضوان کے
نور هالہ دَ محمد وو پہ جهان کے
چہ نوم نہ وو دَ آدم او دَ حوا

(دیوانِ مداح،۱۸)

نہ آسمان پر سورج تھا اور نہ چاند، اور نہ عرش کو عظمت کا مقام ملا تھا، نہ جنت میں حوریں تھیں اور نہ غلمان تھے، نہ آدم وحوا کا کوئی نام تھا تب محمد ﷺ کا ہی نور اس کائنات میں جلوہ گر تھا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابشِ مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں
وہی نورِ حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب سے انہیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

حدائق بخشش میں ایک اور جگہا امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

یہی ہے اصلِ عالم مادہ ایجاد خلقت کا یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فرد امکاں میں کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی

میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضور ﷺ کی مدح ونعت کا حق کوئی ادا نہیں کر سکتا یہ بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک اور عاشقِ صادق باباجی مبارک کا مشترکہ عقیدہ تھا آیئے اسی مناسبت چند منتخب اشعار ملاحظہ کتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے ترا حصہ دونوں عالم میں ہے چرچا تیرا

مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح وثنا کرتے ہیں

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اے رضا خود صاحبِ قرآن ہے مداحِ حضور تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

باباجی مبارک دیونِ مداح ص ۱۷۵ پر اسی مناسبت سے لکھتے ہیں۔

پہ ناقص شعر بہ زہ سہ بیان اوکړم دے بیان دَ خدائے قرآن ستا دَ جمال

آپ کے حسن وجمال کو تو قرآن پاک نے بیان کیا ہے، تو پھر میں کیسے اپنے ان ناقص اشعار سے حضور ﷺ کی مدح بیان کر سکتا ہوں۔

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ لو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

باباجی مبارک ''دیونِ محمد امین'' ص ۲۵ پر فرماتے ہیں

قرآن ټول پہ دہ نازل دَ دہ صفت دے
څہ عجب عزت لری عالی نسب

سارا قرآن آپ ﷺ پر آپ کی تعریف میں نازل ہوا ہے، آپ ﷺ عزت والے اعلیٰ نسب سے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے

گلزارِ مدینہ ص ۳۵ پر باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

ستا پہ جمال کے پہ واللہ خکاری جمال دہ مولا
زہ دَ جمال دَ مولیٰ څہ اوکړم تعبیر یا نبی

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناخواں کی خامشی — چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

هیخ گویانه به ادا نه کړی ستا تعریف
خدامے خپلـه ستـا تعریف چه کړو ادا

جب اللہ عزوجل نے خود آپ کی مدح فرمائی ہے تو پھر کوئی اور آپ کی تعریف کا حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں — اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کردیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

آقا

بابا جی مبارک نے کئی نعتوں میں حضور ﷺ کو "آقا" کہا ہے امام مجدد اعلیٰ حضرت نے بھی کئی نعتوں میں حضور ﷺ کو آقا کہا ہے۔ بابا جی مبارک کے کئی نعتیں ایسی ہیں جس میں بار بار حضور ﷺ کو آقا پکارا گیا ہے ۔آیئے اسی مناسبت کئی منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

غم ہو گئے بے شمار آقا — بندہ تیرے نثار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا — تم سا نہیں غم گسار آقا
جس کی مرضی خدا نہ ٹالے — میرا ہے وہ نامدار آقا
کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں — دنیا کے ہے تاجدار آقا
ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائے — ایسے ایسے ہزار آقا

اب دیوانِ مداح ص ۴۴ پر بابا جی مبارک کی نعت شریف سے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

انجمن دَ مرسلانو کے دے شمعه — هسے شـان دے پر ضیا آقا زما

میرے آقا کی شان نورانی ہے آپ شمعِ بزمِ رسالت ہیں۔

خپل مولا سره ئے لیدل په حقه اوشو — پـه وصف دے یکتا آقا زما

اللہ عزجل کے دیدار سے مشرف ہوئے اس وصف میں میرے آقا یکتا ہے۔

زه محمد آمین درب په جود نازیګم — هم شفیع الوریٰ دے آقا زما

مجھ محمد آمین کو آپ کے دَرِ سخاوت پر ناز ہے، میرے آقا شفیع الوریٰ ہیں۔

گلزار مدینہ ص ۳۷ پر بابا جی مبارک فرماتے ہیں

هغه یکتا محمد مصطفی دے — زما آقا محمد مصطفی دے

میرے آقا مصطفی ﷺ ہیں، جو یکتا محمد مصطفی ﷺ ہیں

دَ زړه دوا محمد مصطفی دے — زما آقا محمد مصطفی دے

میرے آقا مصطفی ﷺ ہیں، دل کی دوا محمد مصطفی ﷺ ہیں

طبیب زما محمد مصطفی دے — زما آقا محمد مصطفی دے

میرے آقا مصطفی ﷺ ہیں، میرے طبیب محمد مصطفی ﷺ ہیں

کروں تیرے نام پہ جان فدا

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کا عشقِ مصطفی ﷺ میں مستی اور وارفتگی ان کے تصانیف اور نعتیہ کلام میں نمایاں ہے۔ آپ نے نامِ مصطفیٰ پر فدا ہو جانے کی آرزو اپنے کلام میں کئی جگہ بیان کی ہے۔ بابا جی مبارک کے کلام میں بھی یہ وصف واضح نظر آرہا ہے۔ بابا جی مبارک نے اپنے کئی نعتوں میں اس کا برملا اظہار کیا ہے۔ بلکہ اس عقیدت کے اظہار میں کئی نعتیں لکھی ہیں، بابا جی مبارک نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی تحریر فرمائی جس کا نام "روحی فدا" رکھا۔ آیئے بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک کے کلام سے چند منتخب اشعار ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان میں کتنی یگانت اور مناسبت پائی جاتی ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت مبارک فرماتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

بابا جی مبارک اسی آرزو کو مداحِ دیوان صفحہ ۱۶۱ پر یوں بیان کرتے ہیں۔

دوړا کونه ستا دَیو ویخته دلبره   هـــزار شان شه په هزار زله فدا

یہ دونوں جہاں ہزار بار آپ کے ایک موئے مبارک پر وار دوں۔

بابا جی مبارک اسی آرزو کو مداحِ دیوان صفحہ ۲۷ یوں اپنا مدعا پیش کر رہے ہیں۔

روح اور زړه مِ ستا له هر ویخته قربان دی

نور څه نه لرم قربان څه کړم محبوب

اے محبوب ﷺ آپ کے ہر موئے مبارک پر اپنی روح اور دل کو فدا کرلوں اور کچھ بھی نہیں میرے پاس نہیں جسے میں محبوب ﷺ پر قربان کرنے کیلئے پیش کروں۔

حدائق بخشش میں ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک وجن وبشر حور وپری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

دیوانِ مداح صفحہ ۸ پر بابا جی مبارک اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

دَ عام خوبان ترے کل واړه زاریگی   هسے شانِ خوبانی دے مصطفی

میرے مصطفیٰ ﷺ اتنے حسین ہیں کہ کائنات کے تمام حسن والے آپ پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت کا ایک اور انداز بھی ملاحظہ فرمائیے۔

جان و دل تیرے قدم پر وارے   کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

دیوانِ مداح صفحہ ۲۳ پر بابا جی فرماتے ہیں۔

نه پوهیږم چه په څه شان در قربان شم

چه شي حق دَ محبت ادا محبوبه

میں حیران ہوں کہ کس شان سے حضور ﷺ پر قربان ہو جاؤں تا کہ محبوب ﷺ کی محبت کا حق ادا ہو جائے۔

بابا جی مبارک اسی آرزو کو مداحِ دیوان صفحہ ۱۱ یوں عرض کرتے ہیں۔

که په هر ویخته مِ زر روحه پیدا شي

قرباني به یی کړم ضرور په مینه ستا

اگر مجھے میرے بالوں برابر ہزار ہزار بار زندگی مل جائے تو اسے ہر بار آپ کی محبت میں پھونک دوں۔

بابا جی مبارک اسی آرزو کو مداحِ دیوان صفحہ ۱۳ یوں بھی عرض کرتے ہیں۔

شه روح و تن مِ دواړه لتا یا محمدا   فدا فدا فدا فدا فدا فدا فدا

یا محمد ﷺ آپ پر میری روح اور جسم دونوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں قربان ہوں۔

دَیو ویخته له سره دِ شم زر زله قربان   لتا مِ دِ نه کړي مولا ستا په مخ روخان

جدا جدا جدا جدا جدا جدا جدا

آپ کے ایک موئے مبارک پر ہزار بار قربان جاؤں اے اللہ مجھے حضور ﷺ کے چہرہ پر نور کی خاطر حضور ﷺ سے جدا نہ کرنا۔

که زر زله په خاورو ستا دَ در شمه قربان

ستا حق دَ محبت به لما نه شي په هیڅ شان

ادا ادا ادا ادا ادا ادا

اگر ہزار بار بھی آپ کے درِ مبارک کے خاک پر قربان ہو جاؤں تب بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں کر سکوں گا۔

زر وارے مِ روح ستا دَیو ویخته نه شه نثار

منظور کړه دَ محمد آمین سوال ستا په رخسار

خدا خدا خدا خدا خدا خدا

اے اللہ عزوجل حضور ﷺ کے چہرہ پرنور کے واسطے محمد آمین کی یہ فریاد منظور فرما کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک پر ہزار بار اپنے روح کو نثار کرلوں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۳۷ پر بابا جی فرماتے ہیں۔

دل و جان به سپیلني غوندِ لوګے کړم

دَ یار در کے زه ګدا دَ محبت

میں گدا اپنی روح و دل دونوں کو آپ کے در پر پھونک دوں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

الروح فداك فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن تھا

موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے چلا جانا

دیوانِ مداح صفحہ ۱۰۸ پر باباجی فرماتے ہیں۔

که په یو ویخته مِ کروړ روحه پیدا شي

زه به ئے واړه کړم لتا قربان عزیز

اگر میرے ایک ایک بال پر کروڑوں زندگیاں مل جائیں ان سب کو آپ پر قربان کر جاؤں۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۵۵ پر باباجی فرماتے ہیں۔

یو نظر دَ مرحمت غواړم خدارا پریمے نگدے بے نوا روحي فداكَ

خدا کیلئے مجھ پر ایک بار نظر رحمت فرمائیے آپ پر میری روح قربان ہو مجھے بے نوا مت چھوڑیئے۔

دیوانِ مداح صفحہ ۱۶۵ پر فارسی نعت میں باباجی مبارک فرماتے ہیں۔

فقیرم بینوا روحی فداک محمد مصطفیٰ روحی فداک

دیوانِ مداح صفحہ ۷۵ پر باباجی مبارک فارسی نعت میں فرماتے ہیں۔

دو عالم نثار و فدائے محمد چو جبریل بینم گدائے محمد

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

باباجی اسی مناسبت سے دیوانِ مداح ص ۲۰۷ پر فرماتے ہیں۔

قربانی مِ ستا دَ درپه خاك نصيب شه

هزار زل دَ رب لـه لوره در قربان

آپ کے در خاک پر مجھے قربان ہونا نصیب ہو جائے، ہزار بار قربان جاؤں اگر رب العزت میری یہ مدعا پوری کرے۔

یہ جا چشم و سر کی ہے

باباجی مبارک کو مدینہ منورہ سے عشق تھا مدینہ منورہ سے عشق اور وارفتگی کے حالات اسی کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ باباجی مبارک اسی عشق و وارفتگی کو اپنے نعتوں میں بھی بیان کیا ہے۔ باباجی مبارک نے امامِ عشق و محبت اعلیٰ حضرت مجدد الشاہ احمد رضا خان قادری قدس سرہ کے جذبات وعقیدت ومسلکِ عشق کی ترجمانی کی ہے جیسا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا تھا۔

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو یہ راہِ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سَر کی ہے

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے ایک اور جگہ یہ بھی فرمایا۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

باباجی مبارک نے بھی اس وارفتگی کو گلزارِ مدینہ میں صفحہ ۵۹ پر یوں بیان کیا ہے۔

زړګیه سترګے لګوه دَ قدم لاره نه ده

حضرت پرے ایخی قدمونه دومره خواره نه ده

یعنی! اے دل اس مقدس شہر میں آنکھوں کے بل چلنا، تمہارے قدم اس قابل نہیں کہ اس خاک مقدس پر پڑے کیونکہ اس مقدس زمین نے سرور دوعالم ﷺ کے قدموں کو چوما ہے۔

په دے کوڅو کښې به جبرائیل علیه السلام خپے ابل

لـه شوقـه تللـو روره ستا دَ خپو د پاره نـه ده

ان گلیوں میں جبرئیل امین بھی ننگے پاؤں چلتے ہوئے خوشی محسوس کرتے تمہارے قدم اس خاکِ اقدس کے قابل نہیں۔

چه دَ حرم په زمکه ګدے قدم او سترګے نه ګدے

زړه دِ زخمي نه دے سینه دِ هم بیماره نه ده

حرم شریف کی زمین پر پاؤں رکھیں اور چشمِ سر نہ رکھیں تو سمجھو تیرا دل محبت کے زخم سے ناواقف ہے اور تیرے سینے میں عشق کی بیماری ہے ہی نہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خم ہوگئی پشتِ فلک اس طعن زمیں سے — سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

په رتبه کښې له اوچت عرشه بالا دے — دغه ستا مزین در ستا په قدم

آپ کا در اقدس رتبے میں عرش سے بھی بالا ہے کیونکہ آپ کے قدموں سے اس کو زینت ملی ہے۔ہ

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہے خاک سے تعمیر مزار شہِ کونین — معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

بابا جی مبارک فرماتے ہیں۔

چه حضرت رسول الله پکښې دفن دے — معدن زکه دَ نورونو مدینه

حضور ﷺ یہاں آرام فرما ہیں اسی لئے مدینہ منورہ انوار و تجلیات کا مرکز و گہوارہ ہے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا — سر وہ سر ہے جو ترے در پہ قربان گیا

سجدہ اور شریعت

بابا جی مبارک اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کے نزدیک شریعت اس کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔

جیسا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

نہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو — مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

ایک اور جگہ امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں — اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

بابا جی مبارک دیوان، مداح صفحہ ۲۰۳ پر اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

که سجده دے په قدم باندِ روا وے — پری به پروت وومه تر محشره قربان

اگر شریعت میں آپ کو سجدے کی اجازت ہوتی تو قربان جاؤں روزِ محشر تک سجدے میں پڑا رہتا۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح

غوثِ اعظم پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرتے ہوئے بابا جی مبارک دیوانِ مداح ص ۴۵ پر لکھتے ہیں!

نامورہ دَ بغداد جیلانی غوث — په حسب نسب شریف لا ثانی غوث

بغداد کے عظیم المرتبت غوثِ جیلانی، اے غوث آپکا سلسلہ نسب بزرگی والا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں

غوثیت دِ مبارك شه هزار زله — مخه وريه در دَ رب نوارانی غوث

ہزار بار آپ کو غوثیت کا مقام مبارک ہو، اے غوثِ نورانی آپ رب کریم ہاں اعلیٰ مقام پر ہیں

گنجینه دَ معرفت او حقیقت — هم یادیگے محبوب سبحانی غوث

آپ گنجینہ معرفت اور حقیقت ہیں اے غوث آپ محبوبِ سبحانی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

دَ عزت نشان دِ پورته دے له عرشه — رب در کړے عجیبه سلطانی غوث

اے غوث آپ کو اللہ عزوجل نے ایسی عجیب بادشاہت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی بزرگی عرش سے بھی کہیں بالا ہے۔

بحر و بر دے کړه سیراب دریاب دَ فیض — ته منبع ئے دَ کرم فیضانی غوث

اے غوث آپ کرم و عنایت کے مرکز ہیں آپ کے فیضان سے بحر و بر سیراب ہوئے۔

په فلك دَ ولایت شمس قمر ئے — قاف تر قاف ستا جلوه رسانی غوث

آپ آسمانِ ولایت کے آفتاب و ماہتاب ہیں اے غوث ہر طرف آپ کے جلوؤں کی رسائی ہے۔

سردار دَ مدینے دَ گلشن گل ئے — زه لتا شوے هزار زل قربانی غوث

آپ گلشنِ سرکارِ مدینہ ﷺ کے پھول ہیں، اے غوث آپ ہزار بار قربان جاؤں۔

په خاطر دَ مصطفی نامور غوارم — جام دَ وصل یمه ډیر ارمانی غوث

اے غوث آپ سے مصطفیٰ ﷺ کی خاطر جامِ وصل مانگ رہا ہوں جس کی مجھے شدت سے طلب ہے۔

پہ محمد آمین نظر دَ رحمت وکړه　　　چه کوی دَ حضرت نعت خوانی غوث

اے غوث، مجھ محمد آمین پر نظر رحمت کیجئے، کیونکہ میں حضرت مصطفیٰ ﷺ کا نعت خواں ہوں۔

باباجی مبارک کے کرامات

اپنے پیرو مرشد کے نظر فیض اور حضور ﷺ کے نظر کرم سے آپ ولایت کے اعلیٰ مقام پر تھے۔ اور جب ولایت کا یہ اعلیٰ مقام کسی کو مل جاتا ہے تو آنکھوں سے پردے ہٹ جاتے ہیں حقیقت سامنے ہوتا ہے۔ دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ عام انسان اور اولیاء میں یہی فرق ہوتا ہے عام انسان اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں ظاہری کانوں سے سنتے ہیں ظاہری پاؤں سے چلتے ہیں ظاہری ہاتھوں سے کام انجام دیتے ہیں۔ مگر اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل نے وہ مقام دیا ہوتا ہے کہ بظاہر انکی آنکھیں بند ہوتی ہیں مگر ان کی نظر عرش تک پہنچتی ہے بظاہر وہ بیٹھے ہی رہتے ہیں مگر حقیقت میں دنیا بھر کی سیر کرتے ہیں۔ کیونکہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی بندے کے دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو اس کا دل فراخ و کشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا علامت ہے؟ فرمایا: اس دھوکے کے گھر سے علیٰحدگی اختیار کرنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے واقعے ہونے سے پہلے ہی اس کیلئے آمادہ رہنا۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص دنیا سے علیٰحدگی اختیار کرے گا اللہ اس کا دل منور کر دے گا۔ جب حارثہ سے حضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے ایمان کی کیا کیفیت ہے تو حارثہ نے عرض کیا: میں نے اپنے نفس کو لیکر دنیا سے علیٰحدگی اختیار کی ہے دن کو پیاسا اور رات کو جاگتا رہتا ہوں اور اب یہ کیفیت ہے کہ اللہ کے عرش کو اپنے سامنے دیکھتا رہا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں اور وہ ایک دوسرے کی زیارت کیلئے آرہے ہیں اور اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اس میں حارثہ نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اس نے دنیا سے علیٰحدگی اختیار کر لی تو اللہ نے اس کے دل کو روشن کر دیا۔ لہٰذا اس کیلئے غائب چیزیں ایسی تھیں جیسے وہ ان کا مشاہدہ کر رہا ہو۔ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس کے دل کو اللہ نے منور کر رکھا ہے اسے چاہئے کو حارثہ کو دیکھ لے۔''

(کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم ص ۴۰)

''ابوامامہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مومن کی فراست سے بچا کرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ فرماتے ہیں میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا عمر کی زبان پر حق جاری ہے۔ اور جب ہرم بن حیان نے اویس قرنی کو سلام کیا تو اویس قرنی نے کہا: اے ہرم بن حیان تجھ پر بھی سلام ہو حالانکہ اویس نے ہرم کو اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ پھر کہا میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔

ابوعبداللہ ان طاکی فرماتے ہیں جب تم اہل صدق کی مجلس میں بیٹھا کرو تو صدق سے بیٹھو کیونکہ یہ لوگ دلوں کے جاسوس ہیں۔ تمہارے باطن میں داخل ہو کر تمہارے ارادوں کو ظاہر کر دیتے ہیں۔''

(کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم ص ۴۲،۴۱)

''ارشاد خداوندی ہے: جب برابر میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے تو میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔۔۔ تو میں ان کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر مجھ سے سوال کرتا ہے تو ضرور اس کو دیتا ہوں۔''

(مشکوٰۃ شریف، بخاری شریف)

جب کوئی مستحبات پر عمل کرتا ہے اور مکروہات سے بچتا ہے یہ عام انسان کیلئے ناممکن ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے اس کی پابندی کرے۔ کیونکہ یہ فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ مگر اولیاء اللہ میں یہ استعداد پائی جاتی ہے۔ اور وہ ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ محفوظ ہوتے ہیں۔ (یہاں بعض لوگوں کو ''محفوظ'' والے لفظ سے معصوم کا گمان ہوتا ہے حالانکہ معصوم الگ ہے اور محفوظ الگ معصوم صرف انبیاء کرام ہوتے ہیں۔ اولیاء محفوظ ہوتے ہیں۔)

اسی لئے جب اولیاء اللہ فطرت کے خلاف شریعت مطہرہ اور حب رسول ﷺ کو اپناتے ہیں۔ تو اللہ عزوجل ان میں یہ عادات و افعال صادر فرماتا ہے جنہیں کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامت دراصل معجزات نبی برحق ﷺ ہوتے ہیں۔ جو نبی ﷺ کے غلاموں میں اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے تاکہ دلوں میں نبی کریم ﷺ کی عظمت، محبت اور اطاعت پیدا ہو، یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے اولیاء کو ایسے روحانی

طاقت سے نوازتا ہے کہ وہ طاقت عام انسان کے عقل سیماوراء ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل نے حضرت باباجی مبارک کو بھی اسی دولت لازاوال سے نوازا تھا۔

آیئے باباجی مبارک کے چند کرامات ملاحظہ فرماتے ہیں تا کہ ایمان کی تازگی نصیب ہو۔

دور سے اپنے چاہنے والوں پر نظر

عمرزئی کی ایک مسجد میں میلادالنبی ﷺ کی ایک تقریب منعقد ہوئی باباجی مبارک کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور علماء کرام بھی وقت مقررہ پر پہنچ گئے تھے۔ سب علماء باباجی مبارک کے انتظار میں تھے۔ صاحبزادہ احمد جان صاحب جس نے یہ جلسہ منعقد کیا تھا وہ پریشانی کی حالت میں بڑے بے چین تھے کہ باقی تمام حضرات تو آ گئے ہیں لیکن باباجی مبارک ابھی تک تشریف نہیں لائے، احمد جان صاحب کی پریشانی اس قدر بڑی کہ اپنے جذبات پر بھی قابو نہ رکھ سکے اور اپنی بے چینی کا اظہار شروع کرنے لگے، احمد جان صاحب کی بے چینی و بے قراری ان کے چہرے اور کلام سے سب پر عیاں تھی۔ باباجی مبارک تحت بھائی کے علاقے میں تھے جو علاقہ عمرزئی سے کافی دور تھا، راستے کے خرابی اور گاڑی کی عدم دستیابی کی وجہ سے باباجی مبارک کو دیر ہو گئی تھی، ادھر پریشانی کی حالت میں احمد جان صاحب کی بیتابی سب پر واضح تھی، وہ بیقراری اور بے چینی کی وجہ سے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے جا رہے تھے، کہ اتنے میں باباجی مبارک تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا کہ میں نے تحت بھائی ہی میں احمد جان صاحب کی بے چینی، بے قراری، پریشانی کو ملاحظہ کیا تھا، یہ سن کر سب لوگ حیران رہ گئے۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

مرید کے احوال سے باخبر

ناظم عبدالکریم بیان کرتے ہیں ایک بار جب میں باباجی مبارک کے دیدار کیلئے روانہ ہوا تو معمول کے مطابق گھر ہی میں غسل کیا نئے کپڑے پہنے خوشبو لگانی چاہی لیکن دستیاب نہیں تھی بڑا دکھ بھی ہوا، کہ ایسے میں کیسے مرشد کے ہاں حاضری دوں مگر دل دیدار کیلئے بے چین تھا خوشبو لگائے بغیر ہی چل پڑا۔ باباجی مبارک کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی۔ واپسی پر باباجی مبارک سے اجازت چاہی تو باباجی مبارک نے اپنے جیب مبارک سے خوشبو کی شیشی نکالی اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ نئے کپڑے پہننے کے

بعد کام آئے گی۔ باباجی مبارک کا ارشاد سن کر مجھ پر ایک حالت طاری ہو گئی، کہ باباجی مبارک کس شان والے ولی کامل ہیں۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

بیماری سے شفا مل گئی

عبدلکریم صاحب بیان کرتے ہیں ایک دن گرمیوں کے موسم میں کام کی زیادتی کی وجہ سخت گرمی لگ گئی جس سے میری حالت غیر ہو گئی جس سے میں نڈھال ہو کر چارپائی پر گر پڑا پیٹ میں بھی شدید درد ہونے لگا اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں باباجی مبارک کی زیارت نصیب ہوئی باباجی نے فرمایا یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ جہاد کشمیر میں تو اچھے خاصے صحت مند تھے؟ میں نے عرض کی سرکار جہاد سے واپسی کے بعد آپ نے مجھ پر نظر کرم ہی نہیں فرمایا! اس پر باباجی مبارک نے فرمایا میں تو آپ کیلئے دعا گو رہتا ہوں، میں عرض گزار ہوا سرکار مجھے دعا کے ساتھ ساتھ دوا کی بھی ضرورت ہے۔ باباجی مبارک نے فرمایا بے فکر رہو اٹھ کے جاؤ گھر میں جوائن ہو تو اسے پانی کے ساتھ کھالو انشاء اللہ شفا نصیب ہو گی، یہ سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور فوراً اٹھ کے پانی کے جوائن کھالی جس سے فوراً میری تکلیف و بیماری دور ہو گئی اور اللہ عزوجل نے مجھے شفا عطا فرمائی۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشق رسول ﷺ فخر کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کے دست مبارک سے زخمی آنکھ کو شفا نصیب ہوئی

گلروز صاحب جو ابھی بالکل چھوٹے تھے کہ باباجی مبارک کے نواسے غفران صاحب کے رائفل کی فائرنگ سے بارود کے ذرات سے گلروز صاحب کی آنکھ زخمی ہو گئی انکے والد اپنے بیٹے کو زخمی حالت میں باباجی مبارک کے پاس لائے اور ماجرا سنایا کہ اب بیٹے کی آنکھ کا کیا بنے گا؟ باباجی مبارک نے فرمایا اللہ خیر کرے گا اور اپنا ہاتھ مبارک اس زخمی آنکھ پر پھیرا۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی برکت سے آنکھ ٹھیک ہو گئی۔ آنکھ میں زخم کا نشان موجود تھا مگر بینائی پر کوئی اثر نہیں پڑا، گلروز صاحب باباجی مبارک کی یہ کرامت سب کو سناتا اور دکھاتا رہتا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک کی فراست

''زلفان استاد فرماتے کہ میں نے باباجی مبارک کے ہاں حاضری دی، واپسی کیلئے باباجی مبارک سے اجازت چاہی، باباجی مبارک نے اجازت نہیں دی اور فرمایا آج نہیں کل آرام سے چلے جانا، مگر میں نے اصرار کیا اور گھر کیلئے روانہ ہوا۔ ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ آسمان پہ کالے بادل نمودار ہوئے تیز آندھی اور طوفان شروع ہو گیا بہت تیز بارش ہونے لگی میں سر چھپانے کیلئے مارا مارا پھر رہا تھا کہ کہاں بارش سے سر چھپانے کی جگہ ملے کی، تیز بارش کی وجہ سے میں بھیگ چکا تھا مگر کہیں بھی جگہ نہ ملی رات کے اندھیرے نے اور بھی پریشان کیا تھا۔ بالآخر ایک مسجد میں پناہ لی اور وہیں رات گزاری، اور دل میں اس بات کو افسوس آنے لگا کہ آخر کیوں باباجی مبارک کے فرمان کو ٹال دیا۔ (ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی کی برکت سے بنجر زمین ہریالی ہوگئی

محمد عزیز بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں پانی کی بہت زیادہ قلت تھی پینے کا پانی بھی دور سے لاتے۔ جب باباجی مبارک ہمارے علاقے میں تشریف لائے اور یہ صورتحال دیکھی تو سب گاؤں والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہاں کاریز کھودتے ہیں مگر آپ سب کو عدہ کرنا ہوگا کہ پانی نکلنے کے بعد اسے بیچو گے نہیں کیونکہ پانی بیچنا خلاف شرع ہے۔ اگر کسی نے وعدہ خلافی کی تو ان پر جرمانہ عائد ہوگا جس کی سزا ایک بیل ۲۵ من چاول اور مکان کا نذر آتش ہونا ہوگا۔ سب حضرات نے وعدہ کیا۔ باباجی مبارک نے سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر دم کئے اور کاریز والی جگہ پر پھینکے اور پانی کیلئے کھدائی شروع کی۔ اللہ کے فضل سے وہاں پانی نکل آیا، اور یہ نہ صرف پینے کے کام آیا بلکہ اس سے ہماری زمینیں بھی سیراب ہوئیں، ریگستانی زمین آباد ہونے لگی، بنجر زمین پر ہریالی نکل آئی، زمین ایسی فصل دینے لگی کہ ہم سب حیران رہ گئے، پانی کی قلت ختم ہوگئی۔ لوگ اپنے زمینوں میں گنے کی کاشت کرنے لگے جو بہت کامیاب ہوئی، لوگوں نے اس پانی کو نالیوں کے ذریعے دور دور تک پہنچایا۔ جب تک باباجی مبارک وہاں قیام پزیر رہے وہاں ہر طرف ہریالی اور فصل تیار ہوتا رہا لیکن جب باباجی مبارک وہاں سے واپس تشریف

لے گئے تو وہ علاقہ ویران پڑ گیا۔ اور جب روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو یہ علاقہ مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ اس علاقے میں باباجی مبارک کا مکان اور باباجی مبارک کے نام سے منسوب مسجد کو روسی افواج شہید کیا ہے۔ اور للمہ کی وہ زمین ایک بار ویران ہوگئی ہے۔ (ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

حضور ﷺ نظر کرم فرمائیں تو بلاتے ہیں

سکندر خان ولد محمد حسن بیان کرتے کہ ایک دفعہ میں نے باباجی مبارک کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت آپ ہر سال حج پر کیوں تشریف نہیں لے جاتے حالانکہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوسکتی ہے۔ باباجی نے فرمایا ایسی بات نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ جب سرکارِ مدینہ نظر کرم فرمائیں اور مجھے بلائے تو میں حاضر ہوتا ہوں پھر میری حاضری میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، میں سرکار ﷺ ہی کی اجازت سے زیارت حجاز مقدس کے سفر پر جاتا ہوں۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

باباجی مبارک کی برکت، جہاز ڈوبنے سے بچ گیا

حاجی جعفر خان بیان کرتے ہیں جب ہم جہاز میں عرب کا سفر کرنے لگے تو ایک دن دریا میں طوفان آ گیا اور جہاز کے ایک حصے جہاں ایک ہک لگا ہوتا ہے وہ اپنی جگہ سے سرک گیا اور جہاز میں پانی آنا شروع ہو گیا جہاز کے کپتان نے ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا اور جہاز میں موجود کشتیاں سمندر میں پھینک دی اور اعلان ہوا کہ سب لوگ اپنی اپنی جیکٹ پہن لیں کیونکہ اب جہاز کے بچنے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے۔ جہاز میں سوار لوگوں کیلئے یہ خبر قیامت سے کم نہ تھی ہر طرف چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگی جہاز میں موجود مسافر اپنے موت کو قریب سے دیکھ رہے تھے، کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے، باباجی مبارک بڑے سکون سے اپنے اوراد اور وظائف میں اور یاد الٰہی میں مشغول تھے اس قیامت خیز خبر کی کوئی پرواہ نہ کی، یکایک وہ ہک واپس آ کر اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا جہاز میں پانی کا آنا بند ہو گیا اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا، جہاز کا کپتان بھی حیران تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ہک ٹوٹنے کے بعد اپنی جگہ پر واپس آئے اور جہاز تباہی سے جائے، ضرور اس جہاز میں کوئی اللہ

کا ولی موجود ہے جس کی برکت سے جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

اپنے عقیدت مند کو ڈوبنے سے بچایا

عبدالغفار خان ملیانوں کلے ترنگزئی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے عزیز سے ملنے جارہا تھا اسی راستے میں دریا پڑتا تھا اس لئے میں کشتی میں سوار ہو گیا جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچ گئی تو کشتی دریا میں ڈوبنے لگی اور مجھے بھی دریا کے موجوں نے اپنے لپیٹ میں لے لیا میں ہاتھ پاؤں مارنے لگا اور غوطے لگانا شروع کئے مگر خوف وڈر کے مارے میری ہمت دریا کے موجوں کے سامنے تاب نہ لاسکی ،مصیبت کے اس عالم میں کوئی آسرا دکھائی نہیں دے رہا تھا، میری موت مجھے سامنے نظر آرہی تھی قریب تھا کہ دریا کی موجیں میری سانسیں چھین لیتے اسی مصیبت کے عالم میں اللہ عزوجل سے فریاد کی کہ اے اللہ میری مدد فرما اور مجھے ڈوبنے سے بچا! اللہ عزوجل نے میری فریاد سن لی سامنے دیکھا تو باباجی مبارک دریا کے بیچ کھڑے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ ڈرنا نہیں ہمت کرو اور کھڑے ہو جاؤ یہ دیکھو میں بھی تو کھڑا ہوں یہ سن کے میری ہمت جوان ہو گئی دیکھا تو باباجی مبارک دریا میں کھڑے ہیں اور پانی کم معلوم ہوتا ہے یہ دیکھ کر میں نے بھی پیر لگائے اور کھڑا ہو گیا اور باباجی مبارک کی طرف جانے لگا باباجی مبارک بھی چلنے لگے میں بھی باباجی مبارک کے پیچھے پیچھے جانے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم خشکی پر چل رہے ہیں یہاں تک کہ دریا کے کنارے پہنچ گئے پانی سے باہر آگئے اب میں نے نظریں جھکی ہوئی تھیں، باباجی مبارک کی موجودگی کے احساس سے میرا خوف جاتا رہا میں نے باباجی مبارک کی طرف دیکھنا چاہا میری نظریں اٹھنے لگی سامنے دیکھا تو باباجی مبارک میری نظروں سے غائب ہوئے ادھر ادھر دیکھا مجھے کہیں بھی باباجی مبارک نظر نہ آئے، مجھے بڑی حیرانگی ہوئی۔ کچھ دنوں بعد باباجی مبارک کی خدمت میں حاضری دی تو باباجی مبارک نے مجھے سختی سے منع فرمایا کہ میری زندگی میں اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہیں کرنا، میں نے باباجی مبارک کی زندگی میں کسی سے اس واقعے کا ذکر نہیں کیا۔

(ماخوذ: تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ)

دو بیٹوں کی بشارت

یہ واقعہ مجھے علامہ محمد شفیق امینی صاحب نے بیان فرمایا اور انہیں یہ واقعہ پنج پیر میں مولوی طیب طاہری پنج پیر نے بیان کیا مولوی طیب صاحب نے کہا کہ میرے ماموں اولادِ نرینہ سے محروم تھے۔ جب باباجی مبارک پنج پیر تشریف لائے تو میرے ماموں نے باباجی مبارک سے عرض کیا کہ باباجی مبارک میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائیں اس محفل میں میرے والد (مولوی طاہر پنج پیری صاحب) بھی تشریف فرما تھے میرے والد نے باباجی مبارک سے عرض کیا کہ باباجی ان کی کافی زمینیں ہیں مگر یہ مدرسے کیلئے جگہ نہیں دے رہے آپ ان سے وعدہ لیں کہ اگر ان کی نرینہ اولاد ہوئی تو یہ مدرسے کیلئے جگہ وقف کردیں گے۔ باباجی مبارک میرے ماموں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟ میرے ماموں نے وعدہ فرمایا کہ قربان جاؤں باباجی اگر اللہ مجھے اولادِ نرینہ سے نوازدے تو میں مدرسے کیلئے جگہ وقف کرلوں گا۔ باباجی نے فرمایا آیئے سب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور دعا فرمائی اور پھر فرمایا کہ آئندہ سال جب میں پنج پیر آؤں گا تو اللہ آپ کو دو بیٹے عطا فرمائے گا اور ان کے نام بھی بتائے۔ (علامہ محمد شفیق امینی صاحب فرماتے ہیں غالباً ایک کا نام نوارالحق اور دوسرا نام عبدالحق بتایا) باباجی مبارک کی دعا قبول ہوئی اور اللہ عزوجل نے میرے ماموں کو دو جڑواں بیٹے دیئے۔ مولوی طیب صاحب نے مجھے یہ بھی کہا ان میں ایک بیٹا ابھی آپ کے آنے سے پہلے یہاں موجود تھا۔"

موئے مبارک سے عشق اور ان کا حصول

حضور ﷺ نے خود اپنے موئے مبارک صحابہ کرام پر تقسیم فرمائے جیسا کہ مسلم شریف میں روایت ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سر کی دائیں جانب کو اشارہ کرکے حجام سے فرمایا یہاں سے۔ پھر جو لوگ آپ کے قریب تھے آپ نے ان میں بال مبارک تقسیم کردیئے پھر آپ نے حجام کو بائیں جانب اشارہ کیا اس نے ادھر کے بال اتار دیئے جو آپ ﷺ نے ام سلیم کو عنات فرمادیئے۔ ایک روایت کے مطابق دائیں جانب سے شروع کیا اس نے ایک ایک دو دو بال تقسیم کردیئے۔ پھر بائیں جانب اشارہ کیا اور اس طرف بھی ایسا کیا، پھر فرمایا یہاں ابوطلحہ ہیں؟ وہ بال ابوطلحہ کو مرحمت فرمادیئے۔

(مسلم شریف، کتاب الحج۔ سیرتِ حلبیہ اردو، جلد ۶، ص ۳۰۱)

موئے مبارک کیلئے صحابہ کرام کی وارفتگی کے بارے میں صاحب سیرتِ حلبیہ لکھتے ہیں۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حجام رسول اللہ ﷺ کے بال بنا رہا تھا تو میں نے صحابہ کو آپ ﷺ کے گرد منڈلاتے ہوئے دیکھا کہ جہاں کوئی بال گرتا وہ اس کو احتیاط کے ساتھ اٹھا لیتے تھے۔'' (سیرتِ حلبیہ اردو، جلد ۶، ص ۳۰۱)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے پیشانی کے بال حاصل کر لئے تھے اور اس کو اپنی کے اگلے حصے میں رکھتے تھے اور اس کی برکت سے ہر مہم میں فتح حاصل کر لیتے جیسا کہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک عمرہ میں رسولِ خدا ﷺ کے ہمراہ تھا آپ نے اپنے بال منڈوائے۔ لوگ ان بالوں کو دوڑ دوڑ کے لینے لگے میں بھی گیا اور میں نے پیشانی کے بال لے لئے اور ایک ٹوپی میں نے بنائی اس ٹوپی کے آگے والے حصہ میں میں نے ان بالوں کو رکھ لیا، جس مہم میں میں اس ٹوپی کو پہنتا ہوں وہ مہم فتح ہو جاتی ہے۔'' (اسد الغابہ مترجم، جلد اول، حصہ سوم، ص ۶۳۱)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موئے مبارک کے برکت سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔

''ان (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کی ٹوپی میں جس کو پہن کر جنگ کرتے تھے رسولِ خدا ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا اس کی برکت سے فتح طلب کیا کرتے تھے اور ہمیشہ فتح مند رہتے تھے۔''

(اسد الغابہ مترجم، جلد اول، حصہ سوم، ص ۶۳۱)

جنگ یرموک میں جب خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہوگئی تو آپ تیروں کی بارش میں اسے تلاش کرتے رہے۔ جیسا کہ محمد اول شاہ سنبھلی صاحب لکھتے ہیں۔

''حاکم وغیرہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔ جنگ یرموک میں ایک دن خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہوگئی (عین اس وقت جبکہ میدان جنگ گرم ہو رہا تھا) ٹوپی ڈھونڈنے میں مصروف ہو گئے (لوگوں نے آپ کو موت کے سامنے جیسا کہ تیر اور پتھر برس رہے تھے تلوار و نیزہ بر سر پیکار تھے کسی اور کام میں مصروف ہونے کو برا جانا لیکن آپ ٹوپی کو تلاش کرتے رہے) یہاں تک کہ آپ کو ٹوپی مل گئی (تب انہوں نے اپنے آپ کو مطمئن پا کر بیان فرمایا کہ اس ٹوپی میں جناب رسالت مآب ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال ہیں) ایک مرتبہ حضور ﷺ نے عمرہ کیا سر مبارک کے بال منڈوائے تو اس وقت ہم میں سے ہر

شخص بال لینے کی کوشش کر رہا تھا ایک دوسرے پر گرتا تھا تو میں نے پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لئے اور ٹوپی میں سی رکھے ہیں (میں اسے اس لئے ڈھونڈ رہا تھا) کہ یہ ٹوپی جس جنگ میں میرے سر پر ہوتی ہے میں اس میں ضرور فتح پاتا ہوں۔'' (بدنِ خیر البشر از احادیثِ بے بدل، ص ۴۰)

امام الائمہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر میرے ہاں ان بالوں میں سے صرف ایک ہی بال ہو تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر عزیز ہے۔''
(جواہر البحار فی فضائل نبی المختار، جلد ۱، ص ۵۷۵)

حضور ﷺ کے موئے مبارک سے عشق و وارفتگی کا عقیدہ صحابہ کرام کا عقیدہ ہے اور وہ کون مسلمان ہوگا جو موئے مبارک ﷺ پر جان نہ نچھاور کرے۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا مکہ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

باباجی مبارک کو موئے مبارک سے عشق تھا اور بالآخر اللہ تعالیٰ باباجی مبارک کو اس عظیم نعمت سے نوازا۔

باباجی مبارک جب للمہ (افغانستان) میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مصروف تھے اسی دوران جب آپ کو علم ہوا کہ یہاں ایک سادات گھرانے کے پاس موئے مبارک ہے تو آپ دیدار موئے مبارک کیلئے للمہ سے کوٹ تک روزانہ ۲۰ کلومیٹر کا سفر فرماتے اور دیدارِ موئے مبارک سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی تسکین پاتے۔ ایک بزرگ سید گل بادشاہ صاحب سادات زربچے کے رہائشی تھے اور امیر عبدالرحمٰن کے کابینہ میں وزیر تھے۔ امیر عبدالرحمٰن کے پاس سات عدد موئے مبارک تھے ایک بار امیر سید گل بادشاہ سے کسی کام پر خوش ہوئے اور فرمایا مانگو کیا مانگتے ہو۔ تو سید گل بادشاہ صاحب نے موئے مبارک کا تقاضا کیا اس پر امیر عبدالرحمٰن نے ان کو ۲ عدد موئے مبارک عطا فرمائے، سید گل بادشاہ سے یہ موئے مبارک کوٹ کے شہزاد گل تک پہنچے۔ باباجی نے موئے مبارک کے حصول کیلئے کئی بار شہزاد گل کی خدمت میں علماء کرام کے جرگے بھیجے مگر ہر بار ناکامی ہوتی۔ جب آپ افغانستان سے واپس مجاہد آباد تشریف لائے تو فراق موئے مبارک میں اکثر غمگین رہتے۔ اور دل موئے مبارک کیلئے بے تاب آنکھیں نمدیدہ ہوتی اور شدت شوق بڑھتا رہا۔ اسی موئے مبارک کی یادوں میں مستغرق رہتے۔ ادھر پاکستان میں باباجی مبارک موئے مبارک کیلئے بے تاب رہے اور وہاں کوٹ میں آپ کے خلیفہ مولانا حسین خان صاحب اپنے مرشد کی خواہش کیلئے بار بار موئے مبارک کے حصول کیلئے جرگے بھیجتے رہے۔ بالآخر حضور

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے باباجی مبارک پر نظر کرم فرمایا اور شہزادہ گل صاحب نے باباجی کیلئے بزرگوں کے وفد کے ذریعے موئے مبارک روانہ فرمائے۔ جب بزرگوں کا وفد مجاہد آباد کے قریب پہنچا اور موئے مبارک کی آمد کی خبر ہوگئی تو مجاہد آباد میں عید کا سماں تھا عقیدت مند موئے مبارک کے استقبال میں بے تاب تھے جب موئے مبارک کا وفد قریب پہنچا تو نہایت گرم جوشی اور والہانہ عقیدت سے وفد کا استقبال کیا گیا۔ باباجی مبارک کی خوشی کی انتہا نہ رہی دلی تمنا پوری ہورہی تھی خواہش کی تکمیل ہورہی تھی باباجی کی خوشی اور مسرت پر اولیاء رشک کرنے لگے۔ موئے مبارک کے شکرانے پر دل سے یہ آواز نکلی۔

قسم وانخلمه دواړه جهانه   د زلفانو په یو تار د محمد ﷺ

قسم ہے مجھے رب العزت کی کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک کے ایک بال مبارک کے بدلے اگر پوری کائنات بھی مجھے مل جائے تو قبول نہیں۔

شکرانه کے ئے که زر وارے سر ور کړمه
په قسم که ادنیٰ شکر به ئے تر سر کړمه
دَ دارینو دولتونه کل زما شو
دم په دم د خدائے په فضل دا باور کړمه
تماشے ته که رضوانه را خکاره شے
یو دیدن به د محبوب د زلفو ورکړمه
چه د یار د زلفو تار زما په لاس شو
صد افسوس چه خیال په تحت د سکندر کړمه
د جهان شاهان زما د کوخے خاورے
چه د یار دَ زلفو تار درون په در کړمه

اگر موئے مبارک کی اس نعمت پر ہزار بار بھی اپنی جان قربان کرلوں تو بھی اس عظیم نعمت پر ادنیٰ سا شکریہ ادا نہیں کرسکوں گا۔ اللہ عزوجل کے فضل کرم سے میرے ہر سانس میں یہ یقین کامل رچی بسی ہے کہ دنیا وآخرت کی ہر دولت سے مجھے نوازا گیا ہے۔ اے رضوان آؤ کہ تمہیں محبوب رب العالمین ﷺ کے موئے مبارک کے دیدار سے نوازوں۔ جب مجھے موئے مبارک کی یہ عظیم نعمت مل گئی تو اب مجھے سکندر

کی بادشاہت سے بھی کوئی سروکار نہیں۔ دنیا بھر کے تمام خزانے میرے چوکھٹ کے گرد کے بھی برابر نہیں کیونکہ میرے پاس محبوب رب العالمین ﷺ کی موئے مبارک ہے۔

باباجی مبارک کے عرس کے موقع پر موئے مبارک کا دیدار کرایا جاتا ہے دور دور سے جوق در جوق لوگ دیدار کیلئے آتے ہیں۔ اور موئے مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے بیتاب ہوتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے عشقِ وارفتگی

باباجی مبارک کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ اس قدر تھا کہ حجاز مقدس کے گلی کوچوں سے بھی عشق تھا جب حجاز مقدس کے سفر پر گئے تو ننگے پاؤں چلتے تھے مدینہ طیبہ میں کبھی جوتی استعمال نہیں فرمائی۔ ڈاکٹر محمد عالمگیر قریشی کارڈیالوجسٹ کے والد گرامی سابق پرنسپل محمد قریش فاروقی صاحب نے فقیر (فاروقی) کو باباجی مبارک کا مدینہ منورہ سے عشق ومحبت کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا وہ ملاحظہ فرمایئے۔ مدینہ منورہ میں علماء کی ایک تقریب منعقد ہوئی۔ باباجی مبارک کو اس تقریب میں مدعو کیا گیا علماء کا اجلاس شروع تھا علماء ایک قیمتی قالین پر تشریف فرما تھے، باباجی مبارک مدینہ طیبہ کے گلی کوچوں میں ننگے پاؤں چل کر محفل میں شرکت کیلئے آئے پاؤں پر خاکِ طیبہ جمی ہوئی تھی باباجی پاؤں دھوئے بغیر سیدھے قالین پر چلتے ہوئے اپنے نشست پر تشریف فرما ہوئے باباجی مبارک کا یہ حال دیکھتے ہوئے شرکاءِ تقریب ہنسنے لگے اور آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے باباجی مبارک کے قریب نشست پر بیٹھے ہوئے ایک مولوی نے باباجی مبارک کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ کتنی عمدہ قالین ہے اور کیا پروقار تقریب ہے۔ آپ بغیر پاؤں دھوئے اس پر چل کر اپنی نشست پر ایسے ہی بیٹھ گئے کہ دھول جھاڑنے کی بھی کوشش نہیں کی جو محفل کے آداب کے خلاف ہے۔ باباجی نے سب شرکاءِ تقریب کو مخاطب کرکے پوچھا کہ یہ قالین کہاں کا بنا ہوا ہے۔ صدر محفل نے کہا کہ یہ یمن کا بنا ہوا ہے۔ باباجی مبارک کا عشق افروز جواب سن لیجئے! باباجی مبارک نے فرمایا کہ اس خاکِ طیبہ کے دھول کے سامنے یمن کے بنے ہوئے قالین کی کیا حیثیت ہے؟ یہ تو وہ خاک اقدس ہے جس پر سرکار کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں۔ اسی موقع پر باباجی مبارک نے خاک طیبہ کی عقیدت میں اپنے جذبات کچھ اس انداز سے بیان فرمائے۔

زړګیه ستړګے لګوه دَ قدم لاره نه ده
حضرت پرے ایخی قدمونه دومره خواره نه ده

یعنی! اے دل اس مقدس شہر میں آنکھوں کے قدموں سے چل تمہارے قدم اس قابل نہیں
کہ اس خاک مقدس پر پڑے کیونکہ اس مقدس زمین نے سرور دو عالم ﷺ کے قدموں کو چوما ہے۔
معرفت سے بے نیاز حضرات دنیا کے آرائشوں کو اپنا احترام سمجھتے ہیں اور اسے معیارِ تعظیم قرار دیتے مگر
باباجی کا کمالِ عشق ملاحظہ فرمائیے کہ آپ مدینہ طیبہ کے دھول کو فخر سمجھتے ہیں اس خاکِ پاک کی تعظیم کو نہ تو
عار سمجھتے ہیں اور نہ اس خاکِ پاک کی مدح بیان کرنے میں خاموش رہ سکتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں سرور دو
عالم ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے آٹھ روز قیام کیا آٹھویں روز جب باباجی کے رخصتی کا وقت آیا تو
باباجی اس جدائی کیلئے ہرگز تیار نہ تھے سرکار ﷺ کے قدموں سے دوری کے تصور کو برداشت نہ کر سکے۔
اور روضہ اقدس مبارک پر حاضر ہو رو رو کر فریاد کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے در کو نہیں چھوڑ سکتا مجھے آپ
کے در پر رکنا ہے، یارسول اللہ ﷺ نظر کرم فرمائیے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے کرم فرمایا۔ مدینہ طیبہ کے والی کو
خواب میں سرور کائنات ﷺ کا دیدار نصیب ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ چارسدہ پاکستان سے میرا ایک
غلام عاشق آیا ہے جسکا نام محمد آمین ہے وہ جتنا وقت گزارنا چاہے اس کو اجازت ہے۔ اس زمانے
میں رات کے وقت روضہ اقدس کے قریب سے زائرین کو نکالا جاتا تھا اور کسی کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں
ہوتی تھی۔ وہاں موجود اہلکار آواز لگاتے کہ سب زائرین نکل جائیں سوائے محمد آمین صاحب کے تو سب
لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوتے اور باباجی مبارک پر رشک کرتے کہ یہ ولی کامل سرکار دو عالم ﷺ کے خصوصی
نظر کرم پر تشریف فرما ہیں اور آقائے دو جہاں ﷺ کے خصوصی مہمان ہیں۔ دوران قیام حجاز مقدس، خلیجی
ممالک شام، ترکی، عراق، اردن، مصر وغیرہ کے باشندے باباجی کے مرید بن گئے اور اسی عشق و محبت کے
دامن کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھا۔ باباجی مبارک نے دورانِ قیام حضور ﷺ کے ارشاد مبارک پر کتاب
"روضۃ الحبیب" بھی تصنیف فرمائی۔ جو طالبانِ حق کیلئے عشق مصطفیٰ ﷺ کا پیغام ہے۔ جیسا کہ باباجی
مبارک نے کتاب کے مقدمے میں اور شاعری میں بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب سرکار کائنات
ﷺ کے ارشاد مبارک پر تحریر کیا ہے جیسا کہ باباجی فرماتے ہیں۔

مدینے منورے نہ قربان ربہ
دَ محبوب پاکے روضے نہ قربان ربہ

جنتونو نہ م خوخہ مدینہ دہ
دَ دمے خپلے عقیدے نہ قربان ربہ
دا لیکل چہ پہ ارشاد د خپل محبوب دی
د خپل خط هرے نقطے نہ قربان ربہ

یعنی قربان جاؤں مدینہ طیبہ پر، اور محبوب دو عالم ﷺ کے پاک روضہ اقدس پر فدا ہو
جاؤں، اپنے عقیدے پر قربان جاؤں کہ مجھے مدینہ طیبہ جنتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ اور قربان جاؤں
اپنے قلم سے نکلے ہوئے ہر نقطے پر کیونکہ یہ تحریر میں محبوب دو جہاں ﷺ کے امر مبارک سے لکھ رہا ہوں۔
حضور ﷺ کے خصوصی اجازت اور نظر کرم سے ۱۵ مہینے اور ۱۴ دن باباجی ریاض الجنۃ میں سرور
دو عالم ﷺ کے روضہ منورہ کے جالی قریب شب و روز گزارے۔ باباجی مبارک کو کئی بار حجاز مقدس جانے
کی سعادت نصیب ہوئی۔ چھٹی بار دیارِ محبوب کے سفر میں ۱۵ مہینے اور ۱۵ گھنٹے گزارے اور یہ تمام عرصہ
آپ نے ننگے پاؤں گزارا۔ آپ کو ہر اس چیز سے پیار تھا جس کی نسبت مدینہ پاک سے ہوتی۔
باباجی مبارک جب سخت علالت کی وجہ سے چارپائی پر بھی بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ ایک دن جب
ڈاکٹر صاحب چک اپ کیلئے آئے تو ڈاکٹر صاحب کیلئے گھر سے چائے آگئی پیالی میں چائے ڈالنے کے
بعد خادم نے جیسے ہی چائے دان کو زمین پر رکھنے لگا تو باباجی بے اختیار اٹھ کر چائے دان کی طرف بڑھے ا
ور فرمانے لگے اس مبارک چائے دان کو میں سرور کائنات ﷺ کے شہر مبارک سے لایا ہوں اسے زمین پر
رکھنا بے ادبی ہے۔

باباجی مبارک کے تصانیف

(۱) انوارِ مدینہ (۲) گلزارِ مدینہ چھ حصے (۳) بہارِ مدینہ (۴) اسرارِ مدینہ (۵) الحمد للہ (۶) سبحان اللہ
(۷) سبحان ربی الاعلیٰ (۸) دیونِ مداح (۹) تحفۃ الحجاج (۱۰) دیوانِ محمد آمین (۱۱) ھٰذا من فضلِ ربی
(۱۲) منازل عقبی (۱۳) تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلت الصلوٰۃ علی اشرف البریہ (۱۴) روضۃ الحبیب
(۱۵) گلدستہ مدینہ منورہ چار حصے (۱۶) سلسلہ قادریہ (۱۷) عبرۃ الحجاج (۱۸) دستور جماعتِ ناجیہ
(۱۹) من الرب الرحیم (۲۰) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (۲۱) روحی فدا (۲۲) فتبارک اللہ احسن الخالقین

(۲۳) گلدستہ مصطفیٰ ﷺ (۲۴) روحی نثار (۲۵) حالات محبوب کریم ﷺ (۲۶) رسالہ الحق (۲۷) وظیفہ ایام خمسہ (۲۸) اقارنامہ (۲۹) تحفۃ الحرمین الشریفین (۳۰) رسالہ الصادقہ (۳۱) مولودِ خیر البشر

خلفاء

آپ کے خلفاء کی تعداد کافی ہے، ''تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ'' میں تحسین اللہ صاحب نے باباجی مبارک کے ۵۲ خلفاء کے نام لکھے ہیں ان میں مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں۔ ولی کامل مولانا میر اگل صاحب۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا امین الحسنات صاحب پیر آف مانکی شریف۔ پیر محمد شیرین صاحب قادری۔

اولاد

اللہ عزوجل نے آپکو سات بیٹوں اور چھ بیٹیوں سے نوازا جن میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں حیات ہیں باقی وصال کر گئے ہیں۔ آپکی ایک زوجہ محترمہ تا حال حیات ہے۔ صاحبزادہ الحمداللہ حامد قادری صاحب دامت برکاتہم عالیہ آپ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ ایک جید عالم صاحبِ شریعت وطریقت بزرگ ہیں۔ روزانہ کافی تعداد میں عقیدت مند آپ کی خدمت حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ آپ باباجی مبارک کے عقائد ونظریات پر سختی قائم ہیں اور اس کی ترویج میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل آپکا سایہ اہلسنت سلامت رکھے۔ صاحبزادہ الحمداللہ قادری صاحب کے تین صاحبزادے ہیں (۱) علامہ محمد شفیق امینی صاحب (۲) رفیق احمد امینی صاحب (۳) لطیف احمد امینی صاحب۔ علامہ محمد شفیق امینی صاحب اہلسنت یوتھ فورس کے امیر اور مرکزی جماعت اہلسنت کے صوبائی صدر ہیں۔ آپ فصیح اللسان، قادر الکلام ،شعلہ بیان اور شیریں زبان مقرر اور اہلسنت عقائد کے بے باک ترجمان ہیں۔ اللہ عزوجل آپ کی عمر، صحت اور آل میں برکت فرمائے۔ اللہ آپ کو دشمن کے شر سے محفوظ فرمائے اور آپ کا سایہ اہلسنت پر قائم ودائم رکھیں۔ آمین ثمہ آمین

وصال

جہاد کشمیر میں سری نگر کے قریب ایک بم حملے میں باباجی مبارک قدس سرہ کو شدید زخم آئے تھے۔ بعد میں علاج سے ٹھیک ہوگئے تھے۔ مگر اس کے اثرات باقی تھے۔ کچھ عرصہ بعد باباجی مبارک کی طبیعت خراب ہو گئی اور ۱۵ ربیع الثانی بروز منگل بمطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو آپ لیڈی لیڈنگ ہسپتال پشاور میں داخل

کروائے گئے اور تقریباً ۸ ماہ کے مسلسل علالت کے بروز ہفتہ بوقت صبح ۶ بجے ۳۱ مئی ۱۹۵۸ء ۱۱ ذی القعدہ ۱۳۷۷ھ کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین حضرت العلامہ مولانا میر اگل صاحب نے پڑھائی اور وصیت کے مطابق حاجی آباد شریف کی بڑی مسجد کے باہر آرام فرما ہوئے۔ آپکا مزار مبارک آج بھی سالکین اور اہل محبت کیلئے مرکز انوار وتجلیات ہے۔ آپ کے مزار پر ہر سال عرس منعقد کیا جاتا ہے اور ہزاروں افراد اس میں شریک ہوتے ہیں اپنے دلوں کو منور کرتے ہیں۔

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

۲۱-۰۱-۲۰۱۴

ماخذ

۱۔ القرآن مجید
۲۔ تفسیر در منثور اردو مترجم جلد۳
۳۔ مسلم شریف
۴۔ بخاری شریف
۵۔ ترمذی شریف مترجم
۶۔ مشکوٰۃ شریف
۷۔ سیرتِ حلبیہ اردو، جلد۶
۸۔ جواہر البحار فی فضائل نبی المختار، جلد۱
۹۔ بدنِ خیر البشر از احادیثِ بے بدل
۱۰۔ تحفۃ الحبیبیہ فی فضیلۃ الصلوٰۃ علیٰ اشرف البریۃ
۱۱۔ اسد الغابہ مترجم، جلد اول، حصہ سوم
۱۲۔ فتاوٰی رضویہ جلد۲۶
۱۳۔ فتاوٰی رضویہ جلد۳۰
۱۴۔ فتاوٰی رضویہ جلد،۶
۱۵۔ جامع الفتاوٰی جلد دوم (سید عبد الفتاح حسینی القادری گلشن آبادی)
۱۶۔ تذکرۃ الصلحاء فی بیان الاتقیاء
۱۷۔ کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف مترجم
۱۸۔ کتاب اللمع فی التصوف مترجم
۱۹۔ تذکرہ عاشقِ رسول ﷺ فخرِ کشمیر حضرت الحاج محمد آمین رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۔ روضۃ الحبیب
۲۱۔ دیوانِ مداح
۲۲۔ حدائق بخشش
۲۳۔ گلزار مدینہ
۲۴۔ روحی فدا

۲۵۔ گلدستہ مدینہ منورہ
۲۶۔ لاحولہ ولاقوۃ الا باللہ
۲۷۔ بہار مدینہ منورہ
۲۸۔ من الرب الرحیم
۲۹۔ دیوانِ محمد آمین افغانی
۳۰۔ روایت ہاشم خان مرحوم
۳۱۔ روایت جعفر خان صاحب
۳۲۔ الصادقہ، جلد۲، نمبر۲۸۔ یکم ربیع الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء
۳۳۔ الصادقہ ۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰
۳۴۔ اشتہار اعلان حق
۳۵۔ دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف
۳۶۔ اقبال کے حضور، نشستیں اور گفتگوئیں
۳۷۔ منافع التاذین علی قبر المدفین
۳۸۔ برہان المؤمنین علیٰ عقائد المعطلین
۳۹۔ ابطال اغلاط قاسمیہ
۴۰۔ تنبیہ الجہال
۴۱۔ التبشیر برد التحذیر
۴۲۔ التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ
۴۳۔ تحقیقات
۴۴۔ التنویر
۴۵۔ صلح کلیت کا انجام
۴۶۔ ختم نبوت اور تحذیر الناس

۴۷۔ فتاویٰ قادریہ

۴۸۔ تذکرہ صاحب مبارک گل اباصاحب

۴۹۔ تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد اول

۵۰۔ تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، جلد دوم

۵۱۔ تذکرہ اکابر اہلسنت

۵۲۔ ہندوستان میں وہابی تحریک

۵۳۔ تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین

۵۴۔ حیات طیبہ

۵۵۔ نظم الدرفی سلک السیر

۵۶۔ تواریخ عجیب

۵۷۔ علماء ہند کا شاندار ماضی، حصہ دوم

۵۸۔ نادر مجموعہ رسائل، تحذیر الناس

۵۹۔ قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم

۶۰۔ ملفوظات حکیم الامت، جلد ۵

۶۱۔ تذکرۃ الرشید، جلد ۲

۶۲۔ مکاتیب رشیدیہ

۶۳۔ مجالس حکیم الامت

۶۴۔ مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں

۶۵۔ سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری

۶۶۔ آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی

۶۷۔ کفایت المفتی، جلد ا

۶۸۔ علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے

۶۹۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا

۷۰۔ حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی

۷۱۔ سفرنامہ لاہور ولکھنؤ

چاکی چی عشق نه وی هغی کښی خو ایمان نه وی
داسی انسان خو وی کافر څه مسلمان نه وی
خاوری شه هغه سر او سترګے چه هزار کرته
د معشوقی د کوڅی خاورو نه قربان نه وی
څوك چه شیدا په دلبر نه وی محمد امینؔ
داسی نا اهله دی جوندے په دی جهان نه وی
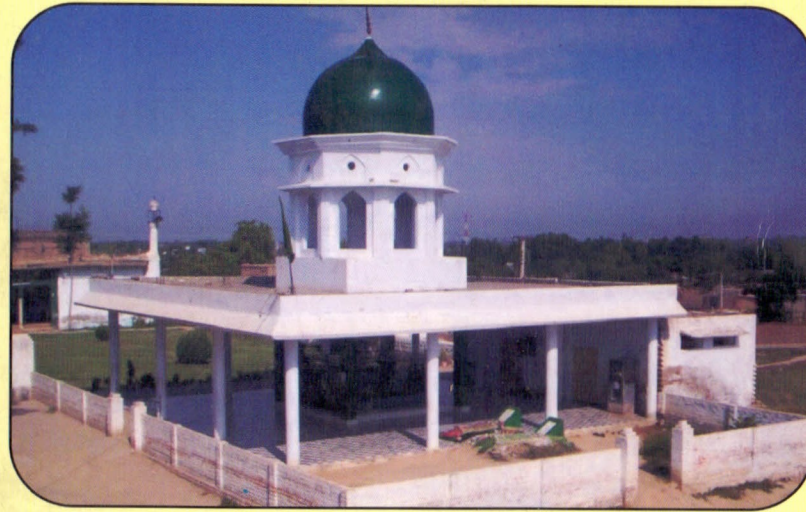
مزار پُر انوار عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم فخرِ کشمیر حضرت الحاج **محمد امین** باباجیؒ
چارسدہ عمرزئی حاجی آباد شریف